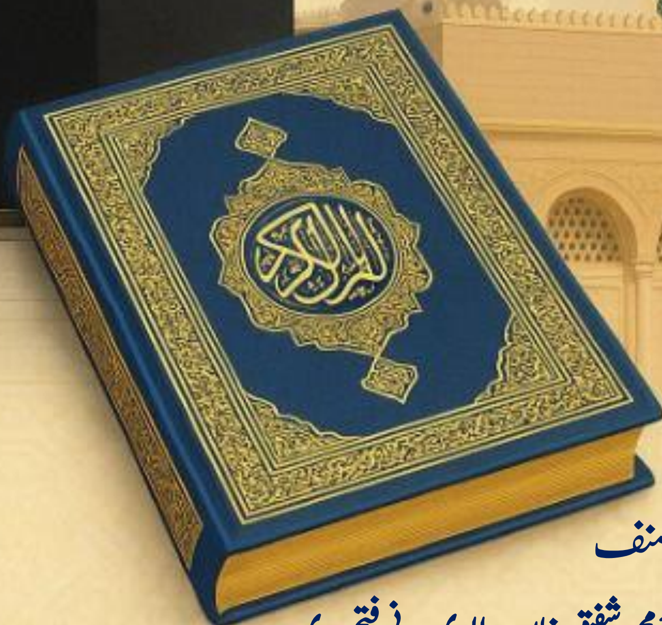
اسلامی عقائد و ارکان کی حکمتوں پر مشتمل لاجواب کتاب بنام

اَسرارُ الاِیمَان

فِی

حَقَائِقِ الاَرکَان



مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ اللَّطِیۡف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الشَّفِیۡق اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہ وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصۡحَابِكَ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہ

اسلامی عقائد وارکان کی حکمتوں پر مشتمل لاجواب کتاب بنام

اَسۡرَارُ الۡاِیۡمَان
فِی
حَقَائِقِ الۡاَرۡکَان

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...عقائد کی حکمت
☆...اذان کی حکمت
☆...طہارت کی حکمت
☆...نماز کی حکمت
☆...جماعت کی حکمت
☆...درود کی حکمت
☆...مختلف چیزوں کی حکمت
☆...مصنف کی دیگر کتب

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی



جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ



کتاب	:	اسرار الایمان فی حقائق الارکان
مصنف	:	مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری
کمپوزنگ	:	مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری
صفحات	:	423
ناشر	:	مکتبۃ دارالسنہ (دہلی)
پتہ:	:	(نزد فیضانِ مدینہ، تاج نگری فیس ۲ تاج گنج آگرہ یوپی الہند

Pin code: 282001

اس کتاب کو چھپوانے اور حاصل کرنے کے خواہش مند حضرات اس نمبر پر رابطہ کریں

calling & whats app no:

+918808693818

فہرست

مصنف کا تعارف

نام ونسبت

نام محمد شفیق خان، والد کا نام محمد شریف خان ہے، سلسلۂ قادریہ رضویہ عطاریہ میں شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانئ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ سے ۲۰۰۴ء میں بیعت ہونے کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ عطاری لکھتے ہیں، آپ کی ولادت قصبہ لَلَوْلِیْ ضلع فتح پور ہنسوا صوبہ یوپی ہند میں ہوئی، آپ کی تاریخِ پیدائش 10 جون 1986ء ہے۔

دینی ماحول سے وابستگی

موصوف نے ابتداءً ہندی انگلش کی تعلیم حاصل کر کے سن 2000ء میں AC کا کام سیکھنے اور کرنے کے لئے بمبئی چلے گئے تھے اور وہاں پر 4 سال قیام کیا پھر 2004ء میں اپنے وطن لوٹے، اور وطن میں ہی دعوتِ اسلامی کا دینی ماحول ملا، دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہونے کے بعد مختلف کورسز کئے اور 2006ء میں اپنے ہی علاقہ کے دار العلوم بنام جامعہ عربیہ گلشنِ معصوم قصبہ للولی میں قاری اقبال احمد عطاری سے قرآنِ پاک ناظرہ اور حضرت مولانا عتیق الرحمٰن مصباحی سے درسِ نظامی کے درجۂ اولی اور کچھ درجۂ ثانیہ کی کتابیں پڑھی، اس کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے چریاکوٹ ضلع مؤ تشریف لے گئے اور وہاں درجۂ ثانیہ مکمل کرنے کے بعد اہلسنت کے عظیم علمی ادارے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ میں مطلوبہ درجۂ ثالثہ کا ٹسٹ دیا اور بفضلہ تعالی کامیاب ہونے کے بعد درجۂ ثالثہ وہیں پڑھی، پھر درجۂ رابعہ دار العلوم غوثیہ (جو ضلع اعظم گڑھ کے گاؤں سَرَیَّا میں واقع ہے) میں مکمل کی پھر اس

کے بعد دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ عطار نیپال گنج، نیپال میں داخلہ لیا اور درجۂ خامسہ سے دورۂ حدیث تک کی تعلیم وہیں مکمل فرمائی۔

آغازِ تدریس و تصنیف

2014ء میں فراغت کے بعد تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لے گئے اور ایک سال وہاں تدریس فرمائی، پھر مزید تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدنی مرکز کے حکم پر بنگلہ دیس کے دار الحکومت ڈھاکہ کے جامعۃ المدینہ تشریف لے گئے، اور وہیں پر دعوتِ اسلامی کے جامعات کے درجۂ ثانیہ میں داخلِ نصاب علمِ صرف کی کتاب بنام "مراح الارواح" کی اردو شرح بنام "شَفِیْقُ الْمِصْبَاح شرح مَرَاحُ الْاَرْوَاح" تصنیف فرمائی۔

اس کے بعد پھر جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لا کر درس و تدریس، تالیف و تصنیف میں مشغول ہو گئے۔ درسِ نظامی کی تدریس کے ساتھ ساتھ امامت کورس بھی کرواتے رہے۔

خلافت و اجازت

25 اپریل 2024ء کو شاگردِ حافظِ ملت، مریدِ مفتیٔ اعظم ہند، خلیفۂ برہانِ ملت، مبلغِ اسلام حضرت علامہ مولانا عبد المبین نعمانی دامت برکاتہم العالیہ نے سلسلۂ قادریہ، رضویہ کی خلافت و اجازت سے نوازا۔

اللہ سے دعا ہے کہ موصوف کو بے بہا برکات و ثمرات سے نوازے اور اس کارہائے نمایہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا کر کے موصوف کے لئے توشۂ آخرت بنائے آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم۔

مصنف کی اصلاحی کتب

1☆... ما فعل اللہ بک
2☆... اسلام کی خوبیاں
3☆... اسرار الایمان فی حقائق الارکان
4☆... میری سنت میری امت
5☆... کیا حال ہے؟
6☆... موت کے وقت
7☆... عقائد کی حکمتیں
8☆... پانچ نمازوں کی حکمت
9☆... قرآنی سورتوں کے مضامین
10☆... سب سے پہلے سب سے آخر
11☆... خطباتِ شفیقی جلد اول
12☆... قصور کس کا؟
13☆... نصاب مسائلِ نماز
14☆... خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی جلد اوّل
15☆... خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی جلد دوم
16☆... خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی جلد سوم
17☆... تدریس کے ۲۶ طریقے
18☆... رفیق التدریس
19☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے
20☆... فیضانِ قرآن کورس
21☆... فیضانِ شریعت کورس
22☆... آسان فرض علوم
23☆... آسان خطباتِ محرم
24☆... تنظیمی نصاب وبیانات
25☆... اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا
26☆... آسان حنفی نماز (ہندی)
27☆... عیدِ میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کیوں اور کیسے؟
28☆... محمد اور احمد کے اسرار

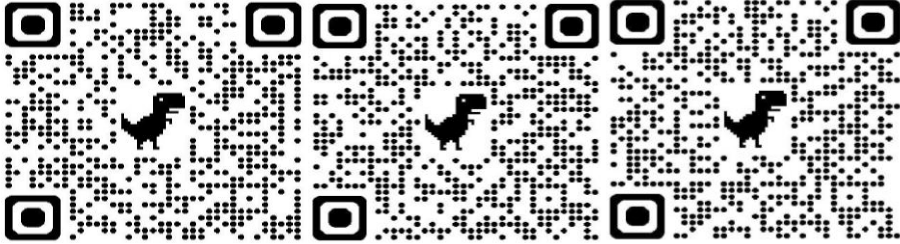
29☆... مدینہ جانا کیوں ضروری ہے؟
30☆... ایک سے دس تک
31☆... نکتے ہی نکتے
32☆... امتِ محمدیہ کے سوالات اور قرآنی جوابات
33☆... کامیابی کے دس اصول
34☆... درسِ تصوف
35☆... علماء کو اتنی فضیلت کیوں ملی؟
36☆... درود کی حکمتیں
37☆... چاند کی گواہی

مصنف کی درسی کتب

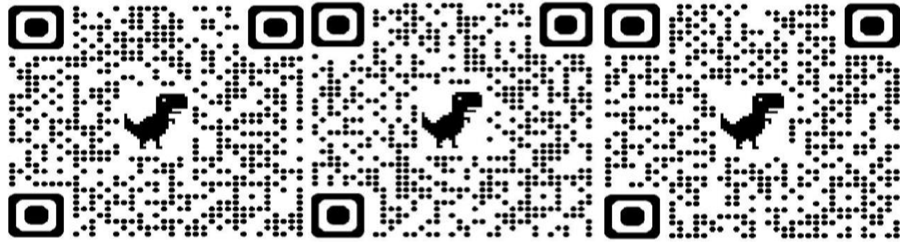
1☆... شَفِیْقُ الْمِصْبَاح شرح مَرَاحُ الْاَرْوَاح
2☆... شَفِیْقِیَّہ شرح اَلْاَرْبَعِیْنَ النَّوَوِیَّہ
3☆... شَفِیْقُ النَّحْو لحل خُلَاصَةِ النَّحْو (حصہ اول)
4☆... نُوْرُ الْمُغِیْث شرح تَیْسِیْرِ مُصْطَلَحِ الْحَدِیْث
5☆... شَفِیْقُ النَّحْو لحل خُلَاصَةِ النَّحْو (حصہ دوم)
6☆... القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر
7☆... شَارِقُ الْفَلَاح شرح نُوْرُ الْاِیْضَاح
8☆... عِرْفَانُ الْآثَار شرح مَعَانِی الْآثَار
9☆... عِنَایَةُ الْحِکْمَت لِحَلِّ بِدَایَةُ الْحِکْمَت
10☆... خَلِیْلِیَّہ شرح مُنَاظَرَةُ رَشِیْدِیَّہ
11☆... کَلَامُ الْوِقَایَہ شرح شَرْحُ الْوِقَایَہ
12☆... رَحْمَةُ الْبَارِی شرح تَفْسِیْرُ الْبَیْضَاوِی
13☆... مُخْتَارُ التَّاوِیْل شرح مَدَارِكُ التَّنْزِیْل
14☆... اَلدَّلَالَةُ الشَّاهِدَة شرح اَلْبَلَاغَةُ الْوَاضِحَة
15☆... اَلْمُعْتَبَرُ الْمُعْتَرَف لحل الْمُعْتَقَدِ الْمُنْتَقَد
16☆... سَلِیْمُ النَّظَر شرح نُزْهَةُ النَّظَر
17☆... شَفِیْقُ النُّعْمَانِی لِحَلِّ شَرْحِ الْجَامِی
18☆... عَطَایَةُ الْحِکْمَت شرح هِدَایَةُ الْحِکْمَت
19☆... نحو کے دلچسپ سوالات
20☆... صرف کے دلچسپ سوالات
21☆... تسلیم التوقیت

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کی کتب ڈاؤن لوڈ کرنے کا بار کوڈ

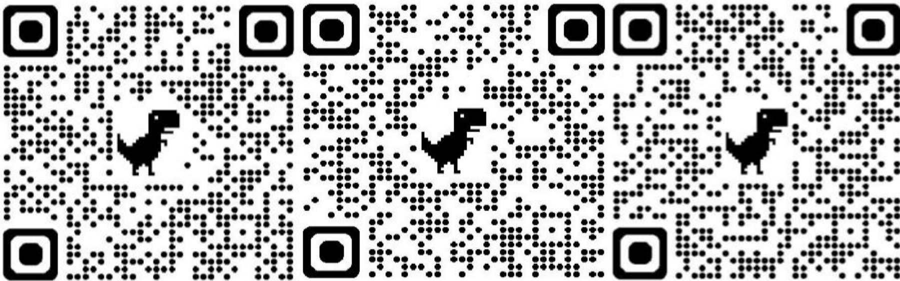
آسان خطباتِ محرم | عقائد کی حکمتیں | ۵ نمازوں کی حکمتیں



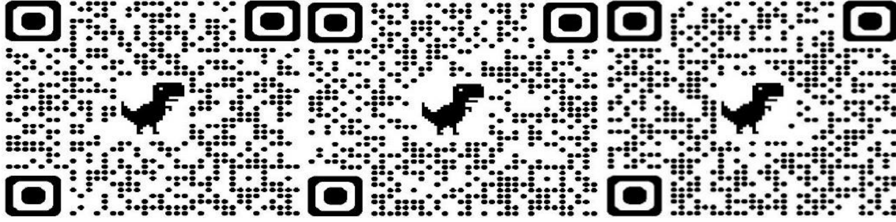
آسان فرض علوم | تدریس کے ۲۶ طریقے | رفیق التدریس



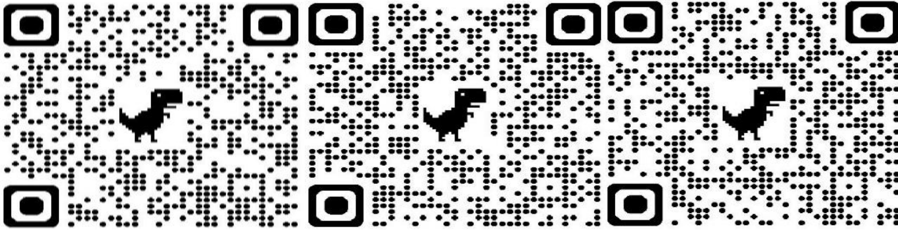
صرف کے دلچسپ سوالات | قصور کس کا؟ ہندی | شَارِقُ الۡفَلَاح شَرَح نُوۡرُ الۡاِیۡضَاح



شَفِیْقُ الْمِصْبَاح شَرْح مِرْآۃُ الْاَرْوَاح | تنظیمی نصاب و بیانات | نصاب مسائلِ نماز



اَلْقَوْلُ الْاَظْھَر شَرْح اَلْفِقْہ الْاَکْبَر | اعلی حضرت کا چرچا رہے گا | فیضان قرآن کورس



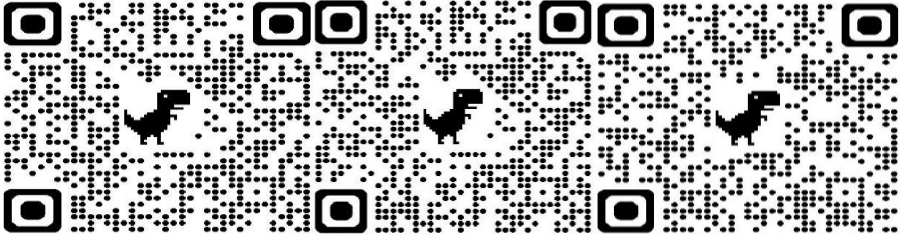
امت محمدیہ کے سوالات | چاند کی گواہی | خطباتِ مصطفائی حصہ دوم



مَا فَعَلَ اللہُ بِكَ ؟ | میری سنت میری امت | شفیقیہ شرح الاربعین النوویہ



سب سے پہلے سب سے آخر　قرآنی سورتوں کے مضامین　تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے

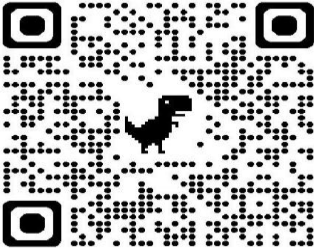


درود کی حکمتیں　کیا حال ہے؟　فیضان شریعت کورس

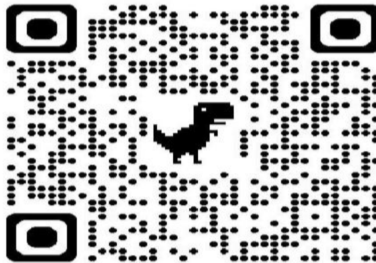


موت کے وقت　محمد اور احمد کے اسرار





مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کی تمام کتب ڈاؤن لوڈ کرنے کا بار کوڈ



آغازِ تحریر برائے کتاب ھذا

دل میں آرزو تھی کہ کاش کوئی کتاب اللہ پاک کے رسول، رسولِ مقبول ﷺ کی بارگاہ میں شروع کروں، الحمد للہ!ثم الحمد للہ!اس آرزو کی تکمیل بہت جلد ہوئی اور اللہ پاک کی رحمتوں اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کی عنایتوں سے ۲۵ شعبان المعظم 1446ھ کو سفر مدینہ کی سعادت ملی، اس مبارک سفر میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کے 19 حروف کی نسبت سے 19 کتابوں کی ابتداء کرنے کی سعادت حاصل ہوئی جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1)۔۔۔**مختار التاویل شرح مدارك التنزيل**: مزارِ مبارک سید المفسرین عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما طائف۔ یکم رمضان المبارک 1446ھ بمطابق یکم مارچ 2025ء بروز ہفتہ، صبح 11 بج کر 41 منٹ۔

(2)۔۔۔**رحمۃ الباری شرح تفسیرالبیضاوی**: مزارِ مبارک سید المفسرین عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما طائف۔ یکم رمضان المبارک 1446ھ بمطابق یکم مارچ 2025ء بروز ہفتہ، صبح 11 بج کر 45 منٹ۔

(3)۔۔۔**عناية الحكمت لحل بداية الحكمت**: مطاف میں رکن اسود کے سامنے، 3، رمضان المبارک 1446ھ بمطابق 3 مارچ 2025ء بروز پیر شریف، بعد نمازِ عصر، 5 بج کر 15 منٹ۔

(4)۔۔۔عطایة الحکمت شرح ھدایة الحکمت: مطاف میں رکن اسود کے سامنے، 3، رمضان المبارک 1446ھ بمطابق 3 مارچ 2025ء، بروز پیر شریف، بعد نمازِ عصر، 5 بج کر 26 منٹ۔

(5)۔۔۔مدینے جانا کیوں ضروری ہے؟: مسجدِ نبوی، قادری چوک، چھتری کے نیچے، مدینہ شریف میں، 6، رمضان المبارک 1446ھ بمطابق 6 مارچ 2025ء، شبِ جمعرات، 12 بج کر 57 منٹ۔

(6)۔۔۔خطباتِ مصطفائی و خطباتِ شفیقی حصہ سوم: مسجدِ نبوی گیٹ نمبر 305، گنبدِ خضراء کے سامنے، مدینہ شریف میں، 7، رمضان المبارک 1446ھ بمطابق 6 مارچ 2025ء شبِ جمعہ، بعد نمازِ مغرب، 7 بج کر 04 منٹ۔

(7)۔۔۔کامیابی کے دس اصول: مسجدِ نبوی گیٹ نمبر 305، گنبدِ خضراء کے سامنے، مدینہ شریف میں، 7، رمضان المبارک 1446ھ بمطابق 6 مارچ 2025ء شبِ جمعہ، بعد نمازِ مغرب، 7 بج کر 09 منٹ۔

(8)۔۔۔الدلالة الشاھدة شرح البلاغة الواضحة: مسجدِ نبوی گیٹ نمبر 305، گنبدِ خضراء کے سامنے، مدینہ شریف میں، 7، رمضان المبارک 1446ھ بمطابق 6 مارچ 2025ء شبِ جمعہ بعد نمازِ مغرب، 7 بج کر 12 منٹ۔

(9)۔۔۔ شفیق النعمانی لحل شرح الجامی: مسجدِ نبوی گیٹ نمبر 305، گنبدِ خضراء کے سامنے، مدینہ شریف میں، 7، رمضان المبارک 1446ھ بمطابق 6 مارچ 2025ء شبِ جمعہ بعد نمازِ مغرب، 7 بج کر 25 منٹ۔

(10)۔۔۔ المعتبر المعترف لحل المعتقد المنتقد: مسجدِ نبوی گیٹ نمبر 305، گنبدِ خضراء کے سامنے، مدینہ شریف میں، 7، رمضان المبارک 1446ھ بمطابق 6 مارچ 2025ء شبِ جمعہ بعد نمازِ مغرب، 7 بج کر 27 منٹ۔

(11)۔۔۔ نور المغیث شرح تیسیر مصطلح الحدیث: مسجدِ نبوی گیٹ نمبر 305، گنبدِ خضراء کے سامنے، مدینہ شریف میں، 7، رمضان المبارک 1446ھ بمطابق 6 مارچ 2025ء شبِ جمعہ بعد نمازِ مغرب، 7 بج کر 30 منٹ۔

(12)۔۔۔ علماء کو اتنی فضیلت کیوں دی گئی؟: مسجدِ نبوی گیٹ نمبر 305، گنبدِ خضراء کے سامنے، مدینہ شریف میں، 7، رمضان المبارک 1446ھ بمطابق 6 مارچ 2025ء شبِ جمعہ بعد نمازِ مغرب، 7 بج کر 37 منٹ۔

(13)۔۔۔ سلیم النظر شرح نزھۃ النظر: مسجدِ نبوی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے مکانِ عالیشان کے سامنے، منبر کے بائیں جانب، مدینہ شریف میں، 7، رمضان المبارک 1446ھ بمطابق 7، مارچ 2025ء، شبِ جمعہ بعد نمازِ عشاء، رات 02 بج کر 09 منٹ۔

(14)۔۔۔ **نحو کے دلچسپ سوالات:** مسجدِ نبوی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے مکانِ عالیشان کے سامنے، منبر کے بائیں جانب، مدینہ شریف میں، 7، رمضان المبارک 1446 ھ بمطابق 7، مارچ 2025ء، شبِ جمعہ بعد نمازِ عشاء، رات 02 بج کر 12 منٹ۔

(15)۔۔۔ **درسِ تصوف:** مسجدِ نبوی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے مکانِ عالیشان کے سامنے، منبر کے بائیں جانب، مدینہ شریف میں، 7، رمضان المبارک 1446 ھ بمطابق 7، مارچ 2025ء، شبِ جمعہ بعد نمازِ عشاء، رات 02 بج کر 19 منٹ۔

(16)۔۔۔ **جانشینِ انبیاء:** مسجدِ نبوی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے مکانِ عالیشان کے سامنے، منبر کے بائیں جانب، مدینہ شریف میں، 7، رمضان المبارک 1446 ھ بمطابق 7، مارچ 2025ء، شبِ جمعہ بعد نمازِ عشاء، رات 02 بج کر 25 منٹ۔

(17)۔۔۔ **عیدِ میلاد کیوں اور کیسے؟:** مسجدِ نبوی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے مکانِ عالیشان کے سامنے، منبر کے بائیں جانب، مدینہ شریف میں، 7، رمضان المبارک 1446 ھ بمطابق 7، مارچ 2025ء، شبِ جمعہ بعد نمازِ عشاء، رات 02 بج کر 30 منٹ۔

(18)۔۔۔ **نکتے ہی نکتے:** مسجدِ نبوی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے مکانِ عالیشان کے سامنے، منبر کے بائیں جانب، مدینہ شریف میں، 7، رمضان المبارک 1446 ھ بمطابق 7، مارچ 2025ء، شبِ جمعہ بعد نمازِ عشاء، رات 02 بج کر 41 منٹ۔

(19)۔۔۔اسرار الایمان فی حقائق الارکان: مسجدِ نبوی گیٹ نمبر305، گنبدِ خضراء کے سامنے، مدینہ شریف میں،9، رمضان المبارک 1446 ھ بمطابق9 مارچ2025ء، بروز اتوار، بعد نمازِ عصر، افطار کے قریب،5 بج کر29 منٹ۔

مدینہ ٔ منورہ کی پاکیزہ فضاؤں میں رہنے، گنبدِ خضراء کے جلوؤں سے برکت حاصل کرنے، مقدس مقامات کی زیارت کرنے، سحری و افطار کرنے کی سعادت ملتی رہی، لیکن بالآخر وقتِ رخصت آ پہنچا،10 رمضان المبارک 1446ھ، بمطابق 10 مارچ 2025، پیر کے دن کا سورج طلوع ہوا، رخصتِ قافلہ کا شور اٹھا، دل یکدم مچل گیا، امامِ اہلسنت، اعلی حضرت رضی اللہ عنہ کے وہ اشعار، بار بار اشکبار کرتے رہے۔

خراب حال کیا دِل کو پُر مَلال کیا
تمہارے کُوچہ سے رُخصت کیا نِہال کیا

نہ رُوئے گُل ابھی دیکھا نہ بُوئے گُل سُونگھی
قضانے لا کے قفس میں شکستہ بال کیا

یہ رائے کیا تھی وہاں سے پلٹنے کی اے نفس
سِتم گر اُلٹی چُھری سے ہمیں حلال کیا

یہ کب کی مجھ سے عداوت تھی تجھ کو اے ظالِم
چُھڑا کے سنگِ درِ پاک سر وَبال کیا

چمن سے پھینک دیا آشیانہ ٔ بلبل
اُجاڑا خانہ ٔ بے کس بڑا کمال کیا

تِرا ستم زدہ آنکھوں نے کیا بِگاڑا تھا
یہ کیا سمائی کہ دُور ان سے وہ جمال کیا
مَدینہ چھوڑ کے وِیرانہ ہند کا چھایا
یہ کیسا ہائے حواسوں نے اِختلال کیا
تُو جس کے واسطے چھوڑ آیا طیبہ سا محبوب
بتا تو اس ستم آرا نے کیا نہال کیا
اَبھی اَبھی تو چمن میں تھے چہچہے ناگاہ
یہ دَرْد کیسا اُٹھا جس نے جی نڈھال کیا
الٰہی سُن لے رضاؔ جیتے جی کہ مولیٰ نے
سگانِ کوچہ میں چہرہ مِرا بحال کیا

لیکن دل کو کچھ یوں منایا کہ:

مدینے کا کچھ کام کرنا ہے سَیِّدؔ
مدینے سے اس لئے جا رہا ہوں

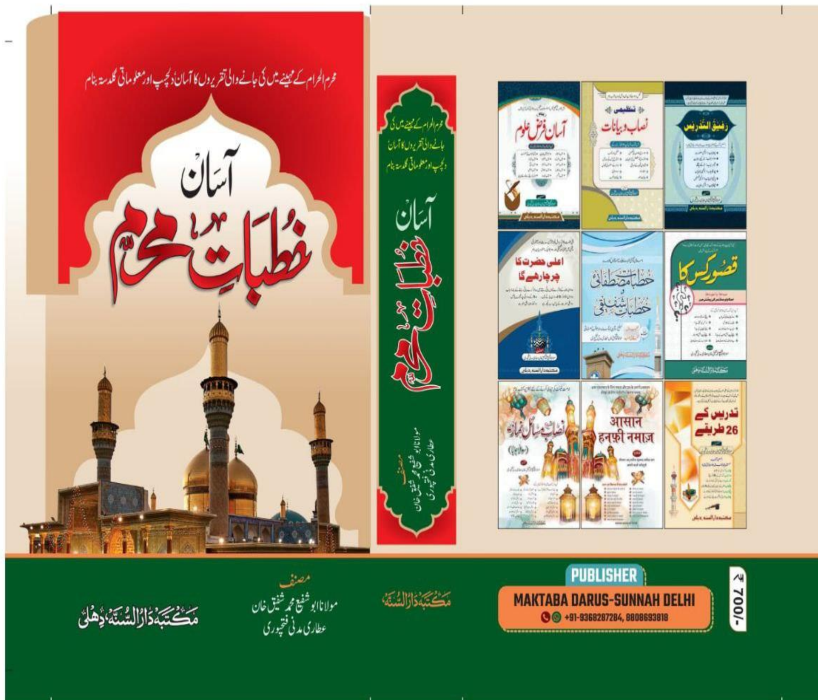
الحمد للہ! گھر پہنچ گیا، لیکن ذہن میں ابھی کوئی ایسی بات نہیں آئی تھی کہ کس کتاب کا کام سب سے پہلے کرنا ہے، پچھلا کچھ کام باقی رہ گیا تھا اس کی تکمیل کرتے کرتے اچانک "اسرار الایمان فی حقائق الارکان" کا کام شروع ہو گیا، اور الحمد للہ کچھ ہی دنوں کے اندر، 24 رمضان المبارک 1446ھ بمطابق 25 مارچ 2025ء، بروز منگل، بعدِ فجر، صبح 6 بج کر 26 منٹ، مقام بیت الفنا آگرہ میں مکمل ہوا، اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اس کتاب کو قبول و مقبول

فرمائے، اس کتاب کو میرے، میرے والدین، پیر و مرشد، اساتذہ و طلباء، اہلِ خانہ اور محبین و متوسلین کے لیے باعثِ نجات بنائے۔ آمین بجاہ خاتم المرسلین ﷺ

ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

26 رمضان المبارک 1446ھ، بمطابق 27 مارچ 2025ء،

شبِ جمعرات، رات 3 بج کر 41 منٹ۔



عقائد کی حکمت

آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ اللَّطِیۡفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الشَّفِیۡقِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصۡحَابِكَ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہ

عقائد کی حکمت

درود شریف کی فضیلت

بے چین دلوں کے چَین، نانائے حَسَنَین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ رَحمت نشان ہے: "جب جُمعرات کا دن آتا ہے اللہ پاک فِرِشتوں کو بھیجتا ہے جن کے پاس چاندی کے کاغذ اور سونے کے قلم ہوتے ہیں وہ لکھتے ہیں، کون جُمعرات کے دن اور شبِ جُمُعہ (یعنی جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب) مجھ پر کثرت سے دُرُود پاک پڑھتا ہے۔" (ابن عساکر ج۴۳ ص۱۴۲)

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کتاب کو لکھنے کی وجہ

سوال: اس کتاب کو کیوں لکھا گیا؟

جواب: اس کتاب کو اس لئے لکھا گیا کہ ہمارے معاشرے میں بعض ایسے افراد بھی پائے جاتے ہیں جو علمِ دین سے دوری کے سبب آئے دن اسلامی احکامات پر چوں وچراں کرتے ،اسلامی احکامات کو عقلی ترازو پر تولتے دکھائی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلام نے جو ہم پر احکام فرض فرمائے ہیں ان کی حکمت کیا ہے ؟لہٰذا ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی ایسی کتاب ہونی چاہیے جس میں اسلامی احکام کی حکمتیں اور عقلی دلائل موجود ہوں جس سے اسلامی احکام کی اہمیت

اجاگر ہو سکے، انہی حالات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس کتاب کو تحریر کیا گیا ہے۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو مقبولیت عطا فرمائے اور عوامِ اہلِ سنت کے لئے نفع بخش بنائے۔

حکمت سے مراد

سوال: حکمت سے کیا مراد ہے؟ اور لفظِ حکمت قرآن میں کتنی مرتبہ آیا ہے؟

جواب: اے عاشقانِ رسول! جب بھی ہم حکمت کا لفظ سنتے ہیں تو فوراً ہمارا ذہن علمِ طب کی جانب جاتا ہے کہ حکمت سے مراد ڈاکٹری ہے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ حکمت کا لفظ اپنے دامن میں بہت وسعت رکھتا ہے (جیسے کہ آگے ہم بیان کریں گے) کہ یہ ایک ایسا وصف ہے جس سے متصف ذاتِ باری تعالی بھی ہے جیسے کہ قرآنِ عظیم میں جابجا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ۔(بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے) (پ۔۱۔البقرہ۔ ۳۲) اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

(اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا حکمت والا) (پ۔۳۔ال عمران۔۶) اور اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا۔ (بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے) (پ۔۴۔النساء۔۱۱) مذکور ہے۔ نیز قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں لفظ (اَلْحَكِيْم) ۴۲ بار آیا ہے جس میں سے تین بار قرآنِ کریم کے لئے اور ایک بار نصیحت کے لئے اور ۳۸ مرتبہ اللہ وحدہ لا شریک لہ کے لئے استعمال ہوا ہے اور لفظ (حَكِيْماً) اللہ تعالیٰ کے لئے ۱۶ مقامات میں استعمال ہوا ہے نیز لفظ (اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ) اللہ تعالیٰ کے لئے قرآنِ کریم میں ۲ بار استعمال ہوا ہے، جبکہ لفظ (حکمۃ) ۲۰ مقامات پر مختلف معانی کے لئے استعمال ہوا ہے۔

کیا اسلام میں حکمت ہے؟

سوال: کیا اسلام حکمت سکھاتا ہے؟

جواب: ان اعداد سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارا اسلام دیگر چیزوں کے ساتھ ساتھ اپنے ماننے والوں کو حکمت کا درس بھی دیتا ہے مگر افسوس کہ ہم ان تعلیمات سے دور ہو کر غیروں کے بیان کئے ہوئے فارمولوں اور ان کی تجویز کردہ اصولوں سے متأثر ہو کر حکمت و دانائی کا تاج ان کے سروں پر سجاتے ہوئے نہیں تھکتے اور انہیں علم و حکمت کا بانی سمجھتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں، اور ان کی جانب سے اسلام کے احکام پر کئے جانے والے نکتہ چینیوں اور اعتراضات پر کان رکھ کر اسلام کے پاکیزہ قوانین و احکام کے متعلق طرح طرح سے سوالات کرتے ہیں مثلاً:

اللہ کا ہونا کیوں ضروری ہے؟ ایک اللہ اتنی بڑی دنیا کو اکیلے کیسے چلا رہا ہے؟ اگر اللہ ہے تو دکھائی کیوں نہیں دیتا؟ اللہ نے ساری چیزوں کو پیدا فرمایا تو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ کیا اللہ ہر وقت جاگتا ہی رہتا ہے سوتا کیوں نہیں؟ اللہ سب کو موت دیتا ہے تو اللہ کو کون موت دے گا؟ اللہ ہی عبادت کا مستحق کیوں ہے؟ اور کوئی کیوں نہیں؟ اللہ کا نام اللہ کیوں ہے؟ اسلام میں پانچ نمازیں کیوں فرض کی گئیں؟ جماعت سے نماز پڑھنا کیوں واجب کیا گیا؟ دو نمازوں میں سرّی اور تین نمازوں میں جہری قرأت کیوں کی جاتی ہے؟

رمضان کے تیس روزے کیوں فرض کئے گئے؟ اور تیس ہی کیوں کم یا زیادہ کیوں نہیں؟زکوۃ کیوں فرض کی گئی؟اور وہ بھی ڈھائی فیصد ہی کیوں؟حج کیوں فرض کیا گیا؟اور وہ بھی مکے میں کیوں؟وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ ہر دور میں حکمت و دانائی کے تاج کے حقیقی حقدار صرف اور صرف مسلمان رہے ہیں اور رہیں گے ان شاء اللہ عزوجل۔اس بات کی تائید حدیثِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کرتی ہے جیسے کہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۷۳۶ صفحات پر مشتمل کتاب جنت میں لے جانے والے اعمال (جو کہ حافظ محمد شرفُ الدین عبدالمُؤمن بن خلف دمیاطی علیہ الرحمۃ کی مصنفہ اَلْمَتْجَرُ الرَّابِحُ فِیْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ کا اردو ترجمہ ہے) کے صفحہ نمبر ۳۹ میں سنن ترمذی کے حوالے سے مذکور ہے:

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ "حکمت مومن کا گمشدہ خزانہ ہے لہٰذا مومن اسے جہاں پائے وہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔"

(سنن ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، رقم ۲۶۹۶، ج۴، ص ۳۱۴)

حکمت کیا ہے؟

سوال: حکمت کیا ہے؟

جواب: حکمت کیا ہے؟اس کے متعلق مختلف اقوال ملتے ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں کہ ''حکمت'' عقل و فہم کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ ''حکمت'' معرفت اور اصابت فی

الامور کا نام ہے۔اور بعض کے نزدیک حکمت ایک ایسی شے ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے دل میں یہ رکھ دیتا ہے اس کا دل روشن ہو جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کو نیند کی حالت میں اچانک حکمت عطا فرمادی تھی۔ بہر حال نبوت کی طرح حکمت بھی ایک وہبی چیز ہے، کوئی شخص اپنی جدوجہد اور کسب سے حکمت حاصل نہیں کر سکتا۔ جس طرح کہ بغیر خدا کے عطا کئے کوئی شخص اپنی کوششوں سے نبوت نہیں پا سکتا۔ یہ اور بات ہے کہ نبوت کا درجہ حکمت کے مرتبے سے بہت اعلیٰ اور بلند تر ہے۔ (تفسیر روح البیان، ج۷، ص ۷۴۔۷۵، (ملخصاً) پ۲۱، لقمان: ۱۱)

صاحبِ خزائن العرفان سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۲۹ کے تحت لکھتے ہیں: حکمت کے معنی میں بہت اقوال ہیں بعض کے نزدیک حکمت سے فقہ مراد ہے' قتادہ کا قول ہے کہ حکمت سنت کا نام ہے بعض کہتے ہیں کہ حکمت علم احکام کو کہتے ہیں خلاصہ یہ کہ حکمت علمِ اسرار ہے۔

(کنز الایمان مع خزائن العرفان)

حکمت کے معنی

سوال: قرآنِ پاک میں حکمت کتنے معانی کے لئے آیا ہے؟

جواب: لفظِ حکمت قرآنِ پاک میں چند معانی کے لئے استعمال ہوا ہے:

(۱)۔۔۔پختہ علم کے معنی میں جیسے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ

اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ (پ۔۱۔البقرۃ۔۱۲۹)

ترجمہ کنزالایمان: اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

(۲)۔۔۔حکمت کے معنی میں جیسے:

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾　(پ۔۳۔آل عمران۔۴۸)

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ سکھائے گا کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل۔

(۳)۔۔۔پکی تدبیر کے معنی میں جیسے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ۔　(پ۔۱۴۔النحل۔۱۲۵)

ترجمہ کنزالایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکّی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔

حکمت کون دیتا ہے؟

سوال: حکمت کون دیتا ہے اور کسے دیتا ہے؟

جواب: حکمت دینے والا اللہ رب العزت کی ذات ہے اور وہ جسے چاہتا ہے اسے عطا کرتا ہے جیسے کہ فرمانِ باری ہے:

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: اللہ حکمت دیتا ہے جسے چاہے اور جسے حکمت ملی اُسے بہت بھلائی ملی اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔(پ۔۳۔البقرۃ۔۲۶۹)

حکمت کس کو دی گئی؟

سوال: اللہ تعالیٰ نے حکمت کس کس کو عطا فرمائی؟

جواب: جن جن حضرات کو حکمت عطا کرنے کا ذکر صراحۃً قرآنِ پاک میں کیا گیا ہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱)۔۔۔حضرتِ داؤد علیہ السلام کو:

وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوۡتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الۡمُلۡكَ وَالۡحِكۡمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا یَشَآءُ ؕ -(پ۔۲۔البقرۃ۔۲۵۱)

ترجمہ کنزالایمان: اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو اور اللہ نے اسے سلطنت اور حکمت عطا فرمائی اور اسے جو چاہا سکھایا۔

(۲)۔۔۔اٰلِ ابراہیم علیہ السلام کو:

فَقَدۡ اٰتَیۡنَاۤ اٰلَ اِبۡرٰهِیۡمَ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَاٰتَیۡنٰهُمۡ مُّلۡكًا عَظِیۡمًا۔(پ۔۵۔النساء۔۵۴)

ترجمہ کنزالایمان: تو ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں بڑا ملک دیا۔

(۳)۔۔۔حضرتِ لقمان کو:

وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا لُقۡمٰنَ الۡحِكۡمَةَ اَنِ اشۡكُرۡ لِلّٰهِ　(پ۔۲۱۔لقمٰن۔۱۲)

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر کر۔

(۴)۔۔۔حضرتِ یحیٰ علیہ السلام کو:

یٰیَحۡیٰى خُذِ الۡكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَیۡنٰهُ الۡحُكۡمَ صَبِیًّا ۙ﴿۱۲﴾　(پ۔۱۶۔مریم۔۱۲)

ترجمہ کنزالایمان: اے یحییٰ کتاب مضبوط تھام اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت دی۔

(۵)۔۔۔حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کو:

اِذۡ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ اذۡكُرۡ نِعۡمَتِىۡ عَلَيۡكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ‌ۘ اِذۡ اَيَّدْتُّكَ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الۡمَهۡدِ وَكَهۡلًا‌ ۚ وَاِذۡ عَلَّمۡتُكَ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَالتَّوۡرٰٮةَ وَالۡاِنۡجِيۡلَ‌ ۚ ۔

ترجمہ کنزالایمان: جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب میں نے پاک روح سے تیری مدد کی تو لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکّی عمر ہو کر اور جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل۔

(پ۔۷۔المائدۃ۔۱۱۰)

(۶)۔۔۔ہمارے آقا و مولیٰ محمدِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو:

وَاَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمۡ تَكُنۡ تَعۡلَمُ‌ ؕ وَكَانَ فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكَ عَظِيۡمًا۔

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔(پ۔۵۔النساء۔۱۱۳)

سوال: کیا اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو حکمت عطا فرمائی ہے؟

جواب: مذکورہ آیات سے کہیں یہ وہم پیدا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے صرف ان ہی حضرات کو حکمت عطا فرمائی ہے بلکہ اللہ عزوجل نے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو حکمت عطا فرمائی ہے جیسے کہ فرمانِ خداوندی ہے:

وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِیۡثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیۡتُكُمۡ مِّنۡ كِتٰبٍ وَّحِكۡمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنۡصُرُنَّهٗ۔ (پ۔۳۔اٰل عمران۔۸۱)

ترجمہ کنز الایمان: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔

حکمت کا معلم کون ہے؟

سوال: کیا ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم حکمت کے معلّم بھی ہیں؟

جواب: جی ہاں! میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! لطف کی بات یہ کہ دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو حکمت عطا کرنے کا بیان رب تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں تو فرمایا مگر ان میں سے کوئی حکمت سکھانے والا بھی ہے، نہ بیان فرمایا جبکہ ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ میں نے ان کو حکمت دی بھی اور آگے دوسروں کو حکمت دینے والا، حکمت تقسیم فرمانے والا بھی بنایا ہے اور اس کا ذکر قرآن کے ایک یا دو مقام پر نہیں بلکہ تین مقام پر فرمایا ہے جیسے کہ:

(۱)۔۔۔كَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا فِیۡكُمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡكُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡكُمۡ اٰیٰتِنَا وَیُزَكِّیۡكُمۡ وَیُعَلِّمُكُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَیُعَلِّمُكُمۡ مَّا لَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۵۱﴾ؕ (پ۔۲۔البقرۃ۔۱۵۱)۔

ترجمہ کنز الایمان: جیسے کہ ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔

(۲)۔۔۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (۱۶۴)

ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلے گمراہی میں تھے۔ (پ۔۴۔اٰل عمران۔۱۶۴)

(۳)۔۔۔ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ (۲) (پ۔۲۸۔الجمعۃ۔۲)

ترجمہ کنز الایمان: وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بیشک وہ اس سے پہلے ضرور کُھلی گمراہی میں تھے۔

حکمت کہاں ملتی ہے؟

سوال: حکمت کہاں ملتی ہے؟

جواب: سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: ''جب تم کسی دنیا سے بے رغبت شخص کو دیکھو اور اُسے کم گو پاؤ تو اس کے پاس ضرور بیٹھو کیونکہ اس پر حکمت کا نزول ہوتا ہے۔'' (سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الزہد فی الدنیا، الحدیث ۴۱۰۱، ج۴، ص ۴۲۲) رہنمائے جدول ص ۱۷۰)

حکمت کیسے ملتی ہے؟

سوال: حکمت کیسے ملتی ہے؟

جواب: حضرت سَیِّدُنا شبلی رضي الله تعالي عنہ نے فرمایا، "میں جس دن اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، اسی دن حکمت وعبرت کا ایسا دروازہ دیکھتا ہوں جو پہلے کبھی نہیں دیکھا۔"

(احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴، ص ۱۹۸) (خوفِ خدا ص ۳۴)

حضرتِ سیّدُنا ابُو سَلَمہ صَنْعانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی بیان کرتے ہیں کہ حضرتِ سیّدُنا کعب الاحبار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: کم بولنا حکمت ہے، خاموشی اختیار کرو کیونکہ یہ اچھی خصلت ہے اوراس سے بوجھ اور گناہ کم ہوتے ہیں، بُردباری کے دروازے کو سنوارو اوراس کا دروازہ خاموشی اور صبر ہے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ زیادہ ہنسنے والے اور چغلخور کو پسند نہیں فرماتا اور وہ اس حکمران کو پسند کرتا ہے جو چرواہے کی طرح ہو (یعنی رعایا کا محافظ ہو) اور اپنی رعایا سے غافل نہ ہو۔ جان لو کہ حکمت مومن کا گمشدہ خزانہ ہے لہٰذا علم حاصل کرو اس سے پہلے کہ اسے اٹھا لیا جائے اور اس کا اٹھ جانا یہ ہے کہ عُلَماء دنیا سے رُخصت ہو جائیں گے۔

(حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِیَاء (جلد:۵) ص ۴۹۱)

الٰہی! اپنی رحمت سے تو حکمت کا خزینہ دے
ہمیں عقلِ سلیم مولیٰ! پئے شاہِ مدینہ دے

حکمت کن کو ملتی ہے؟

سوال: حکمت کن کو ملتی ہے؟

جواب: الحمد للہ عزوجل اللہ رب العزت کی عطا سے ہمارے پیارے آقا مکی مدنی مصطفے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حکمت و دانائی فہم و فراست کے معلم ہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی امت کو ان تمام چیزوں کی تعلیم فرمائی اور اپنی امت کو اپنے فرامین کے ذریعے بتایا کہ حکمت کن کن چیزوں سے حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں چند احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمایئے۔

☆..........نبی اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: راس الحکمۃ مخافۃ اللہ یعنی حکمت کا سرچشمہ اللہ کا خوف ہے۔ (کنزالعمال: رقم ۵۸۷۳) (خوفِ خدا ص ۱۲)

حلال کھانے سے حکمت ملتی ہے

☆..........رسولِ اَکرم، نبیٔ محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ جنت نشان ہے: "جس نے چالیس دن تک حلال کھایا اللہ عزوجل اس کے دل کو منور فرمادے گا اور اس کی زبان پر حکمت کے چشمے جاری فرمادے گا اور دنیا و آخرت میں اس کی رہنمائی فرمائے گا۔"

(اتحاف السادۃ المتقین، کتاب الحلال والحرام، باب فی فضیلۃ الحلال...الخ، ج۶، ص ۴۵۰)

مخلص کو حکمت ملتی ہے

☆..........محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "جو چالیس دن اللہ عزوجل کے لئے مخلص ہو جائے تو اس کے دل سے حکمت کے چشمے اس کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء، الحدیث: ۶۸۷۹، ج۵، ص ۲۱۵، بدون "من قلبہ")

بردبار صاحبِ حکمت ہوتا ہے

☆............ شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"دو باتیں بہت عجیب ہیں:

(۱)۔۔۔بے وقوف آدمی سے حکمت کی بات اور

(۲)۔۔۔بردبار شخص سے بے وقوفی کی بات، لہٰذا اس بات سے درگزر کرلیا کرو کیونکہ بردبار شخص صاحبِ فراست اور حکمت والا تجربہ کار ہوتا ہے۔"

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث:۵۸۳۷، ج۳، ص۵۷)

☆............ حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"باوقار شخص بردبار، عالِم صاحبِ فراست اور صاحبِ حکمت تجربہ کار ہوتا ہے۔"(المرجع السابق، الحدیث:۵۸۳۸، ایضاً)

☆............ نبیِٔ کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"جب کسی مؤمن کو پُروقار انداز میں خاموشی کا پیکر پاؤ تو اس کی قربت حاصل کیا کرو کیونکہ وہ (جب بھی بولے گا تو) صرف حکمت آموز باتیں ہی کہے گا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ریاضۃ النفس وتہذیب الاَخلاق، بیان علامات حسن الخلق، ج۳، ص۸۵، یلقی بدلہ "یلقن")

عقیدہ کی تعریف

سوال: عقیدہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: عقیدہ کے لغوی معنی دل میں جمایا ہوا یقین، ایمان اور اعتقاد کے ہیں۔ عقیدہ کی جمع "عقائد" ہے۔ مومن ہونے کیلئے جن باتوں کی دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار ضروری ہے ان کو اسلامی عقائد کہا جاتا ہے۔ عقائد کی اصلاح و درستگی کے بغیر اچھے سے اچھا عمل بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں۔ ارشاد خدا عزوجل ہے:

مَثَلُ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا بِرَبِّہِمۡ اَعۡمَالُہُمۡ كَرَمَادِ ۣاشۡتَدَّتۡ بِہِ الرِّیۡحُ فِیۡ یَوۡمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا یَقۡدِرُوۡنَ مِمَّا كَسَبُوۡا عَلٰی شَیۡءٍ ؕ ذٰلِكَ ہُوَ الضَّلٰلُ الۡبَعِیۡدُ ﴿۱۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اپنے رب سے منکروں کا حال ایسا ہے کہ ان کے کام ہیں جیسے راکھ کہ اس پر ہوا کا سخت جھونکا آیا آندھی کے دن میں ساری کمائی میں سے کچھ ہاتھ نہ لگا۔ یہی ہے دور کی گمراہی۔ (ابراہیم/۱۸)

لہٰذا ثابت ہوا کہ اگر کوئی انسان کثیر نیک اعمال کا ذخیرہ جمع کرلے لیکن اس کے عقائد میں فساد ہو تو یہ ذخیرہ راکھ کا ڈھیر ثابت ہوں گے۔ اسی حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے علماء اہلسنت نے عقائد کے موضوع پر بہت کچھ لکھا۔

ایمان کی تعریف

سوال: ایمان کسے کہتے ہیں؟

جواب: ایمان لُغت میں تصدیق کرنے (یعنی سچا ماننے) کو کہتے ہیں۔

(تفسیر قُرطبی ج ۱ ص ۱۴۷)

ایمان کا دوسرا لُغوی معنٰی ہے: اَمن دینا۔ چُونکہ مومِن اچّھے عقیدے اِختیار کرکے اپنے آپ کو دائمی یعنی ہمیشہ والے عذاب سے اَمن دے دیتا ہے اس لئے اچّھے عقیدوں کے اختیار کرنے کو ایمان کہتے ہیں۔ (تفسیرِ نعیمی ج ۱ ص ۸) اور اِصطِلاحِ شَرع میں ایمان کے معنٰی ہیں: "سچّے دل سے اُن سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضَروریاتِ دین سے ہیں۔" (ماخوذ از بہارِ شریعت حصّہ ۱ ص ۹۲) اور اعلیٰ حضرت امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: محمدٌ رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ہر بات میں سچا جانے، حضور کی حَقّانیَّت کو صِدقِ دل سے ماننا ایمان ہے جو اس کا مُقِرّ (یعنی اقرار کرنے والا) ہو اسے مسلمان جانیں گے جبکہ اس کے کسی قول یا فعل یا حال میں اللہ و رسول (عَزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کا انکار یا تکذِیب (یعنی جُھٹلانا) یا توہین نہ پائی جائے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۲۹ ص ۲۵۴)

کفر کی تعریف

سوال: کفر کسے کہتے ہیں؟

جواب: کُفر کا لُغوی معنٰی ہے: "کسی شے کو چُھپانا۔" (اَلمُفرَدات ص ۷۱۴) اور اِصطِلاح میں کسی ایک ضَرورتِ دینی کے انکار کو بھی کُفر کہتے ہیں اگرچہ باقی تمام ضَروریاتِ دین کی تصدیق کرتا ہو۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت حصّہ ۱ ص ۹۲) جیسے کوئی شخص اگر تمام ضَروریاتِ دین کو تسلیم کرتا ہو مگر نَماز کی فرضیّت یا خَتمِ نبوّت کا منکِر ہو وہ کافِر ہے۔ کہ نَماز کو فرض ماننا اور سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو آخِری نبی ماننا دونوں باتیں ضَروریاتِ دین میں سے ہیں۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب ص ۴۰)

ضروریاتِ دین کی تعریف

سوال: ضروریاتِ دین کسے کہتے ہیں؟

جواب: ضَروریاتِ دین کے متعلق میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرتِ علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اپنی مایہ ناز تصنیف کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب کے صفحہ نمبر ۱۴۱ میں لکھتے ہیں:

ضَروریاتِ دین، اسلام کے وہ اَحکام ہیں، جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں، جیسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی وَحدانیّت (یعنی اس کا ایک ہونا)، انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی نُبُوَّت، نَماز، روزے، حج، جنّت، دوزخ، قِیامت میں اُٹھایا جانا، حِساب و کتاب لینا وغیرھا۔ مَثَلًا یہ عقیدہ رکھنا (بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے) کہ حُضُور رحمۃٌ لِّلۡعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم "خاتَمُ النَّبِیّین" ہیں حُضُورِ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ عوام سے مُراد وہ مُسلمان ہیں جو عُلَماء کے طبقہ میں شُمار نہ کئے جاتے ہوں مگر عُلَماء کی صُحبت میں بیٹھنے والے ہوں اور عِلمی مسائل کا ذَوق رکھتے ہوں۔ وہ لوگ مُراد نہیں جو دُور دراز جنگلوں پہاڑوں میں رہنے والے ہوں جنہیں صحیح کَلِمہ پڑھنا بھی نہ آتا ہو کہ ایسے لوگوں کا ضَروریاتِ دین سے ناواقِف ہونا اِس دینی ضَروری کو غیر ضَروری نہ کر دے گا۔ البتّہ ایسے لوگوں کے مسلمان ہونے کے لئے یہ بات ضَروری ہے کہ ضَروریاتِ دین کے مُنکِر (یعنی انکار کرنے والے) نہ ہوں اور یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے۔ ان سب پر اِجمالاً ایمان لائے ہوں۔

(بہارِ شریعت حصّہ ۱ ص ۹۲ مُلَخَّصاً)

ضَروریاتِ دین کی مزید وضاحت کے لئے نُزْهَةُ الْقاری شرحِ صحیح البخاری جلد اوّل صَفْحَہ ۲۳۹ سے اِقْتِباس مُلاحَظہ ہو، چُنانچِہ شارِحِ بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ایمان کی تعریف میں ضَروریاتِ دین کا (جو) لفظ آیا ہے، اس سے مُراد وہ دینی باتیں ہیں جن کا دین سے ہونا ایسی قَطعی یقینی دلیل سے ثابِت ہو جس میں ذرّہ برابر شُبہ نہ ہو اور ان کا دینی بات ہونا ہر عام و خاص کو معلوم ہو۔ خواص سے مُراد عُلماء ہیں اور عوام سے مُراد وہ لوگ ہیں جو عالم نہیں مگر عُلماء کی صُحبت میں رہتے ہوں۔ اِس بِنا پر وہ دینی باتیں جن کا دینی بات ہونا سب کو معلوم ہے مگر ان کا ثُبُوت قَطعی نہیں تو وہ ضروریاتِ دین سے نہیں مَثَلًا عذابِ قبر، اعمال کا وَزن۔ یونہی وہ باتیں جن کا ثُبُوت قَطعی ہے مگر ان کا دین سے ہونا عوام و خواص سب کو معلوم نہیں تو وہ بھی ضَروریاتِ دین سے نہیں، جیسے صُلْبی بیٹی کے ساتھ اگر پوتی ہو تو پوتی کو چھٹا حصّہ ملے گا۔ جن دینی باتوں کا ثُبُوت قَطعی ہو اور وہ ضَروریاتِ دین سے نہ ہوں ان کا مُنکِر (یعنی انکار کرنے والا) اگر اس کے ثُبُوت کے قَطعی ہونے کو جانتا ہو تو کافِر ہے اور اگر نہ جانتا ہو تو اسے بتایا جائے، بتانے پر اگر حق مانے تو مسلمان اور بتانے کے بعد بھی اگر انکار کرے تو کافر۔ (شامی ج۳ ص۳۰۹) وہ باتیں جن کا دین سے ہونا سب کو معلوم ہے مگر ان کا ثُبوت قَطعی نہیں ان کا مُنکِر کافر نہیں اگر یہ باتیں ضَروریاتِ مذہبِ اہلسنَّت سے ہوں تو (انکار کرنے والا) گمراہ اور اگر اس سے بھی نہ ہو تو خاطی (یعنی خطار کار)۔

اللہ پاک کے موجود ہونے پر دلیل

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کا وجود ہے؟ یعنی کیا اللہ تعالیٰ موجود ہے؟

جواب: جی ہاں ! اللہ موجود ہے بلکہ اس کی ذات واجب الوجود ہے۔ اور اللہ عزوجل کے موجود ہونے کا بیان تمام آسمانی کتابوں میں ہے۔ نیز ربِ کائنات نے عالم کے ذرے ذرے میں اس کے دلائل قائم فرمادیئے۔ تمام چیزیں کتابوں سے پڑھی جاتی ہیں مگر توحید وہ مضمون ہے جس کے لئے کسی خاص کتاب کی ضرورت نہیں بلکہ عالم کا ہر ذرہ اس مضمون کی خود ایک پر دلیل کتاب ہے جیسے پتھر، ڈھیلے، نباتات، درخت، حیوان، آسمان، زمین، ستارے، خشکی، سمندر، آگ، ہوا، جوہر اور عرض وغیرہ کہ ان سے پہلے خود ہمارے نُفوس، اجسام، اوصاف، احوال، دلوں کا بدلنا اور ہماری حرکات وسکنات کی تمام حالتیں وجودِ باری تعالٰی پر گواہ ہیں۔

موجودات میں سب سے ظاہر تر اور روشن ذاتِ باری تعالٰی ہے اور یہ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ تمام معرفتوں سے پہلے اس ذات کی معرفت ذہنوں میں ہو اور یہی سب سے زیادہ عقلوں پر آسان ہو لیکن مُعاملہ اس کے برعکس نظر آتا ہے۔ لہٰذا اس کا سبب بیان کرنا ضروری ہے اور ہم نے یہ جو کہا کہ ”اللہ عَزَّوَجَلَّ تمام موجودات سے زیادہ ظاہر اور روشن ہے۔“ اس کی ایک وجہ ہے جسے ایک مثال سے ہی سمجھا جا سکتا ہے اور مثال یہ ہے کہ جب ہم کسی انسان کو لکھتے ہوئے یا کپڑے سیتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ہمارے نزدیک اس کا زندہ ہونا تمام موجودات میں سے ظاہر تر ہوتا ہے۔ پس ہمارے نزدیک اس کی حیات، علم، قدرت اور کپڑے سینے کا ارادہ اس کی تمام ظاہری اور باطنی صفات سے زیادہ روشن ہوتے ہیں کیونکہ اس کی باطنی صفات مثلاً اس کی شہوت، غصہ، اخلاق، صحت اور مرض وغیرہ ہیں اور ان کو ہم نہیں جانتے اور ظاہری صفات میں سے بعض کو تو جانتے ہیں اور بعض میں ہم کو شک ہوتا ہے جیسے اس کی لمبائی کی مقدار اور جلد کی

رنگت مختلف ہونا وغیرہ دیگر صفات لیکن جہاں تک اس کی حیات، قدرت، ارادہ، علم اور اس کے حیوان ہونے کا تعلق ہے تو یہ ہمارے نزدیک واضح ہے حالانکہ ان صفات کے ساتھ حِسِّ بصر (دیکھنے کی قوت) کا بھی تعلق نہیں کیونکہ یہ صفات حواسِ خمسہ کے ساتھ محسوس نہیں کی جاتیں۔ پھر یہ کہ اس کی حیات، قدرت اور ارادے کو اس کی سلائی اور حرکت کے ذریعے ہی جانا جاسکتا ہے تو اگر ہم اس شخص کے سوا عالَم میں موجود تمام اشیاء کی طرف دیکھیں تو ان کی وجہ سے ہم اس شخص کی صفت نہ پہچان سکیں پس اس کے وُجود پر صرف ایک دلیل ہے، اس کے باوجود وہ واضح اور جلی ہے جبکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے وُجود، اس کی قدرت، اس کے علم اور اس کی تمام صفات پر وہ تمام چیزیں گواہی دیتی ہیں جن کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں اور ظاہری و باطنی حواس سے جن کا ہم ادراک کرتے ہیں۔

سوال: اللہ تعالی کے موجود ہونے پر قرآنی دلائل کیا ہیں؟

جواب: اللہ تعالی کے موجود ہونے پر بے شمار قرآنی آیات ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

اپنے ہونے کی گواہی خود اللہ عزوجل نے، فرشتوں اور علم والوں نے دی ہے چنانچہ پارہ ۳ سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۸ میں ارشاد ہوتا ہے:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۙ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآىٕمًۢا بِالْقِسْطِؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُؕ﴿۱۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہو کر اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا حکمت والا۔

اور اللہ تعالی نے رسولوں کے قول کی حکایت فرمائی: قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ-(سورہ ابراہیم آیت ۱۰)۔ **ترجمہ کنزالایمان:** ان کے رسولوں نے کہا کیا اللہ میں شک ہے آسمان اور زمین کا بنانے والا۔

مزید ارشاد فرمایا: اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ﴿۶﴾ وَّ الْجِبَالَ اَوْتَادًا ﴿۷﴾ وَّ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ﴿۸﴾ وَّ جَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ﴿۹﴾ وَّ جَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا ﴿۱۰﴾ وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿۱۱﴾ وَّ بَنَیْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ﴿۱۲﴾ وَّ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿۱۳﴾ وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿۱۴﴾ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ نَبَاتًا ﴿۱۵﴾ وَّ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿۱۶﴾ (پ۳۰، النبا:۶تا۱۶)

ترجمہ کنزالایمان: کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہ کیا اور پہاڑوں کو میخیں اور تمہیں جوڑے بنایا اور تمہاری نیند کو آرام کیا اور رات کو پردہ پوش کیا اور دن کو روزگار کے لئے بنایا اور تمہارے اوپر سات مضبوط چنائیاں چنیں (تعمیر کیں) اور ان میں ایک نہایت چمکتا چراغ رکھا اور بھری بدلیوں سے زور کا پانی اُتارا کہ اس سے پیدا فرمائیں اناج اور سبزہ اور گھنے باغ۔

مزید ارشاد فرمایا: اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ الْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّ تَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ (پ۲، البقرۃ:۱۶۴)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کا بدلتے آنا اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اُتار کر مردہ زمین کو اس سے جِلا دیا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے ان سب میں عقلمندوں کے لئے ضرور نشانیاں ہیں۔

مزید ارشاد فرمایا: اَلَمْ تَرَوْا كَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًاۙ﴿۱۵﴾ وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾ وَ اللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًاۙ﴿۱۷﴾ ثُمَّ یُعِیْدُكُمْ فِیْهَا وَ یُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا﴿۱۸﴾ (پ۲۹، نوح:۱۵تا۱۸)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا تم نہیں دیکھتے اللہ نے کیونکر سات آسمان بنائے ایک پر ایک اور ان میں چاند کو روشن کیا اور سورج کو چراغ اور اللہ نے تمہیں سبزے کی طرح زمین سے اگایا۔ پھر تمہیں اسی میں لے جائے گا اور دوبارہ نکالے گا۔

مزید ارشاد فرمایا: اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿۵۸﴾ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَیْنَكُمُ الْمَوْتَ وَ مَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ ﴿۶۰﴾ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَ نُنْشِئَكُمْ فِیْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْ لَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْ لَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَیْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾

ءَاَنۡتُمۡ اَنۡشَاۡتُمۡ شَجَرَتَهَاۤ اَمۡ نَحۡنُ الۡمُنۡشِـُٔوۡنَ ﴿۷۲﴾ نَحۡنُ جَعَلۡنٰهَا تَذۡكِرَةً وَّ مَتَاعًا لِّلۡمُقۡوِيۡنَ ﴿۷۳﴾ (پ۲۷،الواقعۃ:۵۸تا۷۳)

ترجمۂ کنزالایمان: تو بھلا دیکھو تو وہ منی جو گراتے ہو۔ کیا تم اس کا آدمی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں۔ ہم نے تم میں مرنا ٹھہرایا، اور ہم اس سے ہارے نہیں۔ کہ تم جیسے اور بدل دیں اور تمہاری صورتیں وہ کر دیں جس کی تمہیں خبر نہیں اور بے شک تم جان چکے ہو پہلی اٹھان پھر کیوں نہیں سوچتے۔ تو بھلا بتاؤ تو جو بوتے ہو۔ کیا تم اس کی کھیتی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں۔ ہم چاہیں تو اسے روندن کر دیں پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ کہ ہم پر چٹّی (تاوان) پڑی۔ بلکہ ہم بے نصیب رہے۔ تو بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو پیتے ہو۔ کیا تم نے اسے بادل سے اُتارا یا ہم ہیں اتارنے والے۔ ہم چاہیں تو اسے کھاری کر دیں پھر کیوں نہیں شکر کرتے۔ تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو۔ کیا تم نے اس کا پیڑ پیدا کیا یا ہم ہیں پیدا کرنے والے۔ ہم نے اسے جہنّم کی یادگار بنایا اور جنگل میں مسافروں کا فائدہ۔

ذرا سی عقل رکھنے والا شخص بھی اگر ان آیات کے مضامین میں تھوڑا سا غور کرے اور زمین وآسمان کی رنگارنگ مخلوق اور حیوانات ونباتات کی انوکھی پیدائش کی طرف نظر کرے، تو یہ بات اس پر مخفی نہ رہے گی کہ اس تعجب خیز معاملہ اور مضبوط ترکیب کا ضرور کوئی بنانے والا ہے جو انہیں منظم رکھتا ہے اور لازماً کوئی ایسا ہے جو انہیں مضبوط کرتا اور ان کا مقدر بناتا ہے۔ بلکہ عین ممکن ہے کہ مخلوق کی اصل وپیدائش اس بات کی گواہی دے کہ یہ تمام اشیاء اس ذات کے تابع رہنے پر مجبور اوراس کی مشیت کے مطابق بدلتی ہیں۔

اللہ پاک کے وجود پر عقلی دلیل

سوال: وجودِ باری تعالیٰ پر عقلی دلیل کیا ہے؟

جواب: انسانی فطرت اور قرآنی دلائل بیان کرنے کے بعد مزید دلائل کی ضرورت تو باقی نہیں رہتی مگر اپنے موقف کو مزید مدلّل کرنے اور مناظر علما کی پیروی کرنے کی کوشش میں کچھ عقلی دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ، یہ بات عقلاً بالکل ظاہر و باہر ہے کہ کوئی بھی حادث چیز پیدا ہونے کے لئے کسی پیدا کرنے والے سبب سے بے نیاز نہیں اور عالم حادث ہے تو لازماً یہ بھی اپنے وجود کے لئے کسی سبب کا محتاج ہے۔ لہٰذا ہمارا قول کہ **"حادث اپنی پیدائش کے لئے کسی سبب سے بے نیاز نہیں"** واضح ہے۔ کیونکہ ہر حادث کے لئے ایک خاص وقت ہے اور عقل اس بات کو ممکن جانتی ہے کہ حادث شے اپنے مخصوص وقت سے پہلے یا بعد میں ظہور پذیر ہو تو اس کا ایک معین وقت میں ہونا اس سے پہلے یا بعد میں نہ ہونا وقت کی تخصیص کرنے والے کے وجود کا تقاضا کرتا ہے اور ہمارے قول **"عالم حادث ہے"** کی دلیل یہ ہے کہ اجسام حرکت وسکون کی حالت سے باہر نہیں ہو سکتے اور یہ دونوں حالتیں حادث ہیں اور جس چیز کو حوادث لاحق ہوتے ہیں وہ بھی حادث ہوتی ہے۔

امامِ اعظم اور دہریہ

سوال: وجودِ باری تعالیٰ کی دلیل پر کوئی واقعہ ہو تو بیان کریں۔

جواب: جی ہاں ! اس عنوان پر ایک واقعہ بڑا دلچسپ ہے، جیسے کہ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک دہریہ (یعنی اللہ کی ہستی کے منکر) کے ساتھ مناظرہ ہوا اور موضوعِ مناظرہ یہی مسئلہ تھا کہ عالَم کا کوئی خالق ہے یا نہیں؟

چنانچہ میدانِ مناظرہ میں لوگ جمع ہوگئے مگر امامِ اعظم رضی اللہ عنہ وقتِ مقررہ سے بہت دیر کے بعد تشریف لائے، دہریہ نے پوچھا کہ آپ نے اتنی دیر کیوں لگائی؟ تو آپ نے فرمایا اگر میں اس کا جواب یہ دوں کہ میں ایک جنگل کی طرف نکل گیا تھا وہاں مجھے ایک عجیب واقعہ نظر آیا جس کو دیکھ کر میں حیرت میں آکر وہیں ٹھہر گیا، اور وہ واقعہ یہ تھا کہ دریا کے کنارے ایک درخت تھا دیکھتے ہی دیکھتے وہ درخت خود بخود کٹ کر زمین پر گر پڑا پھر خود اس کے تختے تیار ہوئے پھر ان تختوں کی خود بخود کشتی تیار ہوئی اور خود بخود ہی دریا میں چلی گئی اور پھر خود بخود ہی وہ دریا کے اِس طرف کے مسافروں کو اُس طرف اور اُس طرف کے مسافروں کو اِس طرف لانے اور لے جانے لگی، پھر ہر ایک سواری سے خود ہی کرایہ بھی وصول کرتی تھی۔

بتاؤ تم میری اس بات پر یقین کروگے؟ دہریہ نے یہ سن کر ایک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا، آپ جیسا بزرگ اور امام جھوٹ بولے تو بڑا تعجب ہے! بھلا یہ کام کہیں خود بخود ہو سکتے ہیں؟ جب تک کوئی کرنے والا نہ ہو کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تو کچھ بھی کام نہیں ہے، تمہارے نزدیک تو اس سے بھی زیادہ بڑے بڑے عالیشان کام خود بخود بغیر کسی کرنے والے کے تیار ہوتے ہیں، یہ زمین، یہ آسمان، یہ چاند، یہ سورج، یہ ستارے، یہ باغات، یہ

صدہاقسم کے رنگین پھول اور شیریں پھل، یہ پہاڑ، یہ چوپائے، یہ انسان اور یہ ساری خدائی بغیر بنانے والے کے تیار ہو گئی ہے۔

اگر ایک کشتی کا بغیر کسی بنانے والے کے خود بخود بن جانا جھوٹ ہے تو سارے جہان کا بغیر بنانے والے کے بن جانا اس سے بھی زیادہ جھوٹ ہے۔ دہریہ آپ کی تقریر سن کر دم بخود حیرت میں آ گیا اور فوراً اپنے عقیدے سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا۔ (تفسیرِ کبیر جلد۔۱۔ص ۲۲۱)

(اصول الدین عند ابی حنیفة جزا ص ۲۲۲) (شرح العقیدة الطحاویة ص ۲۵، ۲۶) (وشرح الفقه الأكبر للقاری ص ۱٤)

اللہ پاک دکھتا کیوں نہیں؟

سوال: بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر اللہ موجود ہے تو دکھتا کیوں نہیں؟

جواب: تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسی چیز کا دکھائی نہ دینا اس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں، جیسے کہ ہوا، ہمیں نہیں دکھائی دیتی مگر اس کا وجود سب مانتے ہیں۔

اور اللہ کا دکھائی نہ دینے کی ایک حکمت یہ ہے کہ جو چیز ہم دیکھتے ہیں وہ ہمارے ذہن میں مُنَقَّش یعنی چھپ جاتی ہے، اور وہ ہمارے ذہن کے احاطہ میں آ کر چھوٹی ہو جاتی ہے، پس اگر اللہ تعالیٰ دکھائی دے تو اللہ ہمارے ذہن کے احاطہ میں آ کر چھوٹا اور ہمارا ذہن بڑا ہو جائے گا، جو کہ کفر ہے۔

کسی عالم سے ایک دہریہ (یعنی وہ شخص جو اللہ کو نہیں مانتا) نے سوال کیا: ”اگر اللہ موجود ہے تو مجھے دکھاؤ؟“ عالم صاحب نے جواب دیا: ”میاں! ایسا ہرگز نہیں ہے کہ جو چیز

دکھائی نہ دے وہ معدوم (یعنی نہیں) ہے"اس نے کہا: "اگر دکھا سکتے ہو تو ٹھیک ورنہ اِدھر اُدھر کی بات مت کرو" عالم صاحب نے کہا: "میاں! تم میں عقل ہو تو میں تم سے بات کروں تم تو پاگل ہو" دہریہ یہ سن کر غصے میں آگ ببولا ہو گیا اور کہنے لگا: "حضرت! آپ کو نہیں معلوم کہ میں کتنا بڑا عقلمند ہوں، فُلاں فُلاں اِداروں سے میں نے علم حاصل کیا ہے"۔ عالم صاحب نے کہا: "میاں! اگر تم عقلمند ہو تو اپنی عقل دکھاؤ" اس نے کہا: "بھلا عقل بھی دکھانے کی چیز ہے جو میں آپ کو دکھاؤں" عالم صاحب نے کہا: "میاں! جب تم اپنی عقل نہیں دکھا سکتے جو کہ تمہارے جسم کے اندر ہے، تو بھلا میں اس اللہ کو کیسے دکھا سکتا ہوں جو میرے بس سے باہر ہے" وہ دہریہ ان کلمات کو سن کر لاجواب ہو گیا۔

بس اتنا سمجھ لو کہ عقل دکھتی نہیں ہے مگر بندے کی باتوں، اس کے افعال و کردار سے سمجھی جاتی ہے کہ یہ بندہ عقلمند ہے یا بیوقوف، بس اسی طرح اللہ تعالی کو دیکھا نہیں جا سکتا کہ اس کو دیکھنے کی ہماری آنکھوں میں تاب نہیں، لیکن اس کے باوجود اللہ کی ہستی (یعنی ہونے) کا پتا ذرہ ذرہ دے رہا ہے۔

دکھائی بھی جو نہ دے نظر بھی جو آ رہا ہے
وہی خدا ہے وہی خدا ہے
جو دن کو رات اور رات کو دن بنا رہا ہے
وہی خدا ہے وہی خدا ہے

(آسان فرض علوم ص ۳۲۔۳۳)

کیا اللہ پاک کا ہونا ضروری ہے؟

سوال: اللہ تعالی کا ہونا کیوں ضروری ہے؟

جواب: اللہ تعالی کا ہونا ضروری ہے ورنہ عالم میں فساد برپا ہو جائے گا جیسے کہ اللہ الکریم نے قرآنِ عظیم میں کفار کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

اَمِ اتَّخَذُوْۤا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ یُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ (پ۱۷۔الانبیاء۲۱)

ترجمہ کنزالایمان: کیاانہوں نے زمین میں سے کچھ ایسے خدا بنالئے ہیں کہ وہ کچھ پیدا کرتے ہیں۔

تفسیر: اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزائن العرفان میں لکھتے ہیں:

جواہرِ ارضیہ سے مثل سونے چاندی پتھر وغیرہ کے جو بت بنارکھے ہیں کیا وہ کچھ پیدا کرتے ہیں؟ حالانکہ ایسا تو نہیں ہے اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ جو خود بے جان ہو وہ کسی کو جان دے سکے تو پھر اس کو معبود ٹھہرانا اور اِلٰہ قرار دینا کتنا کھلا باطل ہے، اِلٰہ وہی ہے جو ہر ممکن پر قادر ہو جو قادر نہیں وہ اِلٰہ کیسا۔

تو سنو!

لَوْ كَانَ فِیْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اگر آسمان و زمین میں اللّٰہ کے سوااور خدا ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہو جاتے تو پاکی ہے اللّٰہ عرش کے مالک کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔(پ۱۷الانبیاء ۲۲)

تفسیر: اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزائن العرفان میں لکھتے ہیں:

اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہو جاتے کیونکہ اگر خدا سے وہ خدا مراد لئے جائیں جن کی خدائی کے بُت پرست معتقد ہیں تو فسادِ عالَم کا لزوم ظاہر ہے کیونکہ وہ جمادات ہیں، تدبیرِ عالَم پر اصلاً قدرت نہیں رکھتے اور اگر تعمیم کی جائے تو بھی لزومِ فساد یقینی ہے کیونکہ اگر دو خدا فرض کئے جائیں تو دو حال سے خالی نہیں یا وہ دونوں متفق ہوں گے یا مختلف، اگر شے واحد پر متفق ہوئے تو لازم آئے گا کہ ایک چیز دونوں کی مقدور ہو اور دونوں کی قدرت سے واقع ہو یہ محال ہے اور اگر مختلف ہوئے تو ایک شے کے متعلق دونوں کے ارادے یا معاً واقع ہوں گے اور ایک ہی وقت میں وہ موجود و معدوم دونوں ہو جائے گی یا دونوں کے ارادے واقع نہ ہوں اور شے نہ موجود ہو نہ معدوم یا ایک کا ارادہ واقع ہو دوسرے کا واقع نہ ہو یہ تمام صورتیں محال ہیں تو ثابت ہوا کہ فساد ہر تقدیر پر لازم ہے۔ توحید کی یہ نہایت قوی بُرہان ہے اور اس کی تقریریں بہت بسط کے ساتھ ائمہ کلام کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ یہاں اختصاراً اسی قدر پر اکتفا کیا گیا۔ (تفسیرِ کبیر وغیرہ)

اللہ پاک کو اللہ کہنے کی وجہ

سوال: اللہ کو اللہ کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ لفظِ اللہ کی اصل اِلٰہٌ ہے پس ہمزہ کو حذف کر دیا گیا اور اس کے عوض میں الف لام لایا گیا تو اللہ ہو گیا۔ اور اِلٰہٌ کے کئی معانی اس کے مشتقات کے اعتبار سے آتے ہیں مثلاً:

پہلی وجہ: لفظِ اللہ اَلِہَ اِلٰہَۃً اُلُوْہَۃً اور اُلُوْہِیَّۃً سے مشتق ہے بمعنی عبادت کرنا،، پس اِلٰہٌ مصدر بمعنی مَاْلُوْہٌ مفعول ہے جیسے کتاب بمعنی مکتوب ہے، لہٰذا مَاْلُوْہٌ بمعنی مَعْبُوْدٌ ہوا یعنی عبادت کیا ہوا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی عبادت کی جاتی ہے کہ وہ معبود ہے۔

دوسری وجہ: اور اَلِہَ سے تَاَلَّہَ اور اِسْتَاْلَہَ ہے بمعنی عبد یعنی غلام بن جانا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ ساری مخلوق اس کی عبد یعنی غلام ہے۔

تیسری وجہ: لفظِ اللہ اَلِہَ سے مشتق ہے بمعنی حیران ہوا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی معرفت میں سب حیران ہیں۔

چوتھی وجہ: لفظِ اللہ اَلِھْتُ اِلٰی فُلَانٍ سے مشتق ہے بمعنی میں نے فلاں کے پاس جا کر سکون پایا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ لوگوں کے دل بھی اس کے ذکر سے سکون پاتے ہیں اور روحیں اس کی معرفت کی طرف سکون پاتی ہیں۔

پانچویں وجہ: لفظِ اللہ اَلَہَ سے مشتق ہے بمعنی جب نازل شدہ مصیبت سے گھبرا جائے تو اسے پناہ دی جائے۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ جب عابد مصیبتوں سے گھبرا کر اللہ کی طرف جاتا ہے تو اللہ اس کو پناہ دیتا ہے۔

چھٹی وجہ: لفظِ اللہ اَلَہَ اَلفَصِیۡلُ سے مشتق ہے بمعنی جبکہ وہ اپنی ماں کے ساتھ چمٹ جائے۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ بندے بھی اللہ کی رحمت کے ساتھ مصیبتوں میں گریاوزاری کرتے ہوئے چمٹنے والے ہوتے ہیں۔

ساتویں وجہ: لفظِ اللہ وَلِہَ سے مشتق ہے بمعنی متحیر و مخبوط العقل ہو جانا، پوشیدہ ہو جانا، چھپ جانا۔ بلند ہو جانا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالی بھی بندوں کی نظروں سے، آنکھوں کے ادراک سے پوشیدہ ہے اور ہر چیز سے بلند و بالا ہے۔ اور اس کی معرفت میں بندے متحیر اور ان کی عقلیں مخبوط ہیں۔ (ماخوذ از تفسیر بیضاوی ص ۴۔۵)

دنیا کو بنانے والا

سوال: دنیا کو بنانے والے کتنے خدا ہیں؟

جواب: دنیا کو بنانے والا صرف اور صرف ایک اللہ تعالی ہے، اس کے علاوہ کوئی بنانے والا نہیں۔ اب رہی یہ بات کہ اس دنیا کو بنانے والا ایک ہے یا دو یا اس سے زائد، جیسے کہ آجکل بھولے بھالے مسلمانوں میں اس طرح کے سوالات چھیڑ کر گمراہ کرنے کی ناپاک کوشش کی جارہی ہے لہذا اس کی دلیل پیشِ خدمت ہے۔

اللہ پاک کے ایک ہونے پر دلیل

سوال: اللہ کے ایک ہونے کی قرآنی دلیل کیا ہے؟

جواب: اپنے ایک ہونے کی گواہی اپنے مصطفےٰ ﷺ سے دلوائی ہے چنانچہ پارہ ۳۰ سورہ اخلاص میں ارشاد ہوتا ہے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ (پ۳۰الاخلاص ا)۔ **ترجمہ کنز الایمان:** تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔

سوال: اللہ تعالی کے ایک ہونے پر عقلی دلیل کیا ہے؟

جواب: اس دنیا کو بنانے میں اور اس کی تدبیر کے لئے ایک خدا کافی ہو گا یا ایک خدا کافی نہ ہو گا بلکہ ایک سے زائد کی ضرورت ہو گی، پس اگر ایک اکیلا خدا اس دنیا کو بنانے اور اس کی تدبیر کے لئے کافی ہے تو دوسرے خدا کو ماننا عبث و بیکار ہے، اور اگر ان میں سے ایک اکیلا اس دنیا کو بنانے اور اس کی تدبیر کے لئے کافی نہیں بلکہ دوسرے کی ضرورت ہے تو پھر وہ ناقص ہے اور جو ناقص ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا۔

اور اگر فرض کیا جائے کہ ایک خدا اس دنیا کو بنانے اور اس کی تدبیر کے لئے کافی نہیں ہے اور اس کو کسی دوسرے کی بھی ضرورت ہے تو کیا ضروری ہے کہ دو مل کر کافی ہو جائیں بلکہ ان کو تیسرے کی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے، چوتھے کی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے اور یہ ضرورت کسی ایک عدد پر موقوف نہیں ہو گی بلکہ اس طرح غیر متناہی خداؤں کی ضرورت ہو گی جو کہ درست نہیں کہ ماننے گئے تھے دو خدا ماننا پڑا اربوں خداؤں کو۔

خدائی میں کوئی شریک نہیں

سوال: کیا اللہ تعالی کی خدائی میں کوئی شریک ہے؟

جواب: اللہ تعالی کی خدائی میں، اللہ تعالی کی ذات میں، اللہ تعالی کی خوبیوں میں، اللہ تعالی کے کام میں، اللہ تعالی کے حکم فرمانے میں، اللہ تعالی کے ناموں میں کوئی بھی اللہ تعالی کا شریک (ساجھی) نہیں جیسے کہ پارہ ۲ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۶۳ میں ہے: وَاِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ (پارہ ۲ سورہ بقرہ ۱۶۳)۔ **ترجمہ کنز الایمان:** اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان۔

اور پارہ ۸ سورہ انعام کی آیت نمبر ۱۶۳ ارشادِ خداوندی ہے: لَا شَرِيۡكَ لَهٗ۔ **ترجمہ کنز الایمان:** اس کا کوئی شریک نہیں۔

اور پارہ ۱۵ سورہ کہف کی آیت نمبر ۲۶ میں فرمایا گیا: وَلَا يُشۡرِكُ فِىۡ حُكۡمِهٖۤ اَحَدًا۔ **ترجمہ کنز الایمان:** اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

عبادت کا مستحق کون؟

سوال: عبادت کا مستحق کون ہے؟

جواب: عبادت کا مستحق صرف اور صرف اللہ تعالی ہے اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

اللہ کے عبادت کا مستحق ہونے پر دلیل

سوال: عبادت کا مستحق صرف اور صرف اللہ تعالی ہے اس پر قرآنی دلائل کیا ہیں؟

جواب: اس پر بے شمار قرآنی آیات ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں جیسے کہ پارہ ایک سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۲۱ میں ارشاد ہوا: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ وَالَّذِيۡنَ

مِنۡ قَبۡلِکُمۡ۔ ترجمہ کنز الایمان: اے لوگو اپنے رب کو پوجو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا۔

اور پارہ ۱۲ سورہ یوسف کی آیت نمبر ۴۰ میں ارشاد ہوا: اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ. ترجمۂ کنز الایمان: اس نے فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو۔

اور پارہ ۲۰ سورۃ القصص کی آیت نمبر ۸۸ میں ارشادِ باری تعالی ہے: وَلَا تَدۡعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ ترجمۂ کنز الایمان: اور اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کو نہ پوج اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔

اور پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرآئیل آیت نمبر ۲۳ میں ارشاد ہوا: وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ۔ ترجمۂ کنز الایمان: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پُوجو۔

اور پارہ ۷ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۰۲ میں ارشاد ہوا: ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمۡ ۚ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ خٰلِقُ کُلِّ شَیۡءٍ فَاعۡبُدُوۡہُ ۚ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ وَّکِیۡلٌ۔ ترجمۂ کنز الایمان: یہ ہے اللہ تمہارا رب اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں ہر چیز کا بنانے والا تو اسے پوجو اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

سوال: عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالی ہے، اس کی کیا حکمتیں ہیں؟

جواب: اللہ تعالی عبادت کا سب سے زیادہ مستحق نہیں بلکہ صرف اور صرف وہی عبادت کا مستحق ہے اس کے علاوہ کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں، اور اس کی چند وجوہات و حکمت ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی حکمت: عبادت کا مستحق وہی ہو سکتا ہے جو عبادت کرنے والے کو نفع پہنچانے اور اس کا ضرر دور کرنے کی قدرت رکھتا ہو، مشرکین جن بتوں کو پوجتے ہیں ان کی بے قدرتی اس درجے کی ہے کہ وہ کسی چیز کے بنانے والے نہیں، کسی چیز کے بنانے والے تو کیا ہوتے خود اپنی ذات میں دوسرے سے بے نیاز نہیں۔ خود مخلوق ہیں اور بنانے والے کے محتاج ہیں۔ اس سے بڑھ کر بے اختیاری یہ ہے کہ وہ کسی کی مدد نہیں کر سکتے اور کسی کی کیا مدد کریں گے خود انہیں کوئی ضرر پہنچے تو اسے دور نہیں کر سکتے۔ کوئی انہیں توڑ دے، گرا دے الغرض جو چاہے کرے وہ اس سے اپنی حفاظت نہیں کر سکتے لہٰذا ایسے مجبور و بے اختیار کو پوجنا انتہا درجے کا جہل ہے۔ اور اللہ عزوجل بیان کی ہوئی تمام اچھی صفات کا جامع اور بری صفات سے پاک ہے لہذا وہی عبادت کے لائق ہے۔ (صراط الجنان جلد ۳ ص ۴۹۶)

دوسری حکمت: برائی کا پہنچنا اور دور ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، ایسے ہی بھلائی جیسے صحت و دولت وغیرہ کا پہنچنا بھی اسی خداوندِ کریم کی قدرت سے ہے کیونکہ وہ ہر شے پر قادر ہے، کوئی اس کی مَشِیَّت کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا تو اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق کیسے ہو سکتا ہے؟ کیونکہ معبود وہ ہے جو قدرتِ کاملہ رکھتا ہو اور کسی کا حاجت مند نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ ایسا کوئی نہیں، لہٰذا صرف اسی کو رب مانو اسی کی عبادت کرو۔

(صراط الجنان جلد ۳ ص ۸۱۔۸۲)

تیسری حکمت: پارہ ۷ سورۃ الانعام میں فرمایا گیا: قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ وَ خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ یَاْتِیْكُمْ بِهٖؕ

اُنۡظُرۡ کَیۡفَ نُصَرِّفُ الۡاٰیٰتِ ثُمَّ ہُمۡ یَصۡدِفُوۡنَ ﴿۴۶﴾ **ترجمہ کنزالایمان:** تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر اللہ تمہارے کان اور آنکھ لے لے اور تمہارے دلوں پر مُہر کر دے تو اللہ کے سوا کون خدا ہے کہ تمہیں یہ چیز لا دے دیکھو ہم کس کس رنگ سے آیتیں بیان کرتے ہیں پھر وہ منھ پھیر لیتے ہیں۔ (پ۷ الانعام ۴۶)

اس آیتِ کریمہ میں توحیدِ باری تعالیٰ کی دلیل پیش کی جارہی ہے اور فرمایا جارہا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگادے اور علم و معرفت کا تمام نظام درہم برہم ہو جائے تو اللہ عزوجل کے سوا کون معبود ہے جو تمہیں یہ چیزیں لادے گا؟ اس کا جواب یہی ہے کہ کوئی نہیں، تو اب توحید پر قوی دلیل قائم ہوگئی کہ جب اللہ تعالیٰکے سوا کوئی اتنی قدرت واختیار والا نہیں تو عبادت کا مستحق صرف وہی ہے اور شرک بدترین ظلم وجرم ہے۔ (خزائن العرفان) (صراط الجنان جلد ۳ ص ۱۰۸)

چوتھی حکمت: پارہ ۱۱ سورۂ یونس کی آیت نمبر ۳۱ اور ۳۲ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلۡ مَنۡ یَّرۡزُقُکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ اَمَّنۡ یَّمۡلِکُ السَّمۡعَ وَ الۡاَبۡصَارَ وَ مَنۡ یُّخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَ یُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ وَ مَنۡ یُّدَبِّرُ الۡاَمۡرَ ؕ فَسَیَقُوۡلُوۡنَ اللّٰہُ ۚ فَقُلۡ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۳۱﴾ **ترجمہ کنزالایمان:** تم فرماؤ تمہیں کون روزی دیتا ہے آسمان اور زمین سے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردے

سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندے سے اور کون تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے تو اب کہیں گے کہ اللہ تو تم فرماؤ تو کیوں نہیں ڈرتے۔(پ۱۱۔یونس ۳۱)

فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚۖ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾

ترجمۂ کنز الایمان: تو یہ اللہ ہے تمہارا سچّا رب پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی پھر کہاں پھرے جاتے ہو۔(پ۱۱۔یونس ۳۲)

اس آیت میں بیان فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، آپ ان مشرکوں سے فرما دیں کہ آسمان سے بارش برسا کر اور زمین سے سبزہ اُگا کر تمہیں کون روزی دیتا ہے؟ تمہیں یہ حواس کس نے دیئے ہیں جن کے ذریعے تم سنتے اور دیکھتے ہو، آفات کی کثرت کے باوجود کان اور آنکھ کو لمبے عرصے تک کون محفوظ رکھتا ہے حالانکہ یہ اتنے نازک ہیں کہ ذرا سی چیز انہیں نقصان پہنچا سکتی ہے اور زندہ کو مردہ سے جیسے انسان کو نطفہ سے، پرندے کو انڈے سے کون نکالتا ہے اور یونہی مردہ کو زندہ سے جیسے نطفہ کو انسان سے اور انڈے کو پرندے سے کون نکالتا ہے؟ اور ساری کائنات کے تمام کاموں کی تدبیر کون کرتا ہے؟ آپ کے سوالات سن کر وہ کہیں گے کہ بے شک ان چیزوں پر قدرت رکھنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ جب وہ لوگ اللہ تعالیٰ قدرتِ کاملہ کا اِعتراف کر لیں تو اے حبیب! صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تم ان سے فرماؤ: جب تم اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اعتراف کرتے ہو تو بتوں کو عبادت میں اس کا شریک ٹھہرانے سے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے کیوں نہیں حالانکہ بت نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ان اُمور میں سے کسی پر کوئی قدرت رکھتے ہیں۔ بلکہ الٹا ان کی عبادت تمہارا بیڑہ غرق کر دے گی کہ شرک کے مرتکب ہونے کی وجہ

سے ہمیشہ کیلئے جہنم میں جاؤ گے۔

پس جو اِن چیزوں کو سر انجام دیتا ہے اور آسمان وزمین، زندگی وموت سب کا مالک ہے اور رزق وعطا پر قدرت رکھتا ہے وہی اللہ تعالی تمہارا سچا رب ہے، وہی عبادت کا مُستحق ہے نہ کہ یہ ناکارہ، خود ساختہ، بناوٹی بت اور جب ایسے واضح اور قطعی دلائل سے ثابت ہو گیا کہ عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالی ہے تو اس کے ماسوا سب معبود باطِل محض ہیں اور جب تم نے اس کی قدرت کو پہچان لیا اور اس کی کارسازی کا اِعتراف کر لیا تو پھر تم حق قبول کرنے سے کیوں اِعراض کر رہے ہو؟ (صراط الجنان جلد ۴ ص ۳۱۶۔۳۱۷)

ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ النحل کی آیت نمبر ۲۰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ کفار اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن بتوں کی عبادت کرتے ہیں وہ اس بات پر قادر نہیں کہ کوئی چیز پیدا کر سکیں بلکہ وہ خود پتھروں اور لکڑی وغیرہ سے بنائے جاتے ہیں۔

(سمرقندی، النحل، تحت الآیۃ:۲۰، ۲/ ۲۳۲۔)

امام فخر الدین رازی رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ سورۃ النحل کی آیت نمبر ۲۰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن بتوں کی کفار عبادت کرتے ہیں وہ اپنی ذات میں بھی ناقص ہیں کہ انہیں دوسروں نے بنایا ہے اور اپنی صفات میں بھی ناقص ہیں کہ یہ کسی چیز کو پیدا ہی نہیں کر سکتے۔ (تفسیر کبیر، النحل، تحت الآیۃ: ۲۰، ۷/ ۱۹۵، ملخصاً۔)

اَمۡوَاتٌ غَیۡرُ اَحۡیَآءٍ ۚ وَمَا یَشۡعُرُوۡنَ ۙ اَیَّانَ یُبۡعَثُوۡنَ ﴿۲۱﴾ (پ۱۴ النحل ۲۱)

ترجمہ کنز الایمان: مُردے ہیں زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔

امام ابنِ ابی حاتم اور امام محمد بن جریر طبری رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِما اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں ''یہ بت جن کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے بے جان ہیں، ان میں روحیں نہیں اور نہ ہی یہ اپنی عبادت کرنے والوں کو کوئی نفع پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں۔

(تفسیر ابن ابی حاتم، النحل، تحت الآیۃ:۲۱، ۷/ ۲۲۸۰، تفسیر طبری، النحل، تحت الآیۃ:۲۱، ۷/ ۵۷۳-۵۷۴۔)

انہی بزرگوں کے حوالے سے امام جلال الدین سیوطی رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ نے اس آیت کی یہی تفسیر دُرِّ منثور میں رقم فرمائی۔ (در منثور، النحل، تحت الآیۃ:۲۱، ۵/ ۱۱۹۔)

امام فخر الدین رازی رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ فرماتے ہیں ''جن بتوں کی کفار عبادت کرتے ہیں اگر یہ حقیقی معبود ہوتے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرح زندہ ہوتے انہیں کبھی موت نہ آتی حالانکہ سب جانتے ہیں کہ یہ بے جان ہیں، زندہ نہیں اور ان بتوں کو خبر نہیں کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے تو ایسے مجبور، بے جان اور بے علم معبود کیسے ہو سکتے ہیں۔

(تفسیر کبیر، النحل، تحت الآیۃ:۲۱، ۷/ ۱۹۵، ملخصاً۔)

امام علی بن محمد رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ اپنی کتاب تفسیر خازن میں فرماتے ہیں ''اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اگر یہ بت معبود ہوتے جیسا کہ تمہارا گمان ہے تو یہ ضرور زندہ ہوتے انہیں کبھی موت نہ آتی کیونکہ جو معبود عبادت کا مستحق ہے وہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہ آئے گی اور بت چونکہ مردہ ہیں زندہ نہیں لہٰذا یہ عبادت کے مستحق نہیں۔

(خازن، النحل، تحت الآیۃ:۲۱، ۳/ ۱۱۸۔)

ان کے علاوہ دیگر تمام مُستند تفاسیر جیسے تفسیر طبری، تفسیر سمرقندی، تفسیر بغوی، تفسیر ابو سعود، تفسیر قرطبی اور تفسیر صاوی وغیرہ میں صراحت ہے کہ اس آیت میں "اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ" سے مرادبت ہیں، کسی بھی مستند مفسر نے ان آیات کا مصداق انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اولیاء رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ کو قرار نہیں دیا۔(صراط الجنان جلد ۵ ص ۲۹۲)

پانچویں حکمت: عبادت کا مستحق صرف وہی ہے جو کائناتِ اَرضی وسَماوی پر قدرت رکھتا ہو اور جمیع معلومات کا عالِم ہو، جو ایسا نہیں وہ کسی طرح عبادت کا مستحق نہیں۔

(...خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۶۵، ۳/۴۰۸، ملخصاً)

اللہ تعالٰی کے سوا اور کوئی عبادت کا مستحق نہیں کی تین دلیلیں

اللہ تعالٰی کے سوا اور کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اس کے معبود ہونے کی **ایک دلیل** یہ ہے کہ اس کی ذات کے سوا ہر چیز فانی بِالذّات ہے، **دوسری دلیل** یہ ہے کہ مخلوق کے درمیان اسی کا حکم نافذ ہے اور **تیسری دلیل** یہ ہے کہ آخرت میں اسی کی طرف تمام لوگ پھیرے جائیں گے اور وہی اعمال کی جزا دے گا۔(صراط الجنان جلد ۷ ص ۳۳۸)

چھٹی حکمت: پارہ ۲۱ سورۂ لقمٰن کی آیت نمبر ۲۶ میں ارشادِ خداوندی ہے: لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۶﴾ (پ ۲۱ لقمٰن ۲۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بیشک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا۔

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ کے مملوک، مخلوق اور بندے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے تو زمین و آسمان میں اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ (خزائن العرفان) (جلالین، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۶، ص ۳۴۸۔)

(سو باتوں کی ایک بات) محاورے کے تحت اگر اللہ عزوجل کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق ہے تو دلیل سے ثابت کرو۔ اور یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ کوئی بھی کافر و مشرک دلیل سے ثابت نہیں کر سکتا کیونکہ اس بات کو قرآن نے بے سند قرار دیا ہے کہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو پوجے جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں۔ چنانچہ پارہ ۱۸ سورۃ المؤمنون کی آیت نمبر ۱۱۶۔۱۱۷ میں ارشاد ہوا: فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ **ترجمۂ کنزالایمان:** تو بہت بلندی والا ہے اللّٰہ سچا بادشاہ کوئی معبود نہیں سوا اس کے عزت والے عرش کا مالک۔

تفسیر: یعنی اللّٰہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور اَفعال میں مخلوق کی مُماثلَت سے پاک ہے، وہی سچا بادشاہ ہے اور ہر چیز اسی کی ملکیت اور اسی کی بادشاہی میں داخل ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں کیونکہ تمام چیزیں اسی کی ملکیت ہیں اور جو ملکیت ہو وہ معبود نہیں ہو سکتی اور وہ اس عرش کا مالک ہے جو عزت والا ہے کیونکہ اللّٰہ تعالیٰ کے کرم و رحمت کا فیضان یہیں سے تقسیم ہوتا ہے اور ہر مخلوق میں اس کی رحمت و کرم کے آثار یہیں سے بٹتے ہیں

(صراط الجنان جلد ۶ ص ۵۶۵)

وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ **ترجمۂ کنزالایمان:** اور جو اللّٰہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو پوجے جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے یہاں ہے بیشک کافروں کا چھٹکارا نہیں۔

تفسیر: ارشاد فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت کرے جس کی عبادت کرنے پر اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب عَزَّوَجَلَّ کے پاس ہی ہے اور وہی اسے اس عمل کی سزا دے گا، بیشک کافر حساب کی سختی اور عذاب سے چھٹکارا نہیں پائیں گے اور انہیں کوئی سعادت نصیب نہ ہو گی۔

(روح البیان، المؤمنون، تحت الآیۃ:۱۱۷، ۶/ ۱۱۲-۱۱۳، جلالین، المؤمنون، تحت الآیۃ:۱۱۷، ص۲۹۳، ملتقطاً۔)

اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں

سوال: کیا اللہ تعالی کسی کا محتاج ہے؟

جواب: اللہ تعالی بے پرواہ ہے یعنی اللہ تعالی کسی چیز کے اثر کو قبول نہیں کرتا اور وہ کسی کا محتاج نہیں جیسے کہ پارہ ۳۰ سورۃ الاخلاص کی آیت نمبر ۲ میں ارشادِ خداوندی ہے: اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ **ترجمہ کنز الایمان:** اللہ بے نیاز ہے۔

اس آیت کے تحت منح الروض الازہر شرح فقہِ الاکبر کے صفحہ نمبر ۱۴ پر لکھا ہے: اَیْ اَلْمُسْتَغْنِیْ عَنْ کُلِّ اَحَدٍ وَ الْمُحْتَاجُ اِلَیْهِ کُلُّ اَحَدٍ۔ یعنی وہ ذات جو ہر ایک سے مستغنی ہے اور ہر

ایک اسی کی طرف محتاج ہے۔اور پارہ ۳ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۶۷ میں تاکیداً ارشاد فرمایا:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ۔ **ترجمہ کنزالایمان:** اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ سراہا گیا ہے۔

اور پارہ ۴ سورہ آلِ عمران کی آیت نمبر ۹۷ میں ارشاد ہوا: فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ۔

ترجمہ کنزالایمان: تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔

اور پارہ ۲۶ سورہ محمد کی آیت نمبر ۳۸ میں ارشادِ باری تعالی ہے: وَ اللّٰہُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ۔ **ترجمہ کنزالایمان:** اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج۔

اس کے علاوہ بھی کئی آیات میں اس بات کی تشریح موجود ہے کی اللہ تعالی بے نیاز و بے پرواہ ہے جن کا ذکر طوالت کی بناپر نہیں کیا جارہا ہے۔

جو کسی کا اثر قبول کرے اور محتاج ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا، خدا ہونے کے لئے بے پرواہی اور عدمِ محتاجی ہونا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کو عقل سے نہیں جانا جاسکتا

سوال: کیا اللہ تعالی کا ادراک عقلاً ہو سکتا ہے؟ یعنی کیا اللہ تعالی کی ذات کو عقل سے سمجھا جاسکتا ہے؟

جواب: اللہ تعالی کی ذات کا اِدراک عقلاً مُحَال ہے کیونکہ جو چیز سمجھ میں آتی ہے عقل اُس کو محیط ہوتی ہے حالانکہ اللہ عزوجل کا کوئی اِحاطہ نہیں کر سکتا، البتہ اُس کے افعال کے ذریعہ سے اِجمالاً اُس کی صفات، پھر اُن صفات کے ذریعہ سے معرفتِ ذات حاصل ہوتی ہے۔اللہ تعالی

پارہ ۳ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۵۵ میں ارشاد فرماتا ہے: وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ۔ **ترجمہ کنزالایمان:** اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔

اور پارہ ۱۶ سورہ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۱۰ میں ارشاد ہوا: وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا۔ **ترجمہ کنزالایمان:** اور ان کا علم اسے نہیں گھیر سکتا۔

اور پارہ ۷ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۰۳ میں ارشاد ہوا: لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ٘ وَهُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَۚ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ۔ **ترجمہ کنزالایمان:** آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں اور وہی ہے پورا باطن پورا خبردار۔

سوال: اللہ تعالی کو سمجھنے میں ہماری عقل کیوں قاصر و کوتاہ ہے؟

جواب: جس شے کو سمجھنے سے ہماری عقلیں قاصر ہوں اس کے دو سبب ہیں:

پہلا سبب: شے کا ذاتی طور پر خفی اور دقیق ہونا۔ اس کی مثال واضح ہے۔

دوسرا سبب: شے کا انتہائی واضح اور روشن ہونا جس کی مثال یہ ہے: چمگادڑ رات میں دیکھتی ہے اور دن میں نہیں دیکھ سکتی۔ اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ دن رات کی بنسبت خفی اور پوشیدہ ہے بلکہ اس کی وجہ دن کا انتہائی ظہور ہے کیونکہ چمگادڑ کی بینائی کمزور ہوتی ہے اور جب سورج چمکتا ہے تو اس کی روشنی اس پر غالب آجاتی ہے اس لئے چمگادڑ کی کمزور بینائی کے ساتھ ساتھ دن کا انتہائی ظہور اس کے دیکھنے میں رکاوٹ بن جاتا ہے تو وہ اسی وقت کوئی چیز دیکھ سکتی ہے جب دن میں کچھ اندھیرا مل جائے اور اس کا ظہور کمزور پڑ جائے۔ اسی طرح ہماری عقلیں بھی کمزور ہیں اور جمالِ بارگاہِ الٰہی انتہائی روشن اور اِستِغراق و شُمول کی انتہا کو پہنچا ہوا ہے حتّٰی کہ آسمان

وزمین کی سلطنت کا ایک ذرہ بھی اس کے ظہور سے پوشیدہ نہیں تو یہ ظہور اس کے خفا کا سبب ہو گیا تو پاک ہے وہ ذات جو اپنے نور کی چمک کی وجہ سے حجاب میں ہے اور اپنے انتہائی ظہور کے سبب بصیرت اور بصارت سے مخفی ہے اور شدتِ ظہور کے سبب اس خفی رہنے پر تعجب نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اشیاء اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں اور جس کا وُجود ایسا عام ہو کہ اس کی کوئی ضد ہی نہ ہو اس کا ادراک مشکل ہو گا۔ اگر اشیاء مختلف ہوں کہ بعض بعض پر دلالت کرتی ہوں تو ان میں فرق جلد معلوم ہو سکتا ہے اور اگر وہ ایک ہی طریقے سے دلالت کرنے میں مشترک ہوں تو مُعاملہ دشوار ہو جائے گا۔(احیاء العلوم جلد ۵ ص ۸۴)

اللہ تعالیٰ کے لیے صورت ماننے کا حکم

سوال: کیا اللہ تعالی کے لئے کوئی صورت ہے؟

جواب: نہیں! اللہ تعالی صورت سے پاک ہے۔ اللہ تعالی کے لئے صورت ماننا کفر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے صورت سے پاک ہونے کی حکمت

سوال: اللہ تعالی کے صورت سے پاک ہونے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: اللہ عزوجل کا صورت سے پاک ہونے کے متعلق شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں: اللہ عزوجل صورت سے پاک ہے کیونکہ صورت متناہی (جس کی انتہاء ہو) اور مجسّم (جسم والی) چیزوں کے لئے ہوتی ہے اور اللہ تعالی تناہی (جس کی انتہاء ہو) و تجسّم سے منزہ (پاک) ہے اسی لئے اللہ تعالی کے لئے صورت کا

اطلاق جائز نہیں ہے، بلکہ اگر صورت سے مراد معنیٔ متعارف (یعنی مخلوقات کی صورت) ہو تو صریح کفر ہے۔(فتاوی شارح بخاری جلد اول ص ۱۳۱)

اللہ تعالیٰ کے جسم سے پاک ہونے کی حکمت

سوال: کیا اللہ تعالی کے لئے کوئی جسم ہے؟

جواب: نہیں! اللہ تعالی جسم سے پاک ہے۔ اللہ تعالی کے لئے جسم ماننا کفر ہے۔

سوال: اللہ تعالی کے جسم سے پاک ہونے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: اللہ تعالی جسم سے پاک ہے اس لئے کہ ہر جسم مرکب ہوتا ہے اور ہر مرکب حادث کیونکہ ہر مرکب پر ان اجزاء کا تقدّم (یعنی پہلے ہونا) ضروری ہے جن سے وہ مرکب ہے، اور اللہ تعالی کو حادث ماننا یا ایسا قول کرنا جس سے اس کا حادث ہونا لازم آئے کفر ہے، اس لئے کہ حادث کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ چیز پہلے موجود نہ تھی پھر وہ موجود ہوئی حالانکہ اللہ تعالی قدیم وازَلی ہے نہ وہ کبھی معدوم رہا اور نہ کبھی معدوم ہوگا بلکہ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ (فتاوی شارح بخاری جلد اول ص ۱۳۲)

اللہ تعالیٰ سوچنے سے پاک ہے

سوال: کیا اللہ تعالی کسی کام کو کرنے سے پہلے سوچتا ہے؟

جواب: اللہ عزوجل سوچنے سے بھی پاک ہے کیونکہ سوچتا وہ ہے جو عالِمُ الغیب نہ ہو اور قدرت نہ رکھتا ہو، اللہ تعالی کے لئے سوچنے کا اثبات اس کے قادر ہونے اور عالِمُ الغیب ہونے سے انکار ہے جو کہ کفر ہے۔(فتاوی شارح بخاری جلد اول ص ۱۶۲)

اللہ تعالیٰ کے باپ، بیٹا، بیوی سے پاک ہونے کی دلیل

سوال: کیا اللہ تعالی کا کوئی باپ، بیٹا یا بیوی ہے؟

جواب: نہ وہ کسی کا باپ ہے، نہ بیٹا، نہ اُس کے لیے بی بی، جو اُسے باپ یا بیٹا بتائے یا اُس کے لیے بی بی ثابت کرے کافر ہے، بلکہ جو ممکن بھی کہے گمراہ بد دین ہے۔ اور شفا شریف میں ہے: من ادّعی له ولداً أو صاحبة أو والداً أو متولدٌ من شيئ۔۔۔۔۔۔ فذلك كله كفر بإجماع المسلمين۔ ("الشفا"، فصل في بيان ماهو من المقالات كفر، ج۲، ص۲۸۳)

سوال: اللہ تعالی کے باپ، بیٹے اور بیوی نہ ہونے کی قرآنی دلیل کیا ہے؟

جواب: جی ہاں! اس پر بہت سی قرآنی آیات دلیل کے طور پر پیش کی جاسکتی ہیں جن میں سے کچھ یہاں بیان کی جاتی ہیں:

چنانچہ پارہ ایک سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۱۶ میں ارشادِ خداوندی ہے: وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبۡحٰنَهٗ ؕ بَلۡ لَّهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوۡنَ ﴿۱۱۶﴾ - ترجمۂ کنز الایمان: اور بولے خدا نے اپنے لئے اولاد رکھی پاکی ہے اسے بلکہ اسی کی مِلک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کے حضور گردن ڈالے ہیں۔

اس آیت پاک کا شانِ نزول بیان کرتے ہوئے مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزائن العرفان میں لکھتے ہیں:

تفسیر: شانِ نزول: یہود نے حضرت عزیر کو اور نصاریٰ نے حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہا مشرکین عرب نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتایا ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی فرمایا

سُبْحٰنَه، وہ پاک ہے اس سے کہ اس کے اولاد ہو اس کی طرف اولاد کی نسبت کرنا اس کو عیب لگانا اور بے ادبی ہے حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم نے مجھے گالی دی میرے لئے اولاد بتائی میں اولاد اور بیوی سے پاک ہوں۔

اور مملوک ہونا اولاد ہونے کے منافی ہے جب تمام جہان اس کا مملوک ہے، تو کوئی اولاد کیسے ہو سکتا ہے۔ مسئلہ: اگر کوئی اپنی اولاد کا مالک ہو جائے وہ اسی وقت آزاد ہو جائے گی۔

ایک اور مقام پر ارشادِ رب العباد ہے: وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ﴿۱۱۱﴾ (پ۱۵، بنی اسرائیل:۱۱۱.)۔ **ترجمہ کنزالایمان:** اور یوں کہو سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے لئے بچہ اختیار نہ فرمایا اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں اور کمزوری سے کوئی اس کا حمایتی نہیں اور اس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہو۔

اللہ عزوجل سے اولاد کی نفی سورۂ مریم میں بھی موجود ہے چنانچہ ارشاد ہوا: وَ مَا یَنْۢبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ (پ۱۶، مریم:۹۲.)۔ **ترجمہ کنزالایمان:** اور رحمٰن کے لیے لائق نہیں کہ اولاد اختیار کرے۔

تفسیر: وہ اس سے پاک ہے اور اس کے لئے اولاد ہونا مَحال ہے ممکن نہیں۔

(خزائن العرفان)

مزید سورۃ الزخرف میں فرمایا: قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ﴿۸۱﴾ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾ (پ۲۵، الزخرف:۸۱۔۸۲)۔ **ترجمۂ کنزالایمان:** تم فرماؤ بالفرضِ محال رحمٰن کے کوئی بچّہ ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا۔ پاکی ہے آسمانوں اور زمین کے رب کو عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔

صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اس آیتِ پاک کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

تفسیر: لیکن اس کے بچّہ نہیں اور اس کے لئے اولاد محال ہے یہ نفیِ ولد میں مبالغہ ہے۔ شانِ نزول: نضر بن حارث نے کہا تھا کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو نضر کہنے لگا دیکھتے ہو قرآن میں میری تصدیق آگئی ولید نے کہا کہ تیری تصدیق نہیں ہوئی بلکہ یہ فرمایا گیا کہ رحمٰن کے ولد نہیں ہے اور میں اہلِ مکّہ میں سے پہلا موحّد ہوں، اس سے ولد کی نفی کرنے والا، اس کے بعد اللہ تبارک وتعالٰی کی تنزیہ کا بیان ہے۔ (خزائن العرفان)

اللہ عزوجل نے جنوں کی حکایت بیان کرتے ہوئے سورۃ الجن میں فرماتا ہے: وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّ لَا وَلَدًا ﴿۳﴾ (پ۲۹، الجن:۳)۔ **ترجمۂ کنزالایمان:** اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے نہ اس نے عورت اختیار کی اور نہ بچّہ۔

تفسیر: جیسا کہ کفّار جنّ و انس اللہ عزوجل کے بارے میں کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) اللہ کی بیوی اور اولاد ہیں۔ (خزائن العرفان)

لَمۡ یَلِدۡ ۙ۬ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾ **ترجمہ کنزالایمان:** نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔

(پ ۳۰، الاخلاص:۳)

تفسیر: اللہ عزوجل اولاد سے پاک ہے کیونکہ کوئی اس کا مجانس نہیں۔ اور نہ اس کا کوئی باپ کیونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا حادث کی شان ہے۔ (خزائن العرفان)

سوال: کیا حدیث میں بھی اس بات کی صراحت آئی ہے کہ اللہ تعالی کا نہ کوئی باپ ہے اور نہ کوئی بیٹا؟

جواب: جی ہاں! اس بات کی صراحت حدیث میں بھی آئی ہے چنانچہ بخاری شریف کی حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ : قَالَ اللَّهُ كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لَنْ يُعِيدَنِي كَمَا بَدَأَنِي وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا وَأَنَا الأَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفْأً أَحَدٌ. (بخاری۔ کتاب بدء الوحی۔ باب وامر أتہ حمالۃ الحطب)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رب فرماتا ہے انسان مجھے جھٹلاتا ہے یہ

اُسے مناسب نہ تھااور مجھے گالی دیتا ہے یہ اسے درست نہ تھا اس کا مجھے جھٹلانا تو یہ ہے کہ کہتا ہے رب مجھے پہلے کی طرح دوبارہ نہ بناسکے گا حالانکہ پہلی بار پیدا فرمانا دوبارہ بنانے سے آسان تر تو نہیں اس کی گالی اس کی یہ بکواس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اختیار کی میں تو اکیلا بے نیاز ہوں نہ جنا نہ جنا گیا میرا کوئی ہمسر نہیں۔

اس حدیثِ پاک کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃاللہ الغنی مراۃالمناجیح شرح مشکوۃالمصابیح میں لکھتے ہیں:

حدیثِ پاک کی شرح

یہ حدیث حدیثِ قدسی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"قَالَ اللہ"۔حدیثِ قدسی اور قرآن میں فرق یہ ہے کہ حدیثِ قدسی خواب یا الہام سے بھی حاصل ہو سکتی ہے۔جبکہ قرآن بیداری ہی میں آئے گا۔نیز قرآن کا مضمون اور لفظ دونوں رب کے ہیں،جبکہ حدیثِ قدسی میں مضمون رب کا اورالفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہیں۔خیال رہے کہ ساری حدیثیں برحق ہیں اور قرآن کی طرح لائقِ عمل،صدیق اکبر نے حدیث کی بناپر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مال میں تقسیم میراث نہ فرمائی حالانکہ یہ حکم قرآنی تھا،مگر حدیث قدسی میں قال اللہ کی تصریح ہوتی ہے۔اس کی مفصَّل بحث ہمارے رسالہ "ایک اسلام"میں دیکھو۔

خیال رہے کہ جن وانس کے سوا کسی مخلوق میں کافر نہیں مگر انسان پر اللہ کے احسانات زیادہ ہیں کہ ان ہی میں انبیاء اور اولیاء بھیجے۔اس لیے کہ خصوصیت سے اس کی شکایت فرمائی گئی۔انسان قیامت کا منکر ہے اور تمام ان آیتوں کو جھٹلاتا ہے جن میں قیامت کا ذکر ہے۔

رب کے لیے ایجاد اور دوبارہ بنانا یکساں آسان ہے۔لوگوں پر ایجاد مشکل ہوتی ہے۔دوبارہ بنانا آسان،جب کفار رب تعالٰی کو عالَم کا موجِد جانتے ہیں تو قیامت مانتے ہیں انہیں کیوں موت آتی ہے۔حالانکہ قیامت میں اٹھانا اعادۂ خلق ہوگا۔نہ کہ ایجاد اس میں روئے سخن ان کافروں کی طرف ہے جو اللہ کی ذات وصفات کے اقراری تھے اور قیامت کے انکاری۔

مشرکین عرب کا عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو،یہودی عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں اس میں ان تینوں قوموں کی طرف اشارہ ہے۔بیوی بچے اختیار کرنا ہمارے لیے کمال ہے رب کے حق میں گالی۔ایک ہی چیز ایک کے لیے کمال ہے۔دوسرے کے لیے نقصان بلا تشبیہ کنواری لڑکی کو صاحب اولاد کہنا گالی ہے،بیاہی کے لیے کمال،رب کی شان تو بہت اعلٰی ہے۔

اولاد والا اکیلا بھی نہیں ہوتا،اولاد اس کی قومیت،نوعیت،جنسیت میں شریک ہوتی ہے اور بے نیاز بھی نہیں کیونکہ انسان شہوت کے غلبہ یا دشمنوں کے خوف کی وجہ سے یا اپنے مرے بعد وراثت کے لیے اولاد اختیار کرتا ہے۔رب تعالٰی ان تمام نیازمندیوں سے پاک ہے۔دیکھو چاند،سورج وغیرہ کو قیامت سے پہلے فنا نہیں تو ان کی وراثت کے لیے انکی اولاد بھی نہیں۔

حالانکہ اولاد باپ کی ہمسر ہوتی ہے کہ انسان کا بچہ انسان اور شیر کا بچہ شیر ہوتا ہے،تو نعوذ باللہ!خدا کا بیٹا خدا ہی چاہیئے تھا حالانکہ رب اس کا خالق وہ مخلوق،رب مالک وہ مملوک،پھر ہمسر کہاں۔(مراۃ المناجیح جلد۔۱۔ص۱۸)

اللہ تعالیٰ کے اولاد سے پاک ہونے کی عقلی دلیل

سوال: اللہ کے اولاد سے پاک ہونے کی عقلی دلائل وحکمت کیا ہیں؟

جواب: اللہ کے اولاد سے پاک ہونے کی (۱۵) عقلی دلائل و حکمت پیشِ خدمت ہیں۔

پہلی حکمت: اولاد کو ضرورت مخلوق کو ہوتی ہے کبھی شہوت سے مغلوب ہو کر جماع کرتا ہے جس سے اولاد ہو جاتی ہے، اور کبھی دشمنوں کی قوت سے مجبور ہو کر اولاد کی خواہش کرتا ہے جو اپنا قوتِ بازو ہو اور اس کے ذریعہ رشتہ داریاں بڑھے اور یہ مجبور ہو کر نہ رہے، رب تعالی ہر قسم کی مغلوبی سے پاک ہے لہذا اولاد سے پاک ہے۔

دوسری حکمت: بدلنے والی چیز اولاد کی خواہش مند ہو سکتی ہے غیرِ متبدل کی اولاد نہیں انسان سمجھتا ہے کہ مجھ کو بڑھاپا بھی آنے والا ہے اس وقت کے لئے عصائے پیری یعنی فرزند چاہیئے، چاند تارے سورج وغیرہ چونکہ بدلتے نہیں اسی لئے ان کی اولاد بھی نہیں رب تعالی بھی تبدیلی سے پاک اس لئے اولاد سے بھی پاک۔

تیسری حکمت: فانی کو اولاد درکار تاکہ اس کی نسل باقی رہے انسان اپنی نسل کی بقا اپنے بعد اپنے گھر کی آبادی اور اپنے نام کو زندہ رکھنے کے لئے اولاد چاہتا ہے جانوروں کی نسل کی بقا بھی اولاد ہی سے ہے بعض علمِ طبعیات والےٗ فرماتے ہیں کہ درختوں بلکہ پتھروں میں بھی توالد وتناسل ہے بعض درخت نر اور بعض مادہ ہیں نر کی ہوا مادہ کو لگتی ہے جس سے وہ پھلوں سے حاملہ ہو جاتی ہے، بعض درختوں میں تو اس کا مشاہدہ بھی ہوتا ہے جیسے ارنڈ کھجور وغیرہ۔ تابیرِ

نخل کی حدیث کا یہی مطلب ہے، نیز آسمانی چیزیں قیامت تک فانی نہیں اس لئے ان کی اولاد بھی نہیں اور رب تعالی تو واجب الوجود ہے اس لئے اولاد سے پاک ہے۔

چوتھی حکمت: اولاد باپ کی ہم جنس چاہئے آپ کے جسم کے کیڑے جوئیں وغیرہ آپ کی اولاد نہیں، اگر رب تعالی کی اولاد ہوتی تو اس کے ہم جنس ہوتی اور جنس کے لئے فصل ضروری اور جنس فصل کے لئے مادہ ضروری اسی لئے رب کا مادی ہونا لازم آتا ہے اور وہ تو مادہ سے پاک لہٰذا اولاد سے بھی پاک۔

پانچویں حکمت: اولاد میں ماں باپ کے سے ذاتی صفات چاہئے انسان کا بچہ انسان کی طرح ضاحک متعجب وغیرہ ہونا چاہئے اگر رب تعالی کے اولاد ہوتی تو وہ اس کی طرح واجب قدیم خالق وغیرہ ہوتی اور پھر اولاد ہونے کی وجہ سے اس سے پیچھے ہوتی واجب قدیم ہونا پیچھے ہونے کے خلاف ہے لہٰذا اللہ تعالی اولاد سے پاک ہے۔

چھٹی حکمت: اولاد جو اپنا جز یعنی نطفے سے پیدا ہو، حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام حضرتِ جبریل علیہ السلام کے بیٹے نہیں، حضرت آدم علیہ السلام مٹی کے بیٹے نہیں، آپ کے سر کی جوں وغیرہ آپ کی اولاد نہیں کیونکہ وہ آپ کے نطفے سے نہیں اور رب تعالی نطفے وغیرہ سے پاک ہے لہٰذا وہ اولاد سے پاک ہے۔

ساتویں حکمت: اولاد میں ماں کی شرکت ہوتی ہے کہ اس کے کچھ اعضاء باپ کے نطفے سے بنتے ہیں کچھ ماں کے، اگر رب تعالی کی اولاد ہوتی تو اس میں ماں کی شرکت ہو جاتی اور وہ اس کا مستقل خالق نہ ہوتا اور یہ تو بڑا عیب ہے لہٰذا وہ اولاد سے پاک ہے۔

آٹھویں حکمت: اولاد ایک وقت تک ماں باپ کی محتاج پھر ان سے بے پرواہ اور پھر معاملہ بر عکس کہ ماں باپ بعض کاموں میں اولاد کے محتاج اور رب تعالی محتاجی سے پاک لہذا وہ اولاد سے بھی پاک ہے۔

نویں حکمت: اکثر اولاد والا خود بھی کسی سے نکلتا ہے جب رب تعالی کسی سے بنا نہیں تو اس کی بھی کوئی اولاد نہیں اسی لئے فرمایا لَمۡ یَلِدۡ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ۔ آدم و حوا علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے۔

دسویں حکمت: باپ کی تربیت ناقص ہوتی ہے کہ وہ بچے کو پال کر استاد اور شیخ کے حوالے کرتا ہے اور اگر خود ہی علم و معرفت کا اسے درس دے تو بھی باپ ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ استاد اور شیخ ہونے کی حیثیت سے دے گا اور رب تعالی کی پرورش کامل ہے کہ بندوں کے جسم اور روح و قلب اور قالب کو پالتا ہے لہذا وہ کسی کا باپ نہیں۔

گیارہویں حکمت: بیٹا باپ کا خادم ہوتا ہے نہ کہ عابد اسی طرح اس کا شریک ہوتا ہے نہ کہ اس کی مخلوق اگر رب تعالی کی کوئی اولاد ہوتی تو خادم ہوتی اس کی عابد نہ ہوتی لہذا رب تعالی کی معبودیت ناقص رہ جاتی۔

بارہویں حکمت: بیٹا اپنے باپ کا شریک ہوتا ہے نہ کہ بندہ اور مملوک، شہزادہ اپنے باپ کی رعایا نہیں کہلاتا بلکہ اس کی سلطنت کا حصہ دار اگر باپ اپنے بیٹے کو خریدے تو وہ فوراً آزاد ہو جاتا ہے لہذا اگر رب تعالی کا بیٹا ہوتا تو وہ اس کا بندہ نہ ہوتا بلکہ اس کا برابر کا حصہ دار ہوتا۔

تیرہویں حکمت: باپ بہت آہستگی سے بیٹا حاصل کر سکتا ہے نہ کہ ایک دم کہ اس کا نطفہ عورت کے پیٹ میں نو ماہ تک پرورش پاتا ہے رب تعالی اپنے پیدا فرمانے میں آہستہ پر مجبور نہیں لہذا وہ اولاد سے پاک ہے۔

چودہویں حکمت: بیٹا اپنے باپ کا نمونہ اور ہم شکل ہوتا ہے رب تعالی ہم شکل اور کسی کا نمونہ بننے سے پاک ہے لہذا وہ اولاد سے پاک ہے۔

پندرہویں حکمت: بیٹے تین قسم کے ہیں پوت، سپوت اور کپوت۔ پوت وہ ہے جو باپ کے برابر کمال دکھائے۔ سپوت وہ جو باپ سے بڑھ جائے۔ کپوت وہ جو باپ سے گھٹا ہوا رہے بلکہ اس کے نام کو ڈبو دے۔ اگر رب تعالی کے بیٹا ہوتا تو سوال ہوتا کہ وہ کس قسم کا ہے؟ اگر سپوت ہے تو چاہیئے اس کی مخلوق رب کی مخلوق سے بڑھی ہوئی ہو کہ رب تعالی لے سات آسمان ہیں تو اس کے کم از کم آٹھ تو ہوں اور اگر پوت ہے تو خلقیت اور مالکیت وغیرہ میں برابر ہونا چاہیئے تھا اور کپوت ہوتا تو بیٹے کے عیب اور باپ کی مجبوری پر دلالت کرتا ہے کہ بیٹا تو نالائق رہا اور باپ اسے درست نہ کر سکا۔　　(ماخوذ از تفسیر نعیمی جلد۔۱۔ص ۵۸۵۔۵۸۷)

اعتراض: مسلمان بھی کہتے ہیں کہ بعض بندے محبوب اور بعض خلیل اور بعض اس کے حبیب ہیں جیسے کہ رب بیٹے سے پاک ہے چاہیئے کہ دوست بنانے سے بھی پاک ہو؟

جواب: محبوبیت، خلقت، اصطفائی عبدیت کے خلاف نہیں ہو سکتا ہے کہ بادشاہ اپنے غلاموں اور کنیزوں کو اپنا مقبولِ بارگاہ کرے اس سے وہ غلام ہی رہیں گے مگر بیٹا ہونا بندے

ہونے کے خلاف ہے جیسے کہ ہم حکمتوں میں بیان کر چکے لہذا اللہ عزو جل اولاد سے پاک ہے ہاں اس کے بعض بندے پیارے اور محبوب ہیں کہ اس کی حقِ بندگی خوب ادا کرتے ہیں۔
(تفسیر نعیمی جلد۔۱۔ص۵۸۷)

اللہ تعالیٰ کو میاں کہنے کا حکم

سوال: اللہ تعالی کو میاں کہنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ "میاں" کا لفظ بولنا ممنوع ہے۔اللہ پاک ، اللہ تعالیٰ ،اللہ عَزَّوَجَلَّ اوراللہ تبارَکَ وَتعالیٰ وغیرہ بولنا چاہیئے۔میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:"(اللہ تعالیٰ کے لئے)مِیاں کا اِطلاق نہ کیا جائے (یعنی نہ بولا جائے) کہ وہ تین معنیٰ رکھتا ہے ، ان میں دو ۲ ربُّ العزّت کے لئے مُحال (یعنی ناممکن)ہیں،مِیاں (یعنی) آقا اور شوہر اورمر دوعورت میں زِنا کادلال، لہٰذا اِطلاق ممنوع۔"(فتاوٰی رضویہ ج۱۴ص ۶۱۴)

اللہ تعالیٰ کو سخی نہ کہنے کی حکمت

سوال: اللہ پاک کو سخی کہنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ کو سخی کہنے کے بارے میں میرے شیخِ طریقت، امیر اَہلسنّت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ اپنی کتاب "کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب " صفحہ ۱۳۰ پر فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کو سخی نہیں جَوَّاد کہنا چاہیئے۔میرے آقا اعلیٰ حضرت،اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن(فتاوی رضویہ جلد ۲۷،صفحہ نمبر ۱۶۵)میں فرماتے ہیں: اسمائےاِلٰھیّہ تَوقِیْفِیَہ (یعنی

قرآن وحدیث کی طرف سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ٹھہرائے ہوئے نام) ہیں، یہاں تک کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہ کاجواد ہونا اپناایمان ہے مگر اُسے سخی نہیں کہہ سکتے کہ شریعت میں وارِد نہیں۔

مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: مُحاوَرہ عَرَب میں عُموماً سخی اُسے کہتے ہیں جو خود بھی کھائے اوروں کو بھی کھلائے۔جواد وہ جو خود نہ کھائے اوروں کو کھلائے۔اِسی لئے اللہ تعالیٰ کو سخی نہیں کہا جاتا ہے۔ سخی کے مقابِل بخیل ہے (اور بخیل وہ ہے) جو خود کھائے اوروں کو نہ کھلائے ۔جواد کا مقابِل مُمسِک ہے (اور مُمسِک وہ ہے) جو نہ کھائے نہ کھانے دے۔اللہ تعالیٰ کی تمام دُنیوی واخروی نعمتیں دُنیاکے لئے ہیں اُس (کی اپنی ذات) کے لئے نہیں۔(مرآۃ المناجیح،۱/۲۲۱)

اللہ تعالیٰ کے کتنے نام ہیں؟

سوال: اللہ تعالی کے کل نام کتنے ہیں؟

جواب: حق تعالی کے تین ہزار نام ہیں جن میں سے ایک ہزار کو ملائکہ جانتے ہیں اور ایک ہزار صرف انبیائے کرام اور باقی ایک ہزار میں سے تین سو نام تورات شریف میں اور تین سو انجیل میں اور تین سو زبور میں اور ننانوے نام قرآن پاک میں ہیں اور ایک نام وہ ہے جس کو صرف حق تعالی ہی جانتا ہے لیکن بسم اللہ میں حق تعالی کے جو تین نام اللہ، رحمٰن اور رحیم آئے ان تین میں ان تین ہزار کے معنی پائے جاتے ہیں لہذا جس نے ان تین ناموں سے حق تعالی کو یاد کرلیا گویا اس نے تمام ناموں سے اس کو یاد کیا۔ (تفسیر نعیمی جلد۔۱۔ص۴۱)

اللہ تعالیٰ کے مکان سے پاک ہونے کی حکمت

سوال: اللہ تعالی کے مکان سے پاک ہونے کی کیا حکمت و دلائل ہیں؟

جواب: میرے شیخِ طریقت امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس قادری رضوی (دامت برکاتہم العالیہ) اپنی مایہ ناز تصنیف کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب میں تحریر فرماتے ہیں: آج کل عموماً عوام یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اوپر رہتا ہے، اُس کا آسمان پر مکان ہے۔ بے شمار لوگ یوں بھی بولتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر جگہ ہے۔ حالانکہ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ جگہ و مکان سے پاک ہے۔ دراصل فلمیں ڈِرامے دیکھ دیکھ کر اور بے ہُودہ غزلیں اور فلمی گانے سُن سُن کر بَہُت سے لوگوں کے ذِہنوں کے اندر کُفریہ عقیدہ جم گیا ہے۔ اور ان لوگوں سے سُن سُن کر اولاد دَر اولاد ذِہنوں میں معاذاللہ عَزَّوَجَلَّ یہ عقیدہ مُنتقل ہوتا جارہاہے۔ علمِ دین و علمائے دین سے دُوری کے باعث اللہُ الرَّحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا جگہ اور مکان سے پاک ہونا بعض اَذہان قبول نہیں کرپاتے۔ خدائے حنّان و مَنّان جلَّ جلالُہٗ کے جگہ و مکان سے پاک ہونے پر یوں تو بے شمار دلائل ہیں مگر میں صرف ایک دلیل عرض کرنے کی کوشِش کرتا ہوں، اِنْ شاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ قَبولِ حق کا جذبہ رکھنے والا ذِہن فوراً قبول کرلے گا!

پہلی دلیل: یہ بات ذِہن نشین فرمالیجئے کہ اللہُ کریم عَزَّوَجَل قدیم ہے یعنی ہمیشہ ہمیشہ سے ہے۔ وہ تب سے ہے کہ جب اب تب کب، یہاں وہاں اوپر نیچے، دائیں بائیں وغیرہ کچھ بھی نہ تھا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کی صفات کے علاوہ ہر چیز حادِث ہے۔ حادِث، قدیم کی ضد ہے۔

حادِث یعنی وہ کہ جو عدم سے وُجود میں آئے۔اِس کو اور آسان لفظوں میں یوں سمجھئے کہ جو پہلے سے نہ تھا مگر بعد میں موجود ہو۔اَلْحَمْدُ للہ عَزَّوَجَلَّ ہر مسلمان اللہ کریم عزّوَجَلَّ اور اس کی صفات کو قدیم ہی مانتا ہے اور اِس کے علاوہ ہر چیز بعد میں بنائی گئی اِس کو بھی تسلیم کرتا ہے تو بس اتنی سی بات سمجھنے کی ضَرورت ہے کہ بعد میں بنائی جانے والی چیزوں میں یقیناً زمین و آسمان، عرش و کرسی، اوپر نیچے دائیں بائیں وغیرہ بھی شامل ہیں۔اب اگر یہ کہا جائے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اوپر ہے یا آسمان پر ہے یا عرش پر ہے یا ہر جگہ ہے تو پھر آسمان، عرش بلکہ ہر جگہ کو قدیم ماننا لازم آئے گا یا پھر یہ ذہن بنانا پڑے گا کہ پہلے اللہ عَزَّوَجَلَّ جگہ و مکان سے پاک تھا بعد میں جُوں جُوں وہ عَزَّوَجَلَّ چیزیں بناتا گیا اُن میں "رہتا" چلا گیا۔جب "اوپر"وُجود میں آیا تو اوپر آگیا، جب "نیچے" کی تخلیق ہوئی تو نیچے اُتر آیا،"عرش" بنایا تو عرش پر پہنچ گیا اور جب "جگہیں" پیدا کیں تو ہر جگہ تشریف لا کر رہنے لگا۔وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ۔اللہ کرے دل میں اُتر جائے مری بات (اٰمین)

اُمّید ہے کہ مسئلہ سمجھ میں آگیا ہو گا۔بہر حال شرعی حکم یہی ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو "اوپر" یا "آسمان پر رہتا ہے" یا "ہر جگہ ہے" کہنا کفرِ لُزومی ہے۔یہ عقیدہ رکھنے والا مسلمان اگرچہ عُلمائے مُتَکلِّمین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبین کے نزدیک اسلام سے خارِج نہیں ہوتا تاہم فُقَہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلام کے نزدیک اس پر حکمِ کفر ہے۔لٰہذا اس پر لازم ہے کہ توبہ، تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح کرے۔

(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب ص۱۱۱۔۱۱۴)

دوسری دلیل: یہ ہے کہ ظرف مظروف سے بڑا ہوتا ہے مثلاً ہم کمرے میں رہتے ہیں تو ہم مظروف اور کمرہ ظرف ہے اور کمرہ ہم سے بڑا ہوتا ہے پس اگر اللہ عزوجل کے

لئے مکان ثابت کریں تو مکان کا اللہ عزوجل سے بڑا ہونا لازم آئے گا جو کہ کفر ہے کیونکہ اللہ عزوجل ہر چیز سے بڑا ہے جیسے کہ پانچوں نمازوں کی اذانوں میں مؤذن اللہُ اکبر۔اللہُ اکبر کہتا ہے یعنی اللہ ہر چیز سے بڑا ہے۔اللہ ہر چیز سے بڑا ہے۔

اللہ اکبر کا معنی

سوال: اللہُ اکبر کا معنی اللہ ہر چیز سے بڑا ہے۔آپ نے کہاں سے لیا ہے حالانکہ اس کا سادہ ترجمہ اللہ بڑا ہے۔ہوتا ہے پھر آپ نے یہ زیادتی کیسے کی؟

جواب: اللہُ اَکبَرُ کی اصل عبارت اللہُ اَکۡبَرُ مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ ہے جس کا ترجمہ ہے اللہ ہر چیز سے بڑا ہے۔پھر کثرتِ استعمال کی وجہ سے اس کو مختصر کر دیا گیا اور اللہُ اَکۡبَرُ مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ کی جگہ اللہُ اکبر کہا جانے لگا۔مزید تسلی و تصفی کے لئے علمائے اہلِ سنت سے رجوع فرمائیں ان شاء اللہ عزوجل وہ آپ کی ضرور رہنمائی فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ سونے سے پاک ہے

سوال: کیا اللہ تعالی سوتا ہے؟

جواب: اللہ تعالی اونگھ اور سونے سے پاک ہے جیسے کہ قرآنِ عظیم میں ہے:

اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۬ۚ لَا تَاۡخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوۡمٌ ؕ (پ۳البقرۃ۲۵۵)	**ترجمہ کنزالایمان:** اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔

پہلی حکمت: صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی آیۃ الکرسی کے اس ٹکڑے کے تحت لکھتے ہیں: کیونکہ اونگھنا اور نیند کرنا نقص ہے اور اللہ عزوجل ہر نقص وعیب سے پاک ہے۔(خزائن العرفان)

دوسری حکمت: صاحبِ روح البیان علامہ اسمعیل حقی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: اللہ تعالی منزہ ہے ان عوارض سے جو اس کی مخلوق کو عارض ہوتے ہیں یعنی وہ سہو اور غفلت اور ملال وفترت (سستی) سے پاک ہے اور وہ جن اشیاء کی حفاظت پر قائم ہے وہ سستی کی وجہ سے نہ کمزور ہے اور نہ ہی اسے تھکاوٹ کے عوارض لاحق ہوتے ہیں اور ایسے عوارض پر وہ تھکان اتارنے اور استراحت پر نہ مجبور ہوتا ہے نہ تھکاوٹ کو نیند اور اونگھ سے دور کرتا ہے اس لئے کہ نیند موت کی مانند ہے اور موت حیات کی نقیض ہے۔(روح البیان جلد ۲ ص ۲۰)

عقیدہ: اس تقریر سے ثابت ہوا کہ جیسے اللہ تعالی کو موصوف بصفاتِ الکمال ماننا ضروری ہے اسی طرح اللہ تعالی کو ہر نقصان کی صفات سے منزہ ماننا لازم ہے۔

تمام آسمان وزمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں

حضرتِ موسی علیہ السلام نے خواب کی حالت میں ملائکہ سے پوچھا کہ کیا ہمارا رب سوتا بھی ہے ؟ اللہ تعالی نے ملائکہ کی طرف وحی بھیجی کہ موسی علیہ السلام کو جگاؤ، ایسے ہی تین بار فرمایا پھر فرمایا اسے مت سونے دو۔ جب موسی علیہ السلام جاگے تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ پانی کی بھری ہوئی دو بوتلیں دونوں ہاتھوں میں تھامئے۔ جب موسی علیہ السلام نے ان بوتلوں کو ہاتھ میں لے لیا تو آپ علیہ السلام کو نیند کا غلبہ ہوا جس کی وجہ سے آپ کے ہاتھوں سے دونوں

بو تلیں گر کر ٹوٹ گئیں اور آپ علیہ السلام کی آنکھ کھل گئی، اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے اپنی قدرت سے آسمانوں اور زمینوں کو تھاما ہوا ہے اگر مجھے نیند آ جائے تو پھر تیری بو تلوں کی طرح تمام آسمان وزمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔(روح البیان جلد ۲ ص ۲۰)

حدیث شریف: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نیند نہیں کرتا اور نہ ہی اس کی شان کے لائق ہے کہ وہ نیند کرے۔

شرح حدیث: حضرتِ ابن الملک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اس حدیث میں بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ پر نیند کا وقوع محال ہے اس لئے کہ نیند ایک عجز ہے اور اللہ تعالیٰ عجز سے پاک ہے۔(روح البیان جلد ۲ ص ۲۰)

سوال: اللہ تعالیٰ مخلوق ہے یا خالق؟

جواب: مخلوق عربی زبان کا لفظ ہے جو خَلَقَ یَخْلُقُ سے بنا ہے بمعنی پیدا کیا ہوا بنایا ہوا، اور یہ بات ظاہر وباہر ہے کہ اللہ کو کسی نے پیدا نہیں کیا جیسے کہ سورۃ الاخلاص میں ہے وَلَمْ یُوْلَدْ یعنی اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اسی نے تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے جیسے کہ پارہ ۱۱ سورہ یونس کی آیت نمبر ۶ میں ارشاد ہوا:

اِنَّ فِی اخْتِلٰفِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ ﴿۶﴾	**ترجمہ کنزالایمان:** بیشک رات اور دن کا بدلتا آنا اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ان میں نشانیاں ہیں ڈر والوں کے لئے

لہٰذا اللہ عزوجل خالق ہوا مخلوق نہیں۔

اور دوسری بات یہ کہ مخلوق کسی نہ کسی کی محتاج ہوتی ہے جبکہ اللہ عزوجل کسی کا محتاج نہیں جیسے کہ سورۃ الاخلاص میں ہے اَللّٰہُ الصَّمَد یعنی اللہ بے نیاز ہے وہ کسی کا محتاج نہیں۔

اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے سے پاک ہے

سوال: کیا اللہ تعالی جھوٹ بول سکتا ہے؟(معاذ اللہ)

جواب: بیان کردہ تمام مضامین سے بخوبی پتہ چلا کہ اللہ تعالی تمام عیوب ونواقص سے پاک اور تمام صفاتِ کمالیہ کا جامع ہے، اور جھوٹ بولنا ایک عیب ہے تو کیونکر اللہ تعالی اس سے پاک نہ ہو چنانچہ اس ضمن میں آقا اعلی حضرت علیہ رحمۃ اللہ العزت فرماتے ہیں:

مسلمان جس کے دل میں اس کے رب کی عظمت اور اس کے کلام کی تصدیق ہو اگر کچھ بھی سمجھ رکھتا ہے تو اس کے لئے یہی دو حرف کافی ہیں، اول یہ کہ کذب ایسا گندا ناپاک عیب ہے جس سے ہر تھوڑی ظاہری عزّت والا بھی بچنا چاہتا ہے اور ہر بھنگی چمار بھی اپنی طرف اس کی نسبت سے عار رکھتا ہے، اگر وہ اللہ عزوجل جلالہ کے لئے ممکن ہو اتو وہ عیبی ناقص ملوث گندہ ہی گھناؤئی نجاست سے آلودہ ہو سکے گا، کیا کوئی مسلمان اپنے رب پر ایسا گمان کر سکتا ہے، مسلمان تو مسلمان کہ اس کے لئے اسکے رب کی امان، ادنیٰ سمجھ وال یہودی نصرانی بھی ایسی بات اپنے رب کی نسبت گوارانہ کرے گا، پاکی ہے اسے جس کے سراپردہ عزت و جلال کے گرد کسی عیب و نقص کا گزر قطعا محال بالذات ہے، جس کی عظمت و قدوسیت کو ہر لوث و آلودگی سے بالذات منافات ہے۔ شرح مقاصد میں ہے: الكذب محال باجماع العلماء لان الكذب نقص

باتفاق العقلاء وھو علی اللہ تعالیٰ محال ۔ یعنی جُھوٹ باجمائے علماء محال ہے کہ وُہ بالاتفاق عقلاً عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال۔

(شرح المقاصد المبحث السادس فی انہ تعالیٰ متکلم دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۱۰۴)

نیز صاحبِ شرح مقاصد جملہ اہلسنت کے عقائد اجماعیہ میں فرماتے ہیں: طریقة اھل السنة ان العالم حادث و الصانع قدیم متصف بصفات قدیمة و لا یصح علیه الجھل ولا الکذب ولا النقص ۔ یعنی اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ تمام جہان حادث ونو پیدا ہے، اور اس کا بنانے ولا قدیم اور صفاتِ قدیمہ سے موصوف ہے، نہ اس کا جہل ممکن ہے نہ کذب ممکن ہے نہ اس میں کسی طرح کے عیب و نقص کا امکان ہے۔

(شرح المقاصد فصل ثالث مبحث ثامن دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۲۷۰)

دوم یہ کہ جب اس کا کذب ممکن ہو تو اس کا صدق ضروری نہ رہا، جب اس کا صدق ضروری نہ رہا تو اس کی کون سی بات پر اطمینان ہو سکے گا، ہر بات میں احتمال رہے گا کہ شاید جُھوٹ کہہ دی ہو، جب وُہ جُھوٹ بول سکتا ہے تو اس یقین کا کیا ذریعہ ہے کہ اس نے کبھی نہ بولا، کیا اس کسی کا ڈر ہے یا اس پر کوئی حاکم و افسر ہے جو اسے دبائے گا اور جو بات وہ کر سکتا ہے نہ کرنے دے گا، ہاں ذریعہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ خود اس کا وعدہ ہو کہ ہمیشہ سچ بولوں گا یا اس نے فرمادیا ہے کہ میرا سب باتیں سچی ہیں مگر جب اس کا جھوٹ ممکن ٹھہرالو تو سرے سے اس وعدہ و فرمان ہی کے صدق پر کیا اطمینان رہا، ہو سکتا ہے کہ پہلا جُھوٹ یہی بولا ہو، غرض معاذ اللہ اس کا کذب ممکن مان کر دین و شریعت و اسلام و ملّت کسی کا اصلاً پتا نہیں لگارہتا، جزا و سزا و جنت و

نارہ حساب و کتاب و حشر و نشر کسی پر ایمان کا کوئی ذریعہ نہیں رہتا، تعالٰی اللہ عما یقولون الظلمون علوا کبیرا۔ اللہ تعالٰی بہت بلند ہے اس سے جو ظالم کہتے ہیں۔

علاّمہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں: الکذب فی اخبار اللہ تعالٰی فیہ مفاسد لا تحصی و مطاعن فی الاسلام لا تخفی، منھا مقال الفلاسفۃ فی المعاد ومجال الملاحدۃ فی العناد و بطلان ماعلیہ الاجماع من القطع بخلود الکفار فی نار فمع صریح اخبار اللہ تعالٰی بہ، فجواز عدم وقوع مضمون ھٰذا الخبر محتمل ولما کان ھٰذا باطلا قطعا علم ان القول بجواز الکذب جی اخبار اللہ تعالٰی باطل قطعا۔

ترجمہ: اخبارالٰہیہ میں امکان کذب ماننے سے بے شمار خرابیاں اور اسلام میں ایسے طعنے سر اٹھائیں گے جو پوشیدہ نہیں مجملہ ان کے معاد کے بارے میں فلاسفہ کا کلام، عناد پر مبنی بے دینوں کی جسارت اور کفار کے ہمیشہ جہنم میں رہنے جیسے اجماعی نظریات کا بطلان ہے باوجودیکہ اس بارے میں اللہ تعالٰی کی تصریح وارد ہے، چناچہ اس خبر کے مضمون کے عدم وقوع کا جائز ہونا محتمل ہوا، اور جب یہ قطعاباطل ہے تو معلوم ہُوا کہ اخبار الٰہیہ میں امکان کذب کا قول قطعاباطل ہے۔ (شرح المقاصد المحث الثانی عشر دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۲/۲۳۸) (فتاوی رضویہ جلد ۱۵ص ۴۵۲۔۴۵۴)

اللہ تعالٰی جھوٹ سے پاک ہے اللہ تعالٰی کی طرف جھوٹ بولنے کی نسبت قطعی کفر ہے اور یہ کہنا کہ "جھوٹ بول سکتا ہے" یہ بھی کفر ہے۔ تفصیل کیلئے فتاوی رضویہ کی ۱۵ویں جلد میں موجود اعلٰی حضرت، امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی کتاب "سُبْحٰنُ السُّبُوْحِ عَنْ

کِذْبِ عَیْبٍ مَقْبُوْحٍ"(جھوٹ جیسے بدترین عیب سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پاک ہونے کا بیان) اور "دَامَانِ بَاغِ سُبْحٰنُ السُّبُوْح"(رسالہ سُبْحٰنُ السُّبُّوح کے باغ کا دامن) کا مطالعہ فرمائیں۔

سوال: کیا اللہ پاک "احکم الحاکمین" ہے؟

جواب: پارہ ۳۰ سورۃ التین کی آخری دو آیتوں میں کافر کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا:

فَمَا یُکَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ ﴿۷﴾	**ترجمۂ کنزالایمان:** تو اب کیا چیز تجھے انصاف کے جھٹلانے پر باعث ہے۔
اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۸﴾	**ترجمۂ کنزالایمان:** کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں۔

یعنی اس بیانِ قاطع و برہانِ ساطع کے بعد اے کافر تو اللہ تعالٰی کی یہ قدرتیں دیکھنے کے باوجود کیوں بعث و حساب و جزا کا انکار کرتا ہے۔ (خزائن العرفان)

سورۃ التین کی تلاوت کرنے کے متعلق حدیث پاک

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے، حضور پُرنور صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا "جو سورۂ "وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ" پڑھتے ہوئے "اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ" پڑھے تو اسے چاہئے کہ وہ یہ کہے "بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذَالِكَ مِنَ الشَّاهِدِیْن" یعنی کیوں نہیں، یقیناً ہے اور میں اس بات پر گواہوں میں سے ہوں۔

(ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ والتین، ۵/۲۳۰، الحدیث: ۳۳۵۸)

انبیائے کرام کو بھیجنے کی حکمت

سوال: انبیائے کرام کو بھیجنے کی کیا حکمت ہے؟ کیا اللہ تعالی انبیاء کے بغیر لوگوں کو ہدایت نہیں دے سکتا؟

جواب: جب کمزور چیز طاقت ور سے فیض لینا چاہے تو درمیان میں واسطے کی ضرورت پڑتی ہے ورنہ کمزور چیز فنا ہو جائے گی جیسے کہ آٹے کی روٹی آگ سے پکائی جاتی ہے، اب اگر آٹے کو آگ میں ڈال دو تو آٹا جل کر راکھ ہو جائے گا اگر جلنے سے بچانا ہے اور صحیح و سالم روٹی حاصل کرنی ہے تو روٹی اور آگ کے درمیان توے کا واسطہ لانا ضروری ہے۔ اسی طرح سورج کو دیکھنا ہے تو ٹھنڈے شیشے کا واسطہ لازم ہے۔ اب اسی قاعدے کو پیشِ نظر رکھ کر اس سوال کا جواب سنئے: خالق (یعنی اللہ تعالی) قوی اور قادر ہے اور مخلوق (یعنی ہم تم انسان) کمزور، اب اگر انسان خالق کا فیض بغیر واسطے کے حاصل کرنا چاہے گا تو اس کا وہی حال ہو گا جو آٹے کا آگ میں ڈالنے کے بعد ہوا تھا، لہذا درمیان میں ایسے واسطے کا ہونا ضروری ہے جو خالق سے فیض لے کر مخلوق تک پہنچانے کی طاقت رکھتا ہو، اور اسی واسطے کا نام نبی اور رسول ہے۔ (اسرار الاحکام ص٦)

سوال: تب تو رب تعالی مجبور ہوا کہ اپنے بندوں کو بغیر انبیاء کے احکام نہ پہنچا سکا؟

جواب: اس سے رب تعالی کا مجبور ہونا لازم نہیں آتا وہ تو فیض دینے پر قادر ہے بلکہ ہمارا مجبور ہونا لازم آتا ہے کہ ہم مجبور ہیں کہ بغیر واسطے کے رب تعالی کا فیض نہیں لے سکتے، روٹی کمزور ہے نہ کہ آگ، ہماری آنکھیں کمزور ہیں نہ کہ آفتاب، اسی طرح ہم مجبور ہیں نہ کہ رب تعالی۔ (اسرار الاحکام ص٧)

مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو علمِ غیب عطا کئے جانے کی حکمتیں

سوال: مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو علمِ غیب عطا کئے جانے کی حکمت کیا ہے؟

جواب: مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو علمِ غیب عطا کئے جانے کی حکمت یہ ہے کہ:

(۱)۔۔۔چند سال کامل استاد کی صحبت میں رہ کر انسان عالم بن جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم قبلِ ولادت کروڑوں سال رب تعالی کی بارگاہِ خاص میں حاضر رہے تو کیونکر کامل عالم نہ ہوں گے۔یقیناً اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کامل عالم(یعنی ہر چیز کو جاننے والے)ہیں۔(جاءالحق ص ۸۱)

(۲)۔۔۔اگر شاگرد کے علم میں کچھ کمی رہے تو اس کی صرف چار ہی وجہ ہو سکتی ہے:(۱)۔۔۔پہلی یہ کہ شاگرد نااہل تھا، جس کی وجہ سے استاد سے پورا فیض نہ لے سکا۔(۲)۔۔۔دوسری یہ کہ خود استاد کامل نہ تھا جس کی وجہ سے مکمل سکھا نہ سکا۔(۳)۔۔۔تیسری یہ کہ استاد بخیل تھا جس کی وجہ سے شاگرد کو پورا علم نہ دیا، یا استاد کے نزدیک اس شاگرد سے زیادہ پیارا کوئی دوسرا شاگرد تھا جس کی وجہ سے اس کو پورا علم نہ دیا اور دوسرے کو دے دیا۔

(۴)۔۔۔چوتھی یہ کہ استاد نے جو کتاب پڑھائی وہ ناقص تھی کہ اس میں پورا علم نہ تھا۔

پس ان چار وجہوں کی وجہ سے شاگرد کا علم کم اور ناقص ہوتا ہے، مگر یہاں دیکھئے سکھانے والا اللہ، سیکھنے والا رسول اللہ، کتاب، کتاب اللہ، جس میں ہر خشک وتر، بحر وبر، گل و ثمر، پاست وفیوچر ہر چیز کا علم موجود ہے۔بتاؤ! کیا اللہ العلیم کامل استاد نہیں؟ کیا رسولِ عظیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم لائق شاگرد نہیں؟ کیا قرآنِ عظیم کامل کتاب نہیں؟

جب اللہ کامل استاد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کامل شاگرد، اور کتاب اللہ کامل کتاب، جس میں فرمایا: "اَلرَّحۡمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ﴿۲﴾" **ترجمۂ کنزالایمان:** رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔(پ۲۷،الرحمن،۱۔۲) پھر اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا علم ناقص کیوں؟ (جاءالحق ص۸۱۔۸۲)

(۳)۔۔۔غیبوں کی غیب رب تعالی کی ذات ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب شبِ معراج اپنی ظاہری مبارک آنکھوں سے رب کو دیکھ لیا تو اب عالَم کیا چیز ہے جو اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے چھپ سکے۔(جاءالحق ص۸۲)

تبھی تو امامِ عشق و محبت، امامِ اہلِ سنّت، جن کا لقب اعلی حضرت، مجددِ دین و ملّت علیہ رحمۃ اللہ العزت ہے لکھتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نِہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں دُرُود

حُرُوفِ تَہجّی اور شانِ مُصْطَفٰی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

سوال: کیا حروفِ تہجی میں بھی شانِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے؟

جواب: جی ہاں! چنانچہ:

(۱)۔۔۔"الف" آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے قد و قامت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

(۲)۔۔۔"باء "سے مراد آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بہجت یعنی حسن وخوبصورتی ہے جس نے چاند اور سورج کو روشن کیا اور چمکایا۔

(۳)۔۔۔"تاء" سے مراد تائید ہے جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ہر شیطان مردود سے حفاظت کرتی ہے۔

(۴)۔۔۔"ثاء" سے مراد ثُبات ہے جس کی وجہ سے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہر حال میں ثابت قدم رہے لہٰذا ہمیشہ عدل فرمایا کسی پر ظلم نہ کیا۔

(۵)۔۔۔"جِیۡم" سے مراد جودووفا ہے جس کی طرف ہمہ وقت متوجہ رہے۔

(۶)۔۔۔"حَاء" سے مراد حلم وبزرگی ہے جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے پسند فرمایا۔

(۷)۔۔۔"خَاء" سے مراد اختصاص وصفاء ہے یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بے شمار خوبیاں عطا فرما کر ہر طرح کے میلے پن سے پاک وصاف رکھا۔

(۸)۔۔۔"دَال " سے مراد دوامِ احسان یعنی بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے نیکی وبھلائی پر ہمیشگی کی توفیق عطا ہوئی پس آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ہیبت وجلال سے بت اوندھے منہ گر گئے۔

(۹)۔۔۔"ذَال" سے مراد ذلت سے حفاظت ہے یعنی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ذات عالی سے ذلت ورسوائی دور رہی حتی کہ وہ خود ہی حقارت وذلت میں مبتلا ہو گئی۔

(۱۰)۔۔۔"رَاء" سے مراد رحمت ہے جس کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو مبعوث فرمایا۔

(۱۱)۔۔۔"زاء" سے مراد آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا بے مثل زُہد وقناعت ہے۔

(۱۲)۔۔۔"سِیْن" سے مراد سیادت وسرداری ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو تمام مخلوق کی سرداری سے سرفراز کرکے ممتاز فرمایا۔

(۱۳)۔۔۔"شِیْن" سے مراد شفاعت ہے کہ رَحۡمَۃٌ لِّلۡعٰلَمِیۡن، شَفِیۡعُ الۡمُذۡنِبِیۡن، اَنِیۡسُ الۡغَرِیۡبِیۡن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بروزِ قیامت گنہگاروں اورنافرمانوں کی شفاعت وسفارش فرمائیں گے۔

(۱۴)۔۔۔"صَاد" سے مراد صیانت وحفاظت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ہر عیب سے حفاظت فرمائی اورامانت کی تلوار آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ کردی۔

(۱۵)۔۔۔"ضَاد" سے مراد ضیاء وانوار ہیں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو عطا فرمائے۔

(۱۶)۔۔۔"طَاء" سے مراد طریقِ اقبال (یعنی راہِ عروج) ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے کھول دی۔

(۱۷)۔۔۔ "ظَاء" سے مراد ظلم و گمراہی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے طفیل آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی امت کو ظلم و گمراہی سے نکال دیا۔

(۱۸)۔۔۔ "فَاء" سے مراد فرحت و مسرت ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی امت آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زبان مبارک سے بشارتیں اور خوشخبریاں سن کر مسرور ہو گئی۔

(۱۹)۔۔۔ "قَاف" سے مراد قاب قوسین (یعنی دو ہاتھ کا فاصلہ) ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو شبِ معراج اس قرب سے مشرّف فرمایا۔

(۲۰)۔۔۔ "کَاف" سے مراد کلام الٰہی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جھوٹ سے پاک اپنے لاریب کلام کے ذریعے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو عزت و بزرگی عطا فرمائی۔

(۲۱)۔۔۔ "لَام" سے مراد لطفِ الٰہی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر شک وشبہ سے مُنزّہ لطف و مہربانی فرمائی۔

(۲۲)۔۔۔ "مِیْم" سے مراد مَنّ (یعنی احسان) ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اسرار پر مطلع فرما کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر احسان فرمایا۔

(۲۳)۔۔۔ "نُون" سے مراد نورانیتِ مصطفی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی دنیا میں جلوہ گری ہوتے ہی ایران کا ایک ہزار سال سے شُعلہ زَن آتَش کَدہ بجھ گیا۔

(۲۴)۔۔۔ "ھَا" سے مراد ہیبت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ایسا رعب ودبدبہ عطا فرمایا جس سے بڑے بڑے طاقتور شہسوار زیر ہو گئے۔

(۲۵)۔۔۔ "وَاوْ" سے مراد وقار ہے کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کمالِ وقاروبردباری سے موصوف ہیں۔

(۲۶)۔۔۔ "یَاء" سے مراد یقین ہے جس کے ذریعے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو تمام جہانوں میں امتیاز عطا فرمایا۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو انبیاء ومرسلین کا "خَاتَم" (یعنی آخری نبی) بنایا اور فضل وفخر کے ساتھ قرآنِ حکیم میں ان کی ذاتِ والاصفات پر یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی:

مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ

ترجمۂ کنزالایمان: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں۔ (پ۲۶، الفتح:۲۹)

(حکایتیں اور نصیحتیں ص۵۸۷)

اسم محمد اسم اللہ کا مظہر ہے

سوال: کیا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ پاک کے مظہر ہیں؟ اگر ہاں! تو کیسے؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ذاتی نام اسمِ محمد، اللہ تعالی کے ذاتی نام اسمِ اللہ کا مظہر (یعنی ظاہر ہونے کی جگہ) ہے، اور یہ مظہر ہونا کئی طریقے سے ہے چنانچہ پہلا طریقہ ملاحظہ ہو:

مظہریت کا پہلا طریقہ

(۱)۔۔۔اسمِ اللہ میں چار حروف ہیں۔ا۔ل۔ل۔ہ۔

(۱)۔۔۔اسی طرح اسمِ محمد میں چار حروف ہیں۔م۔ح۔م۔د۔

سوال: ان دونوں ناموں میں چار ہی حروف کیوں ہیں؟

جواب: مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے نعتیہ دیوان **"دیوانِ سالک"** میں لکھتے ہیں:

چار رسول چار فرشتے چار کتب ہیں دین چار
سلسلے دونوں چار چار لطف عجب ہے چار میں
آتش و آب و خاک و باد اِن ہی سے سب کا ہے ثبات
چار کا سارا ماجرا ختم ہے چار یار میں

یعنی چار کے عدد میں بہت سارے راز پوشیدہ ہیں اس لئے اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام میں چار چار حروف ہیں مثلاً:

(۱)۔۔۔بڑے فرشتے چار ہیں: جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل عَلَیۡہِمُ السَّلَام۔

(۲)۔۔۔آسمانی کتابیں چار ہیں: تورات، زبور، انجیل، قرآن۔

(۳)۔۔۔طریقت کے سلسلے چار ہیں: قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی۔

(۴)۔۔۔شریعت کے سلسلے چار ہیں: حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی

(۵)۔۔۔دنیا میں آنے کے اعتبار سے پہلے نبی حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام ہیں جن کی ترکیب آگ، پانی، ہوا اور مٹی سے ہوئی۔

(۶)۔۔۔حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دورِ نبوت ختم ہو کر ولایت کا سلسلہ باقی رہا اور سلسلۂ ولایت چار یار یعنی حضرتِ ابو بکر صدیق، عمر فاروقِ اعظم، عثمانِ غنی اور علی المرتضی رضی اللہ عنہم سے چلا۔

مظہریت کا دوسرا طریقہ

(۲)۔۔۔اسمِ اللہ میں کوئی نقطہ والا حرف نہیں ہے۔

(۲)۔۔۔اسمِ محمد میں بھی کوئی نقطہ والا حرف نہیں ہے۔

سوال: ان دونوں ناموں میں نقطہ والا حرف کیوں نہیں ہے؟

جواب: نقطہ عیب ہے، اور اللہ تعالی نے جس طرح اپنے نام کو عیب سے دور رکھا، اسی طرح اپنے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام کو بھی عیب سے دور رکھا۔

مظہریت کا تیسرا طریقہ

(۳)۔۔۔اسمِ جلالت ”اَللّٰہ“ میں اعراب کی تین قسمیں ہیں ”شد (یعنی تشدید)، حرکت اور سکون“۔

(۳)۔۔۔اسی طرح لفظ ”مُحَمَّدٌ“ میں شد (یعنی تشدید)، حرکت اور سکون ہے۔

مظہریت کا چوتھا طریقہ

(۴)۔۔۔اسمِ اللہ میں ایک حرف مشدد ہے۔

(۴)۔۔۔اسمِ محمد میں ایک حرف مشدد ہے۔

مظہریت کا پانچواں طریقہ

(۵)۔۔۔اسمِ اللہ میں زیر کی حرکت نہیں ہے۔

(۵)۔۔۔اسی طرح اسمِ محمد میں زیر کی حرکت نہیں ہے۔

سوال: دونوں ناموں میں زیر کی حرکت کیوں نہیں آئی؟

جواب: دونوں ناموں میں زیر کی حرکت اس لئے نہیں آئی کہ زیر کا معنی نیچے ہونا ہے اور اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی ذات و نام عظمت و رفعت کے انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں، زیر یعنی نیچے ہونے کا وہاں تصور ہی نہیں۔

اسمِ اللّٰہ کہنے میں ہونٹ نہیں ملتے

(۱)۔۔۔لا الہ الا اللہ کہنے میں ہونٹ نہیں ملتے۔ اسی طرح اسمِ اللہ کہنے میں بھی ہونٹ نہیں ملتے۔

(۱)۔۔۔لفظِ "محمد" کہتے وقت دونوں ہونٹ آپس میں مل جاتے ہیں۔

سوال: لا الہ الا اللہ اور اللہ کہنے میں ہونٹ کیوں نہیں ملتے؟

جواب: ہونٹ کے نہ ملنے میں حکمت یہ ہے کہ: لبوں کا نہ ملنا، بوسہ نہ لے سکنا، اللہ کی شانِ تنزیہ کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ اللہ کی ذات سب سے جدا ہے، وہ کسی کے مثل نہیں ، اسے کوئی دیکھ نہیں سکتا، کوئی اس سے مل نہیں سکتا، اور نہ وہ کسی میں ملتا ہے، پس جس طرح اس کی ذات سب سے جدا اور الگ ہے، ایسے ہی اس کے نام میں بھی ہونٹ نہیں ملتے، جدا رہتے ہیں، اگر اس کے نام میں ہونٹ ملتے تو ذات اور اسم میں مطابقت نہ ہوتی۔

اسمِ محمد کہنے میں ہونٹ ملتے ہیں

سوال: لفظِ "محمد" کہتے وقت دونوں ہونٹ آپس میں کیوں مل جاتے ہیں؟

جواب: لفظِ "محمد" کہتے وقت دونوں ہونٹوں کا آپس میں مل جانے کی حکمت یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم مخلوق کو خالق سے ملانے ہی تو آئے ہیں، اگر ان کا واسطہ نہ ہو تو مخلوق خالق سے بہت دُور رہے۔ تبھی تو مفتیٔ اعظم ہند کہتے ہیں:

یہ سیدھا راستہ حق کا بتانے آئے ہیں
یہ حق کے بندوں کو حق سے ملانے آئے ہیں

مظہریت کا چھٹا طریقہ

(٦)۔۔۔ اسمِ اللہ تو ہے ہی با معنی جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ (پ٣، البقرہ ٢٥٥)

ترجمہ کنز الایمان: اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا۔

مگر اسمِ اللہ سے ایک ایک حرف ہٹاتے جایئے، پھر بھی با معنی لفظ رہے گا۔ یہ خاصیت کسی اور نام میں نہیں ہے، مثلاً:

حرفوں کو حذف کرنے کے بعد بھی با معنی

(١)۔۔۔ اسمِ اللہ سے الف ہٹایئے تو "لِلّٰهِ" بچا، جس کا معنی ہے اللہ کے لئے۔ قرآن پاک میں آیا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝١ (پ١، الفاتحہ ١)

ترجمۂ کنزالایمان: سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔

(۲)۔۔۔ اسمِ اللہ سے ایک لام ہٹایئے، اور الف لگایئے، تو "اِلٰہٌ" بچا، جس کا معنی ہے معبود۔ جیسے کہ قرآن پاک میں ہے:

وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (۱۶۳)۔

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارا معبود ایک معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا۔ (پ۲، البقرہ ۱۶۳)

(۳)۔۔۔ اسمِ اللہ سے الف اور ایک لام کو ہٹایئے، تو "لَہٗ" بچا، جس کا معنی ہے اس کے لئے۔ یہ بھی قرآن پاک میں اللہ کے لئے آیا ہے:

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ۔ (پ۳ البقرہ ۲۵۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں۔

(۴)۔۔۔ اسمِ اللہ سے الف اور دونوں لام کو ہٹایئے، تو "ہٗ" بچا، یہ بھی اللہ کا نام ہے، جس کا معنی ہے تو ہی تو۔ شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم ہند، مصطفیٰ رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن "**سامانِ بخشش**" میں لکھتے ہیں:

قلب کو اُس کی رُویت کی ہے آرزو
جس کا جلوہ ہے عالم میں ہر چار سو
بلکہ خود نفس میں ہے وہ سُبْحٰنَهٗ
عرش پر ہے مگر عرش کو جستجو

اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

(۲)۔۔۔ اسی طرح اسمِ محمد تو ہے ہی با معنی مگر اسمِ محمد سے ایک ایک حرف ہٹاتے جایئے، پھر بھی با معنی لفظ رہے گا مثلاً:

(۱)۔۔۔ اسمِ محمد سے میم کو ہٹایئے، تو ''حَمْدٌ'' بچا، جس کا معنی ہے تعریف۔

(۲)۔۔۔ اسمِ محمد سے حاء کو ہٹایئے، اور میم کو لگایئے، تو ''مُمِدٌّ'' بچا، جس کا معنی ہے مدد کرنے والا۔

(۳)۔۔۔ اسمِ محمد سے میم اور حاء دونوں کو ہٹایئے، تو ''مَدٌّ'' بچا، جس کا معنی ہے ''کھینچنا ،یعنی مخلوق کو کھینچ کر خالق تک پہنچانا''۔

(۴)۔۔۔ اسمِ محمد سے پہلی میم، حاء اور دوسری میم کو ہٹایئے، تو دال بچا، اور ''دَالٌّ'' کا معنی ہے رہنمائی کرنے والا۔ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم مخلوق کی رہنمائی فرماتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چار نام حمد سے مشتق ہیں

سوال: رسول اللہ ﷺ کے چار نام حمد سے مشتق ہونے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چار نام ایسے رکھے جن کا مصدر ایک ہی ہے اور وہ ہے لفظِ ''حمد'' اور حمد کا معنی ہے تعریف کرنا۔ وہ چار نام یہ ہیں:

(۱)۔۔۔ حمد سے ''حامد'' ہے بمعنی تعریف کرنے والا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام حامد بھی ہے۔

(۲)۔۔۔ حمد سے "محمود" ہے بمعنی تعریف کیا ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کا نام محمود بھی ہے۔

(۳)۔۔۔ حمد سے "احمد" ہے بمعنی بہت تعریف کرنے والا۔ حضور صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کا نام احمد بھی ہے۔

(۴)۔۔۔ حمد سے "محمد" ہے بمعنی بہت تعریف کیا ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کا نام محمد بھی ہے۔

حامد و محمود اور محمد دو جگ کا سردار
جان سے پیارا راج دلارا رحمت کی سرکار
نبی جی اللہ اللہ اللہ ہو لا الہ الا ہو

مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم حامد ہیں

مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم حامد ہیں، کس کے؟ اپنے رب کے، کہ حامد کا معنی تعریف کرنے والا، تو مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم اللہ کی تعریف کرنے والے ہیں اور اللہ محمود، کہ اللہ کی تعریف ہو رہی ہے۔ اور کائنات میں حضور صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے علاوہ اور بھی حامد ہیں کہ وہ بھی اللہ کی تعریف کر رہے ہیں، جیسے ملائکہ جو کہ ہر وقت رب عزو جل کی تعریف میں مشغول و مصروف ہیں بلکہ ان کی غذا ہی حمد الٰہی کرنا ہے، مگر مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی طرح حامد نہیں ہو سکتے۔

مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم محمود بھی ہیں، کہ محمود کا معنی ہے "جس کی تعریف کی جائے"، مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی کس نے تعریف کی؟ اللہ نے کی، لہذا اب اللہ حامد اور مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم محمود، اور اس نام میں بھی مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم جیسا کائنات میں کوئی محمود نہیں۔ کیونکہ مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کا حامد خود ربِّ کائنات عزوجل ہے۔

حامد کے ہوتے ہوئے احمد نام کیوں رکھا گیا؟

یہاں پر سوال ہوتا ہے کہ جب حامد کا معنی "تعریف کرنے والا" ہے اور یہی معنی احمد کا بھی ہے، اسی طرح جو معنی محمود کا ہے "تعریف کیا ہوا" وہی معنی محمد کا بھی ہے۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے ناموں میں سے حامد ہوتا اور محمود ہوتا، احمد و محمد نام رکھنے کی کیا ضرورت؟

احمد نام رکھنے کی وجہ

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کا نام صرف حامد ہوتا اور احمد نہ ہوتا تو لوگ مثلیت مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کو ثابت کرتے۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کا نام صرف محمود ہوتا اور محمد نہ ہوتا تو لوگ مثلیت مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کو ثابت کرتے۔ اور کہتے: کہ معاذ اللہ! مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی کیا خصوصیت جیسے وہ اللہ کے حامد، ویسے ہی ہم بھی اللہ کے حامد، ہم بھی حامد اور مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم بھی حامد۔

جب لوگوں سے اس بات کا امکان تھا کہ کہیں وہ مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی حامدیت میں مثلیت نہ ثابت کر بیٹھیں اور مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کو اپنے جیسا حامد نہ کہہ بیٹھیں، تو رب نے مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کا نام حامد کے ساتھ ساتھ احمد رکھ دیا، اور احمد کا

معنی ہے ”بہت تعریف کرنے والا“، ”سب سے زیادہ تعریف کرنے والا“، پس مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اب صرف حامد نہ رہے بلکہ حامد سے ترقی کر کے احمد بنے، اور احمد کا معنی ہے احمد الحامدین ”تعریف کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ تعریف کرنے والا“۔ ”اَحۡمَدُ ھُوَ الَّذِی اَکۡثَرُ النَّاسِ حَمۡداً لِرَبِّہٖ“ احمد اس ذات کو کہتے ہیں جو سب لوگوں سے زیادہ اپنے رب کی حمد کرنے والی ہو۔

مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم احمد الحامدین ہیں

لوگو! سنو! کوئی حامد ہو، تو ہوا کرے، میرے مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم احمد الحامدین ہیں، جیسے رب احکم الحاکمین، اور ارحم الراحمین ہے ایسے ہی مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اکمل الکاملین افضل الفاضلین اور احمد الحامدین ہیں۔

محمود کے ہوتے ہوئے محمد نام رکھنے کی وجہ

ایسے ہی اگر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام صرف محمود ہوتا، اور محمد نہ ہوتا، تو لوگ مثلیت مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ثابت کرتے۔ اور کہتے: کہ معاذ اللہ! مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی کیا خصوصیت جیسے وہ محمود یعنی تعریف کئے ہوئے، ویسے ہی میرا بیٹا محمود، میرا باپ محمود، میرا استاد محمود، میرا پیر محمود، کہ ان کی بھی تعریف کی جاتی ہے، پس میرا بیٹا، باپ، استاد و پیر بھی محمود اور مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی محمود۔ اللہ اکبر!

میرے مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم محمد ہیں

تو پیارو! سنو! کسی کا بیٹا محمود ہو، تو ہوا کرے، کسی کا باپ محمود ہو، تو ہوا کرے، کسی کا استاد محمود ہو، تو ہوا کرے، کسی کا پیر محمود ہو، تو ہوا کرے، میرے مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم محمد ہیں۔

جب لوگوں سے اس بات کا امکان تھا کہ کہیں وہ مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی محمودیت میں مثلیت نہ ثابت کر بیٹھیں اور مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کو اپنے بیٹے، باپ، استاد اور پیر جیسا محمود نہ کہہ بیٹھیں، تو رب نے مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کا نام محمود کے ساتھ ساتھ محمد رکھ دیا، اور محمد کا معنی ہے: "اَلَّذِی یُحْمَدُ حَمْداً بَعْدَ حَمْدٍ، کَرَّۃً بَعْدَ کَرَّۃٍ" یعنی ہر طرح تعریف کیا ہوا، ہر وَقْت، ہر زمانہ، ہر زبان میں حمد وثناء کیا ہوا۔

ہر وقت تعریف ہو رہی ہے

پس مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی ہر وقت تعریف ہو رہی ہے، صبح بھی تعریف ہو رہی ہے، شام میں بھی تعریف ہو رہی ہے، دن میں بھی تعریف ہو رہی ہے، رات میں بھی تعریف ہو رہی ہے، فجر میں بھی تعریف ہو رہی ہے، ظہر میں بھی تعریف ہو رہی ہے، عصر میں بھی تعریف ہو رہی ہے، مغرب میں بھی تعریف ہو رہی ہے، عشا میں بھی تعریف ہو رہی ہے، کون سا ایسا وقت ہے جس میں مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی تعریف نہ ہو رہی ہو؟

قرآن پڑھو تو نعتِ مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم، کلمہ پڑھو تو نامِ مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم، نماز پڑھو تو سلامِ مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم، روزہ رکھو تو اتباعِ مصطفی صلی اللہ علیہ و

الہ وسلم، حج کرو تو یادِ افعالِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، ہر کام میں، ہر وقت و زمانے میں جس کی تعریف ہو، اس ذات کو محمد کہتے ہیں۔

ہر زمانے میں تعریف ہو رہی ہے

پھر ہر زمانے میں تعریف ہو رہی ہے، حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسی علیہ السلام تک ہر زمانے میں تعریف ہوئی، پھر زمانۂ صحابہ میں تعریف ہو رہی ہے، زمانۂ تابعین میں ہو رہی ہے، زمانۂ تبع تابعین میں ہو رہی ہے، غوث و خواجہ کے زمانہ میں ہو رہی ہے، آج تک ہو رہی ہے، صبحِ قیامت تک ہوتی رہے گی، اور قیامت کے دن بھی ہو گی:

دکھائی جائے گی محشر میں شانِ محبوبی
کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہا ہو گا
خدائے پاک کی چاہیں گے اَگلے پچھلے خوشی
خدائے پاک خوشی اُن کی چاہتا ہو گا

اور ایسا کیوں نہ ہو؟ کیونکہ قیامت کو منعقد کرنے کا مقصد ہی یہی ہے کہ سب کو شانِ محبوبی دکھائی جائے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا
کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

اللہ اکبر! زمانۂ ماضی میں تعریف ہوئی، زمانۂ حال میں ہو رہی ہے، اور زمانۂ مستقبل میں تعریف ہوتی رہے گی۔ کوئی زمانہ جس کی تعریف سے خالی نہ ہو ایسی ذات کو محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کہتے ہیں۔

ہر زبان میں تعریف ہو رہی ہے

پھر ہر زبان میں جس کی تعریف ہو اسے محمد کہتے ہیں، عربی میں بھی تعریف ہو رہی ہے، اردو میں بھی تعریف ہو رہی ہے، فارسی میں بھی تعریف ہو رہی ہے، ہندی میں بھی تعریف ہو رہی ہے، انگلش میں بھی تعریف ہو رہی ہے، گجراتی، پنجابی، مراٹھی، بنگالی میں بھی تعریف ہو رہی ہے، دنیا کی کوئی ایسی زبان نہیں جس میں مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعریف نہ ہو رہی ہو، تو محمد کہتے ہی اس ذات کو ہیں جس کی تعریف ہر زبان میں ہو۔

اللہ اکبر! پس مصطفی اب صرف محمود نہ رہے بلکہ محمود سے ترقی کرکے محمد بنے، اور محمد کا معنی ہے محمد المحمودین "تعریف کئے ہوؤں میں سب سے زیادہ تعریف کئے ہوئے"۔

مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محمودیت لامحدود

پھر کسی کا بیٹا کب تک محمود ہو گا؟ جب تک اس کا باپ زندہ ہے، کسی کا باپ محمود کب تک ہو گا؟ جب تک اس کا بیٹا زندہ ہے، کسی کا استاد کب تک محمود ہو گا؟ جب تک اس کا شاگرد زندہ ہے، کسی کا پیر کب تک محمود ہو گا؟ جب تک اس کا مرید زندہ ہے، مرنے کے بعد تو کوئی کسی کی تعریف نہیں کرتا، خود اپنے اعمال کی سزا و جزا میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔ تو جوں ہی ان کے حامدین نے دم توڑا ان کا محمود ہونا بھی دم توڑ گیا، ان کا محمود ہونا بھی ختم ہو گیا۔ لیکن مصطفی صلی

اللہ علیہ والہ وسلم کائنات کی پہلی صبح سے لے کر قیامت کی آخری شام تک، بلکہ اس کے بعد بھی محمود ہیں، محمد ہیں، کیونکہ ان کا حامد دوجہاں کا خالق ہے۔

مثلیت کو ختم کرنے کے لئے

مثلیت اور برابری کو ختم کرنے کے لئے رب تعالی نے مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حامد سے احمد بنایا۔

مثلیت اور برابری کو ختم کرنے کے لئے رب تعالی نے مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو محمود سے محمد بنایا۔

شانِ مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم گھٹانے والے بد مذہبوں کے رد کے لئے کوئی قرآنی دلیل کی حاجت نہیں، بلکہ ان کی رد اور تردید کے لئے صرف میرے مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کا نامِ نامی اسمِ گرامی "محمد اور احمد" ہی کافی ہے۔

آسمان میں احمد زمین میں محمد

سوال: مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا آسمان میں احمد اور زمین میں محمد نام کیوں رکھا گیا؟

جواب: مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دونام ذاتی ہیں آسمانوں میں مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام احمد ہے، اور زمین میں محمد ہے، ہو سکتا ہے کسی کے ذہن میں یہ سوال آتا ہو کہ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام آسمانوں میں احمد، زمین میں محمد کیوں رکھا گیا؟ اس کا الٹا کر

لیتے، کہ زمین میں احمد اور آسمانوں میں محمد، لیکن نہیں، آسمانوں میں مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم احمد ہیں، اور زمین میں محمد ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آسمانوں میں احمد اور زمین میں محمد نام رکھنا بد مذہبوں کا رد ہے، کہ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کوئی مثلیت ثابت نہ کر پائے۔

آسمان والے مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مرتبہ جانتے ہیں

وہ یوں کہ آسمان والے مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مقام و مرتبہ جانتے ہیں، اور وہ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مثل ہونے کا دعوی کرنے سے رہے کہ وہ معصوم ہیں، بلکہ سید الملائکہ کا قول اعلی حضرت شعر کی صورت میں پیش کرتے ہیں:

یہی بولے سِدرہ والے چمنِ جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تِرے پایہ کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا

مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام آسمانوں میں احمد ہے، پس آسمان والے خود کو احمد کہنے کا دعوی نہیں کرتے، اگر مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام زمین میں احمد ہوتا، تو نہ جانے کتنے احمد ہونے کا دعوی کر دیتے، تو زمین میں مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے برابر ہونے کا دعوی کرنے کا امکان تھا، لہذا رب نے مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام زمین میں احمد نہ رکھا بلکہ محمد رکھا، کہ زمین والوں میں سے کوئی الٹی چھلانگیں بھی لگالے تب بھی محمد نہیں ہو سکتا۔ کہ محمد وہ ہوتا ہے جس کی بار بار تعریف کی جائے، ہر زمانے میں کی جائے، ہر طبقے میں کی جائے، ہر

زبان میں کی جائے، کرنے کے بعد پھر تعریف کی جائے، جس کی تعریف ختم نہ ہو، اس ذات کا نام محمد ہے۔ کہ

زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے
پر تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

تمام چیزوں میں محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام

سوال: تمام چیزوں میں محمد ﷺ کا نام کیسے آتا ہے؟

جواب:میرے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان بہت بلند و بالا ہے کہ آسمان کا شامیانہ جو ہمارے اوپر ہے وہ نبی کے صدقے میں ہے، زمین کا بچھونا جو ہمیں عطا ہوا وہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقے عطا ہوا، چاند کی چاندنی سورج کی روشنی، نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہونے سے ہے، ہوا کا چلنا پانی کا بہنا، نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی کے وجودِ مسعود سے ہے، بلکہ دنیا کا ذرہ ذرہ میرے مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے ہے، اسی کی جانب شاعر اشارہ کرتے ہوئے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرکے دنیا والوں کو یہ پیغام دے رہا ہے:

سلطانِ جہاں محبوبِ خدا تیری شان و شوکت کیا کہنا
ہر شے پہ لکھا ہے نام تیرا تیری ڈگری کی رفعت کیا کہنا

جب میں اس شعر پر غور کیا، کہ شاعر کہتا ہے: ہر چیز پر مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نامِ نامی اسمِ گرامی لکھا ہوا ہے، تو میں ہر چیز کو بنظرِ غائر دیکھنے لگا، ہر چیز کو جانچنے لگا، کہ مصطفی صلی

اللہ علیہ والہ وسلم کا نامِ پاک کہاں ہے؟ مگر آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام کے بجائے کمپنی کا نام پایا، جس چیز کو دیکھتا کمپنی کا نام دکھائی دیتا، میں نے سوچا، اگر اس شعر کو دنیا والوں نے دیکھا، تو اعتراض پر اعتراض کرنا شروع کر دیں گے، کہ شاعر نے تو یہ دعوی کیا ہے کہ ہر شے میں مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام لکھا ہے، حالانکہ چیزوں پر کمپنی کا نام لکھا ہوا ہے، یہ تو مسئلہ کھڑا ہو جائے گا، میں اسی سوچ و فکر میں ڈوبا ہوا تھا، کہ اب کروں تو کیا کروں؟

اتنے میں اچانک میرے ذہن میں کبیر داس کا ایک دوہا آیا، گویا کہ کبیر داس نے کہا: ”اے عاشق! کس سوچ میں ڈوبا ہے؟ غم کیا ہے؟ کیوں متحیر نظر آتا ہے؟ کس مصیبت میں گرفتار ہے؟ صدمہ کیا ہے؟ کیوں ہے بے تاب؟ یہ بے چینی کا رونا کیا ہے؟ بے کسی کیسی ہے؟ ذرا بتا تجھ پے گزرا کیا ہے؟“

میں نے کہا: ”اک مسئلہ ہے، جو مجھ کو در پیش ہے، سوچ رہا ہوں کہ اس کا حل کیا ہے؟“ کبیر داس نے کہا: ”ذرا بتا مجھے وہ مسئلہ کیا ہے؟“ میں نے کہا: وہ مسئلہ یہ ہے کہ شاعر نے کہا کہ: ”دنیا کی ہر شے پر مصطفے صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام ہے“ لیکن میں اس کو ایسا نہیں پا رہا، اگر لوگ مجھ سے اس کے متعلق سوال کریں گے تو میں اس کا کیا جواب دوں گا؟

ہر شے پر آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام لکھا ہونے کی دلیل

کبیر داس نے کہا: فکر نہ کر غم مت کھا، میں تجھے ایسا جواب بتاتا ہوں کہ جب تجھ سے کوئی اس کے متعلق سوال کرے تو، تو بطورِ دلیل اس کو پیش کر دینا، ہر چیز میں مصطفی صلی اللہ علیہ

والہ وسلم کا نامِ نامی اسمِ گرامی **"محمد"** آئے گا، میں نے کہا جلد بتا، اس میں وقفہ کیا ہے؟ کبیر داس نے کہا: سن وہ ضابطہ یہ ہے:

کسی چیز کی گنتی گن لو چوگن کر لو وائے
دو ملا کر پنج گن کر لو بیس سے بھاگ لگائے
باقی بچے کو نو گن کر لو آخر میں دو دیو ملائے
کہت کبیر سن بھائی سادھو نام محمد آئے

دوہے کی مثال

مثال کے طور پر آپ کسی بھی چیز کے نام کے حروف شمار کر لیں، جیسے مسجد میں 4 حرف ہیں، پھر چار کو چار گنا کر لیں تو 16 ہوئے، پھر سولہ میں 2 ملایا تو 18 ہوئے، پھر اٹھارہ کو پانچ گنا کر لیں، تو 90 ہوئے، اس کے بعد نوے کو 20 سے بھاگ دے دیں، تو 80 برابر برابر کٹ جائیں گے اور 10 بچے گا، پھر دس کو 9 گنا کر لیں تو 90 ہوئے، اور آخر میں 2 اور ملا دیں تو 92 ہوئے، اور 92 اسمِ محمد کا عدد ہے، کہ م کے 40، ح کے 8، م کے 40، د کے 4، ان سب کو جوڑیں گے تو 92 بنے گا۔ اسی انداز سے آپ کسی بھی چیز کے حروف شمار کر کے دوہے میں دئے ہوئے قاعدے کے مطابق عمل کریں گے تو آخر میں 92 کا عدد حاصل ہو گا۔ لہذا پتہ چلا کہ ہر چیز مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے بنائی گئی ہے۔

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

خلیل اور حبیب میں فرق

سوال: خلیل اور حبیب میں کیا فرق ہے؟

جواب: مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنان حدیثِ پاک کی شرح کرتے ہوئے مراۃ المناجیح کی جلد نمبر ۸ ص ۲۲ میں لکھتے ہیں:

خیال رہے کہ خلیل و حبیب میں چند طرح کا فرق ہے:

(۱)۔۔۔ خلیل بنا ہے خلت سے بمعنی حاجت، حبیب بنا ہے حُبٌّ سے یعنی محبت بمعنی اسم فاعل بھی ہے اور اسم مفعول بھی یعنی محب و محبوب۔ خلیل وہ جو رب سے محبت کرے حاجت سے، حبیب وہ جو رب سے محبت کرے بغیر کسی حاجت کے یعنی طالب ذات ہو۔

(۲)۔۔۔ خلیل وہ جو مرید ہو طالب ہو، حبیب وہ جو مراد ہو، مطلوب ہو۔

(۳)۔۔۔ خلیل وہ جو رب کی رضا چاہے، حبیب وہ کہ رب تعالیٰ اس کی رضا چاہے "وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" اور "فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا"

(۴)۔۔۔ خلیل وہ جو رب کی مغفرت و رحمت کا امیدوار ہو، حضرت ابراہیم نے کہا تھا "اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ" حبیب وہ کہ رب تعالیٰ اسے اپنی رحمت کا یقین دلائے "لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ"

(۵)۔۔۔ خلیل وہ جو اپنا ذکرِ خیر باقی رکھنے کی درخواست کرے "وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ"، حبیب وہ جس کا ذکر رب تعالیٰ بلند کرے "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" بلکہ اپنے نام کے ساتھ ان کا نام ملائے، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

(۶)۔۔۔خلیل وہ جو رب سے جنت مانگے "وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ" حبیب وہ جسے رب جنت و دوزخ بلکہ عالم کثرت کا مالک بنادے "اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ"۔

(۷)۔۔۔خلیل وہ جو باہر کا دوست ہو، حبیب وہ جو درون سرا ہو۔ چنانچہ قیامت میں حضرت خلیل فرمائیں گے: کُنْتُ خَلِیْلاً مِّنْ وَرَاءِ۔ اور حبیب فرمائیں گے: اَنَا لَهَا۔

تم تو ہو مغز اور پوست اور ہیں باہر کے دوست
تم ہو درون سرا تم پہ کروڑوں درود

کہیں گے اور نبی اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِی
مِرے حضور کے لب پر اَنَا لَهَا ہو گا

(مراۃ المناجیح، ج۸، ص ۲۲)

کلیم اور حبیب میں فرق

سوال: کلیم اور حبیب میں کیا فرق ہے؟

جواب: جس طرح خلیل اور حبیب میں فرق آپ نے ملاحظہ کیا اسی طرح کلیم اور حبیب میں بھی فرق ہے چنانچہ:

(۱)۔۔۔کلیم وہ جو رب سے کلام کرنے کوہِ طور پر جائے، حبیب وہ جسے رب کلام کرنے کے لیے عرش پر بلائے۔

(۲)۔۔۔کلیم وہ جو تجلی صفات کی جھلک کی تاب نہ لائے "وَ خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا" حبیب وہ جو عینِ ذاتِ کبریا دیکھے اور مسکرائے۔

موسیٰ ز ہوش رفت بہ یک پر تو صفات
تو عین ذات می نگری در تبسمی

(۳)۔۔۔ کلیم وہ جس کی راز دارانہ گفتگو محبوب کو سنا دی جائیں، حبیب وہ جس سے ہمکلامی کی باتیں کسی کو نہ بتائی جائیں۔

(۴)۔۔۔ کلیم وہ جس کا عصا غضب کا اژدہا ہو، حبیب وہ جس کا عصا گرتوں کا سہارا ہو۔

عصاء کلیم اژدہائے غضب تھا
گرتوں کا سہارا عصائے محمد

(۵)۔۔۔ کلیم اللہ وہ جو رب سے عرض کرے "اَرِنِیۡٓ" اور رب فرمائے "لَنۡ تَرٰنِیۡ" حبیب اللہ وہ جسے رب تقاضوں سے بلائے، اپنا دیدار کرائے، ان کو یا محمد فرمائے۔

تو بدیں جمال و خوبی سر عرش گر خرامی
ارنی بگوید آں کس کہ بگفت لن ترانی

(مراٰۃ المناجیح، ج۸، ص۲۲)

روح اللہ اور حبیب اللہ میں فرق

سوال: روح اللہ اور حبیب اللہ میں کیا فرق ہے؟

جواب: ایسے ہی روح اللہ اور حبیب اللہ میں بھی فرق ہے چنانچہ:

(۱)۔۔۔ روح اللہ وہ کہ جب اس کی پاک ماں کو تہمت لگے تو اس کے بچپن شریف کی میٹھی پیاری باتوں کے ذریعہ اس طیبہ طاہرہ کی عصمت بیان کی جائے یعنی اس کا گواہ بچہ ہو، حبیب وہ کہ جب اس کی زوجہ طیبہ طاہرہ کو تہمت لگے تو خود خالق گواہی دے۔

(۲)۔۔۔ روح اللہ وہ جس کا دم بے جان جسموں کو چند روز عارضی زندگی بخشے مگر حبیب اللہ وہ جس کا نام بے جان مردہ دلوں کو دائمی زندگی بخشے اور اس کا یہ فیض تا قیامت جاری رہے۔

(۳)۔۔۔ روح اللہ وہ جو مرے ہوئے انسانوں حیوانوں کو زندہ کرے، حبیب اللہ وہ جو خشک لکڑیوں کنکروں کو زندگی اور گویائی بخش کر ان سے اپنا کلمہ پڑھوائے۔

(مراۃ المناجیح، ج۸، ص۲۲)

صفی اللہ اور حبیب اللہ میں فرق

سوال: صفی اللہ اور حبیب اللہ میں کیا فرق ہے؟

جواب: اب صفی اللہ اور حبیب اللہ کے فرق کو ملاحظہ کیجئے:

(۱)۔۔۔ صفی اللہ وہ جنہیں ایک بار فرشتے سجدہ کریں، حبیب اللہ وہ جن پر ہمیشہ اللہ تعالٰی اور فرشتے درود بھیجیں۔

(۲)۔۔۔ صفی اللہ وہ جو اجسام کے والد ہیں، حبیب اللہ وہ جو ارواح کے والد ہیں۔

(۳)۔۔۔ صفی اللہ وہ جو سارے انسانوں کے والد ہیں، حبیب اللہ وہ جو سارے عالم کی اصل ہیں جن کے نور سے عرش و فرش لوح و قلم وغیرہ بنے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

(۴)۔۔۔صفی اللہ وہ جس کو اللہ نے چیزوں کا نام سکھایا"وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا"، حبیب اللہ وہ جسے رحمن نے قرآن سکھایا"اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ"۔

(مراۃ المناجیح، ج۸، ص ۲۲)

خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان

سوال: خاتم المرسلین ﷺ کی شان کیسی ہے؟

جواب: خاتم المرسلین ﷺ کی شان ایسی ہے کہ:

(۱)۔۔۔کلمہ ختم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے نام پر۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم

(۲)۔۔۔نماز ختم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے سلام پر۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

(۳)۔۔۔امتحانِ قبر ختم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پہچان پر۔مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِی ھٰذَا الرَّجُلِ۔

(۴)۔۔۔قیامت ختم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان پر۔

فقط اتنا سَبَب ہے اِنْعِقَادِ بَزمِ محشر کا

کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

رب تعالی نے خاتمیت کا کیسا سہرا ان کے سر پر سجایا سبحن اللہ سبحن اللہ۔

رسول اللہ ﷺ کی ذات کی معرفت نہ ہونے کی حکمت

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی معرفت کیوں نہیں ہوتی؟

جواب: معرفت اس چیز کی حاصل ہوتی ہے جو دکھائی دے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات دکھائی ہی نہیں دیتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جان سے بھی قریب فرمایا ہے۔ پس جب جان کی معرفت حاصل نہیں ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کیسے حاصل ہو۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نور ہیں اور نور کی معرفت بشر سے باہر ہے۔

رسول اللہ کے استغفار کرنے کی حکمتیں

سوال: رسول اللہ ﷺ کے استغفار کرنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: **حافظ ابنِ حجر عسقلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورَانِی فرماتے ہیں : اِستِغفار کرنا وُقوعِ** مَعصِیت کو مُستلزِم ہے (یعنی توبہ کسی گناہ پر ہی کی جاتی ہے) حالانکہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَعصُوم (بلکہ تمام معصوموں کے سردار) ہیں، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اِستِغفَار کرنے کی کیا وجہ ہے؟ علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس کی مختلف حکمتیں بیان فرمائیں ہیں:

(۱)۔۔۔ علامہ ابنِ بطال علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ

انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام عبادَت کرتے ہیں، وہ ہمیشہ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، اس کے باوجود وہ تقصیر (کمی) کا اِعتراف کرتے رہتے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کا حق ادا نہ ہوسکنے پر وہ اللہ سے اِستغفَار کرتے ہیں۔ (شرح بخاری لابن بطال، ج۱۰، ص۷۷)

(۲)۔۔۔ امام غزالی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡوَالِی نے ''**اِحیاءُ العُلوم** ''میں فرمایا: نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دائماً (ہمیشہ) درجاتِ عالیہ کی طرف ترقی کرتے رہتے ہیں اور جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک حال سے دوسرے حال کی طرف ترقی کرتے تو اپنے پہلے حال پر اِستغفَار کرتے ہیں۔ (فتح الباری، ج۱۲، ص۸۵)

(۳)۔۔۔ علامہ بدر الدین عینی علیہ رَحۡمَۃُ اللہِ الغَنِی نے فرمایا: آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تواضُعًا اِستغفَار کرتے تھے۔ آپ کا اِستغفَار فرمانا تعلیمِ اُمّت کیلئے ہے۔

(عمدۃ القاری، ج۱۵، ص۴۱۳)

(۴)۔۔۔ مفسرِ شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں: توبہ و اِستغفَار، نماز، روزے کی طرح عبادت ہے، اِسی لئے حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بکثرت توبہ واِستغفَار کیا کرتے تھے ۔ورنہ حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَعصُوم ہیں گناہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب بھی نہیں آتا، صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہم لوگ گناہ کرکے توبہ کرتے ہیں اور وہ حضرات عبادت کرکے توبہ کرتے ہیں۔ یا پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ عمل تعلیمِ اُمَّت کے لئے تھا۔

(ملخصاً از مراٰۃ المناجیح، ۳/۳۵۳)

جنات اور عورت کے نبی نہ ہونے کی حکمت

سوال: جنات اور عورت نبی کیوں نہیں ہوتے ؟

جواب: نبی اللہ کا پیغمبر ہوتا ہے اور اللہ اپنے پیغمبروں کو افضل المخلوقات اور اصل المخلوقات کی جانب بھیجتا ہے، جبکہ جنات افضل و اصل نہیں بلکہ انسان افضل المخلوقات ہے پس اللہ تعالی نے اپنے انبیاء کو انسانوں کی جانب بھیجا اور انسانوں کے علاوہ تمام مخلوقات فرع کی حیثیت رکھتی ہیں لہذا وہ انسان کے تابع ہوں گی۔

اور رہی یہ بات کہ عورت نبیہ کیوں نہیں ہوتی تو اس کی حکمت یہ ہے کہ نبی آتا ہے بھٹکے ہوئے لوگوں کی ہدایت کے لئے،اسی لئے نبی کا ہر ہر عمل امّت کے لئے مشعلِ راہ ہوتا ہے اور اس کے لئے لوگوں کے سامنے رہنا ضروری ہے جبکہ عورت کو پردے کا حکم ہے لہذا اگر عورت نبیہ ہوتی تو یہ مقصد حاصل نہ ہو پاتا۔

لوحِ محفوظ میں لکھنے کی حکمت

سوال: اللہ تعالی نے تقدیر کو لوحِ محفوظ میں کیوں تحریر فرمایا؟

جواب: قلم نے لوح محفوظ پر بحکم الٰہی واقعاتِ عالم ازل سے ابد تک ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ لکھ دیا۔خیال رہے کہ یہ تحریر اس لئے نہ تھی کہ ربّ کو بُھول جانے کا خطرہ تھا بلکہ اس کا منشاء فرشتوں اور بعض محبوب انسانوں کو اس پر مطلع کرنا تھا۔اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی کے بعض بندے سارے واقعاتِ عالم پر خبر رکھتے ہیں ورنہ یہ تحریر بے کار جاتی،لوحِ محفوظ کو

قرآن کریم نے کتاب مبین فرمایا یعنی ظاہر کرنے والی کتاب، اگر لوح محفوظ سب کی نگاہوں سے چھپی ہوتی تو مبین نہ ہوتی۔ (مراۃ جلد ا ص ۱۰۷)

قیامت کا وقت چھپائے جانے کی حکمت

اس وقت کو مخفی اس لیے رکھا گیا ہے کہ آزمائش کا مدّعا پورا ہو سکے اور جب یہ ساعتِ مُنۡتَظَرَہ یعنی گھڑی جس کا انتظار تھا) آئے تو ہر شخص کو جس نے دنیا میں جیسی سعی کی ہے اس کا اُسے ٹھیک ٹھیک بدلہ دیا جاسکے۔

فیصلہ کی گھڑی کو دور سمجھ لینا انسان کی سب سے بڑی بھول ہے کیونکہ انسان کی ہر سانس آخری سانس ہو سکتی ہے آخرت پر یقین رکھنے اور نہ رکھنے والوں کا نفسیاتی تجزیہ خدا نے اس طرح پیش کیا ہے:

وَمَا یُدۡرِیۡكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیۡبٌ ﴿۱۷﴾ یَسۡتَعۡجِلُ بِهَا الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِهَا ۚ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مُشۡفِقُوۡنَ مِنۡهَا ۙ وَ یَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهَا الۡحَقُّ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُمَارُوۡنَ فِی السَّاعَةِ لَفِیۡ ضَلٰلٍۭ بَعِیۡدٍ ﴿۱۸﴾ (پ۲۵، الشوریٰ: ۱۸۔۱۷)

ترجمہ کنزالایمان: اور تم کیا جانو شاید قیامت قریب ہی ہو، اس کی جلدی مچا رہے ہیں وہ جو اس پر ایمان نہیں رکھتے اور جنہیں اس پر ایمان ہے وہ اس سے ڈر رہے ہیں اور جانتے ہیں کہ بیشک وہ حق ہے، سنتے ہو بے شک جو قیامت میں شک کرتے ہیں ضرور دور کی گمراہی میں ہیں۔

عقیدۂ آخرت کی حکمتیں

اگر آخرت کا یہ اعتقاد دلوں سے نکل جائے تو مذہب کی پابندی کا سوال ہی بے معنی ہو کر

رہ جائے، آخر کوئی آدمی کیوں رمضان کے مہینے میں سارادن اپنے آپ کو بھوکا پیاسا رکھے، ٹھٹھرتی ہوئی سردی میں کیوں کوئی اپنے گرم لحاف سے نکل کر مسجد کی طرف جائے، اپنے خون پسینے سے کمائی ہوئی دولت کیوں کوئی زکوۃ کے نام پر غریبوں میں لٹائے، خواہشِ نفس اور قدرت واختیار کے باوجود کیوں کوئی ایسی بہت ساری چیزوں سے منہ موڑے جسے مذہب نے ممنوع قرار دیا ہے؟ یہ ساری مشقتیں اور تکلیفیں صرف اسی لیے تو گوارا کرلی جاتی ہیں کہ ان کے پیچھے یا تو عذاب کا خطرہ لاحق ہے یا پھر دائمی آسائش وراحت کا تصوُّر مذہب کی ہدایات پر چلنے کی ترغیب دیتا ہے۔

عقیدۂ آخرت کے یہ دو محرکات ہیں جو دل کے ارادوں پر حکومت کرتے ہیں دوسرے لفظوں میں اسی عقیدے کا نام اِیمان بِالْغَیب ہے یعنی اپنی آنکھ سے دیکھے اور اپنے کان سے سنے بغیر ان حقائق کا اپنے مشاہدہ سے بھی بڑھ کر یقین کیا جائے جن کی خبر رسولِ اعظم صلی اللہ تعالی علیہ و الہ وسلم کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے۔

آدمی اپنی سرِشت کے اعتبار سے چونکہ مشاہدات پر زیادہ بھروسہ کرتا ہے اس لیے بہت سے لوگوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ مرنے کے بعد جب ہم بالکل سڑ گل جائیں گے اور جب ہمارا جسم مٹی کا غبار بن کر ہر طرف بکھر جائے گا تو ان حالات میں ہم دوبارہ کیونکر زندہ کیے جاسکیں گے؟ عقیدۂ آخرت کے سوال پر اِلْحاد و تَشْکِیْك کا دروازہ بند کرنے کے لیے ہم شدّت سے یہ محسوس کرتے ہیں کہ اسے عقلی دلائل سے اتنا مُسَلَّم کردیا جائے کہ عقلِ غلط اَندیش بھی سر جھکالے اور یہ الزام بھی رَفع ہوجائے کہ اندھی تقلید کے علاوہ عقیدۂ آخرت کی کوئی عقلی بنیاد نہیں ہے۔(عقیدۂ آخرت ص۲۸۔۳۰)

اذان کی حکمت

آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...اذان کسے کہتے ہیں؟

☆...اذان دینا کب کب مستحب ہے؟

☆...اذان واقامت کے کلمات کی حکمت

☆...الصلوۃ خیر من النوم کہنے کی حکمت

☆...کانوں میں انگلیاں ڈالنے کی حکمت

☆...قبر پر اذان دینے کی حکمت

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　　　　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اذان کی حکمت

درود شریف کی فضیلت

عَنْ رُوَيْفِعِ بن ثَابِتٍ ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : مَنْ قَالَ : اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفَعْتُ لَهُ . حضرت رویفع بن ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے یہ کہا: "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ القِیامَۃِ" اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ (مُعجم کبیر ج ۵ ص ۲۵ حدیث ۴۴۸۰)

ترجمہ: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! حضرتِ محمد ﷺ پر رحمت نازِل فرما اور انہیں قیامت کے روز اپنی بارگاہ میں مُقرَّب مَقام عطا فرما۔

اذان کسے کہتے ہیں؟

سوال: اذان کسے کہتے ہیں؟

جواب: اذان کے لغوی معنیٰ اعلان و اطلاع عام ہے۔ رب فرماتا ہے: "وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ" اور فرماتا ہے: "فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیْنَہُمْ"۔ شریعت میں خاص الفاظ سے نماز کی اطلاع کا نام اذان ہے۔ سب سے پہلی اذان حضرت جبریل امین علیہ السلام نے معراج کی رات بیت

المقدس میں دی جب حضور نے سارے نبیوں کو نماز پڑھائی، مگر مسلمانوں میں ہجرت کے بعد ایک ہجری میں شروع ہوئی جس کا واقعہ آگے آرہا ہے ان شاء اللہ۔(مراۃ جلد اول ص ۳۸۷)

اذان دینا کب کب مستحب ہے؟

سوال: اذان کتنی جگہوں میں کہنا مستحب ہے؟

جواب: اذان نماز پنجگانہ اور جمعہ کے سوا کسی نماز کے لیے سنت نہیں۔ نماز کے علاوہ ۹ جگہ اذان کہنا مستحب ہے (۱) بچے کے کان میں، (۲) آگ لگتے وقت، (۳) جنگ میں، (۴) جنات کے غلبہ کے وقت، (۵) غمزدہ اور (۶) غصے والے کے کان میں، (۷) مسافر جب راستہ بھول جائے، (۸) مرگی والے کے پاس، (۹) میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر۔

(مراۃ جلد اول ص ۳۸۷)

اذان واقامت کے کلمات کی حکمت

سوال: اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر اور اقامت کے کلمات جلد جلد کہنے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر اور اقامت کے کلمات جلد جلد کہنے کی نقلی دلیل حدیثِ پاک ہے جیسے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا جب تم اذان کہو تو ٹھہر ٹھہر کر کہو اور جب تکبیر کہو تو جلدی جلدی کہو۔(مشکوۃ المصابیح باب الاذان، فصل اول، ص ۶۳)

اذان کے کلمات میں مد، شد کالحاظ اور کلمات میں فاصلہ کیا جاتاہے، جبکہ تکبیر میں جلدی۔اس فرق کی عقلی حکمت معلوم نہ ہو سکی جو سرکار کا فرمان ہے سر و آنکھوں پر۔ہو سکتا ہے کہ چونکہ تکبیر میں حاضرین مسجد کو اکٹھا کرنا ہوتا ہے جو پہلے نماز کے لئے تیار ہیں انہیں دیر تک اطلاع دینے کی ضرورت نہیں، جبکہ اذان میں غافلوں کو خبر دیناہے، لہٰذا دیر تک آواز پہنچائی جائے تاکہ وہ نماز کے لئے حاضر ہو سکیں۔ (مراۃ جلد اول ص ۳۹۱)

الصلاۃ خیر من النوم کہنے کی حکمت

سوال: فجر کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیۡرٌ مِّنَ النَّوۡم کہنے کی حکمت

جواب: فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد دوبار اَلصَّلٰوۃُ خَیۡرٌ مِّنَ النَّوۡم کہا جاتا ہے اور اس کے کہنے کی دلیل حدیثِ پاک سے ہے چنانچہ الہدایہ میں منقول ہے کہ جس وقت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم آرام فرماتھے اس وقت حضرتِ بلال رضی اللہ عنہ نے اَلصَّلٰوۃُ خَیۡرٌ مِّنَ النَّوۡم کہا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا یہ کتنا اچھا کلمہ ہے اے بلال تو اس کو اپنی اذان میں رکھ لے۔ (الہدایہ جلد اول ص ۷۰)

اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اس کلمہ کو صرف فجر کی اذان میں ہی کہیں گے کیونکہ وہ نیند اور غفلت کا وقت ہوتا ہے۔ (الہدایہ جلد اول ص ۷۰)

کانوں میں انگلیاں ڈالنے کی حکمت

سوال: اذان دیتے وقت کانوں میں انگلیاں ڈالنے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: اذان کے وقت کانوں میں انگلیاں ڈالنے کی حکمت کے متعلق ابنِ ماجہ کی حدیثِ پاک ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ اپنی انگلیاں کانوں میں دے لیں فرمایا یہ عمل تمہاری آواز کو بلند کرنے والا ہے۔

(مشکوۃ المصابیح باب الاذان، فصلِ ثالث، ص ٦٤)

اس حدیثِ پاک کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح جلد اول کے صفحہ ۳۹۵ میں لکھتے ہیں:

انگلیاں کانوں میں ڈالنے سے آواز بلند نکلتی ہے اور اس اذان میں بلند آواز چاہیئے، اس لیے ڈال لیا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ بچے کے کان میں اذان کے وقت انگلیاں کانوں میں لگانا سنت نہیں۔ یوں ہی اقامت (تکبیر) میں، یوں ہی ہر اس جگہ جہاں بلند آواز مطلوب نہ ہو، لیکن اگر لاؤڈ اسپیکر پر اذان کہی جاوے تو انگلیاں لگالے کہ یہاں بلندی آواز مطلوب ہے۔ اذان قبر پر انگلیاں لگائے کہ وہاں بلند آواز مطلوب ہے اس اذان سے شیاطین بھاگتے ہیں۔

(مراۃ جلد اول ص ۳۹۵)

قبر پر اذان دینے کی حکمت

سوال: قبر پر اذان کیوں دی جاتی ہے؟

جواب: قبر پر اذان کہنے میں حکمت یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے: ”جب تم کسی جگہ آگ بھڑکتی ہُوئی دیکھو اور تم اسے بجھانے کی طاقت نہ رکھتے ہو، تو تکبیر کہو کہ اس تکبیر کی برکت سے وہ آگ ٹھنڈی پڑ جائے گی“۔

(الکامل فی الضعفاء الرجال از من اسمہ عبد اللہ بن لہیعہ مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل ۴/ ۱۴۶۹)

چونکہ عذابِ قبر بھی آگ کے ساتھ ہوتا ہے اور اسے تم اپنے ہاتھ سے بجھانے کی طاقت نہیں رکھتے لہذا اللہ کا نام لو تکبیر کہو یعنی اذان دو تاکہ فوت ہونے والے لوگ دوزخ کی آگ سے خلاصی پائیں۔(فتاوی رضویہ جلد ۵ ص ۶۶۰)

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ قبر پر اذان دفعِ شیطان کے لیے دی جاتی ہے جیسے کہ حدیث میں ہے اذان جب ہوتی ہے شیطان ۳۶ میل بھاگ جاتا ہے۔ الفاظ حدیث میں یہ ہیں کہ "روحا" تک بھاگتا ہے اور روحا مدینہ طیبہ سے "۳۶" میل دور ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب فضل الاذان۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۳۸۹، ۳۸۸، ص ۲۰۴)



طہارت کی حکمت

آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...طہارت نماز کے لیے ضروری ہے ☆...طہارت کا معنی

☆...طہارت کی اقسام ☆...طہارت کا ثبوت قرآن سے

☆...وضو میں اعضائے اربعہ کو خاص کرنے کی حکمت

☆...وضو کی حکمتیں سننے کے سبب قبولِ اسلام ☆... مسواک کی حکمت

☆...ہاتھ دھونے کی حکمت ☆...کلی کرنے کی حکمت

☆...ناک میں پانی ڈالنے کی حکمت ☆...چہرہ دھونے کی حکمت

☆... کہنیاں دھونے کی حکمت ☆... مسح کرنے کی حکمت

☆...پاؤں دھونے کی حکمت ☆...وضو کے بچے پانی کو پینے کی حکمت

☆...غسل کی قسمیں ☆...بعدِ جنابت غسل کرنے کی حکمت

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ اللَّطِیۡفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الشَّفِیۡقِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہ　　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصۡحَابِكَ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہ

طہارت کی حکمت

درود شریف کی فضیلت

حضرتِ سیِّدُنا سفیان بن عُیَیْنَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میرا ایک اسلامی بھائی تھا، مرنے کے بعد اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا: مَافَعَلَ اللّٰہُ بِكَ؟ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا مُعاملہ فرمایا؟ جواب دیا: اللہ تَعَالٰی نے مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا: کس عمل کے سبب؟ کہنے لگا: میں حدیث لکھتا تھا جب بھی شاہِ خیرُالْاَنام عَلَیۡہِ الصَّلَاۃُ وَ السَّلام کا ذِکرِ خیر آتا میں ثواب کی نیّت سے "صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ" لکھتا، اسی عمل کی بَرَکت سے میری مغفِرت ہو گئی۔ (اَلْقَوْلُ الْبَدِیع ص ۴۶۳)

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب!　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

طہارت نماز کے لئے ضروری ہے

سوال: کیا نماز کے لیے طہارت ضروری ہے؟

جواب: نماز کے لیے طہارت ایسی ضروری چیز ہے کہ بے اس کے نماز ہوتی ہی نہیں بلکہ جان بوجھ کر بے طہارت نماز ادا کرنے کو علما کفر لکھتے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ اس بے وُضو یا بے غسل نماز پڑھنے والے نے عبادت کی بے ادبی اور توہین کی۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت۔

("المسند" لِلإمام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللہ، الحدیث:۱۴۲۶۸، ج۵، ص۱۰۳.)

"ایک روز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح کی نماز میں سورہ رُوم پڑھ رہے تھے کہ متشابہ لگا۔ بعد نماز ارشاد فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اچھی طرح طہارت نہیں کرتے انھیں کی وجہ سے امام کو قراءت میں شبہہ پڑتا ہے"۔

("سنن النسائي"، کتاب الافتتاح، باب القراءۃ في الصبح بالروم، الحدیث:۹۴۴، ص۱۶۵.)

جب بغیر کامل طہارت نماز پڑھنے کا یہ وبال ہے تو بے طہارت نماز پڑھنے کی نحوست کا کیا پوچھنا۔ ایک حدیث میں فرمایا: "طہارت نصف ایمان ہے"۔

("جامع الترمذي"، کتاب الدعوات، ۸۵۔ باب، الحدیث:۳۵۲۸، ج۵، ص۳۰۷.)

طہارت کا معنی

سوال: طہارت کا کیا معنی ہے؟

جواب: طہارت کے معنی ہیں گندگی اور ناپاکی دور کرنا، گندگی روحانی بھی ہوتی ہے اور جسمانی بھی، لہذا طہارت بھی روحانی اور جسمانی ہے، ان دونوں طہارتوں کی بہت قسمیں ہیں کیونکہ گندگیاں بہت قسم کی ہیں۔ طہارت جسمانی دو طرح کی ہے: طہارت حقیقی اور طہارتِ حکمی۔ طہارت حقیقی: گندگی حقیقی یعنی خبث کو دور کرنا، اور طہارت حکمی: حکمی گندگی یعنی حدث کو دور کرنا۔

طہارت کی اقسام

سوال: طہارت کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: طہارت کی دو قسمیں ہیں: (ا)۔۔۔طہاتِ صُغریٰ (۲)۔۔۔طہارتِ کُبریٰ

طہارتِ صُغریٰ سے مراد وُضو ہے اور کُبریٰ سے مراد غسل ہے۔ جن چیزوں سے صرف وُضولازم ہوتا ہے ان کو حدثِ اَصغَر کہتے ہیں اور جن سے غسل فرض ہو ان کو حدثِ اَکبَر کہتے ہیں۔

طہارت کا ثبوت قرآن سے

سوال: طہارت کا ثبوت کہاں سے ہے؟

جواب: نماز سے پہلے بدن کی طہارت حاصل کرنے کا ثبوت قرآنِ عظیم سے ہے، چنانچہ پارہ ۶ سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۶ میں ارشادِ باری تعالی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۔ (پ۶ المائدة۔۶)

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منھ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہو لو۔

اور کپڑے کی طہارت کا ثبوت پارہ ۲۹ سورۂ مدثر کی آیت نمبر ۴ میں اللہ تبارک و تعالی اپنے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتا ہے:

وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۪ۙ(۴) ترجمہ کنز الایمان: اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔ (پ۲۹ المدثر۔۴)

نماز کے لیے طہارت ایسی ضروری چیز ہے کہ بے اس کے نماز ہوتی ہی نہیں بلکہ جان بوجھ کر بے طہارت نماز ادا کرنے کو علما کفر لکھتے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ اس بے وُضو یا بے غسل نماز پڑھنے والے نے عبادت کی بے ادبی اور توہین کی۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت۔

("المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد الله، الحديث: ١٤٦٦٨، ج٥، ص١٠٣)

طہارت کی صوفیانہ حکمت: اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں: اس طہارت کا جزو وضو ہے جس کے ہر مستحب و سنت و فرض میں راز ہے جو ایسی طہارت پر دلالت کرتا ہے جس سے اقامتِ صلوۃ کی استعداد پیدا ہوتی ہے مثلاً ہاتھ دھونے میں نفس کو گناہوں کے کیچڑ اور قلب کو صفاتِ ذمیمہ حیوانیہ شیطانیہ کے کیچڑ سے صاف کرنے کی طرف اشارہ ہے جیسے کہ اللہ پاک نے اپنے حبیبِ مکرم ﷺ کو حکم ارشاد فرمایا: وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ۔ یعنی اپنے کپڑے پاک رکھو۔ تفاسیر میں ثِیَاب بمعنی قلب بھی آیا ہے۔

اور منہ دھونے میں اس طرف اشارہ ہے کہ اپنے ارادے کے منہ کو ظلمتِ حُبِّ دنیا کی گرد وغبار سے پاک رکھا جائے کیونکہ حُبِّ دنیا تمام گناہوں کی جڑ ہے۔

(روح البیان جلد۔١۔ص٨٧)

وضو کے فرائض

سوال: وضو کے کتنے فرائض ہیں؟

جواب: سورۂ مائدہ کی چھٹی آیتِ مبارکہ سے وضو کے چار فرض ثابت ہوتے ہیں:

(۱)۔۔۔چہرہ دھونا۔ (۲)۔۔۔ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا دھونا۔

(۳)۔۔۔چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ (۴)۔۔۔ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا۔

وضو میں اعضائے اربعہ کو خاص کرنے کی حکمت

سوال: وضو میں چار اعضاء کے دھونے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: وضو میں اعضائے اربعہ (یعنی چہرہ، کہنی سمیت دونوں ہاتھ، سر اور ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں) کو اس لئے خاص کیا گیا کہ اللہ تعالی نے حضرتِ آدم علیہ السلام کو جنت میں ممنوعہ درخت کے قریب جانے سے منع فرمایا تھا مگر اس منع کے باوجود حضرتِ آدم علیہ السلام نے اسے کھالیا، اس کھانے میں آپ علیہ السلام کے چار اعضاء کی شمولیت تھی (۱) دونوں پاؤں کہ آپ علیہ السلام ان کے ذریعے چل کر اس درخت کے پاس گئے۔ (۲) دونوں ہاتھ کہ آپ علیہ السلام نے ان کے ذریعے اس کو پکڑا۔ (۲) چہرہ کہ آپ علیہ السلام چہرے کے ذریعے اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ پس جب آپ علیہ السلام نے جانا کہ مجھ سے تو لغزش ہوگئی کہ اللہ تعالی نے اس کے قریب جانے سے منع فرمایا تھالہذا آپ علیہ السلام غم زدہ ہوگئے اور اسی غم کی حالت میں آپ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کو سر پر رکھا۔

پس اللہ تعالی نے ان چاروں اعضاء کو وضو میں دھلنا متعین کر دیا تا کہ ان سے وہ لغزش زائل ہو جائے جو ان سے ہوئی تھی۔ (البنایہ شرح الھدایہ جلد۔۱۔ص ۱۴۲)

اعتراض: تب تو مناسب تھا کہ کلی کرنے کو بھی فرض قرار دیا جائے کیونکہ منہ کے ذریعے ہی کھایا گیا ہے۔

جوابِ اوّل: وضو میں کلی کرنا فرض قرار نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو کھانے کی ممانعت نہ تھی بلکہ قریب جانے کی ممانعت تھی جیسے کہ فرمانِ باری تعالی ہے:

وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ- ترجمۂ کنزالایمان: مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا۔ (پ۱ البقرۃ ۳۵)

پس منہ سے قربت نہ پائی گئی بخلاف اعضائے مذکورہ کے۔

جوابِ ثانی: کہا گیا ہے کہ وضو میں منہ کا دھونا فرض نہیں ہے کیونکہ منہ کا فعل قربت کے فعل کے بعد ہوا ہے۔

جوابِ ثالث: کہا گیا ہے کہ وضو میں منہ کو دھونا فرض نہیں ہے کیونکہ بدن کی پاکی سے منہ کی پاکی بھی حاصل ہو جاتی ہے، نیز منہ کو پاک کرنے والی چیز کلمۂ طیبہ ہے اور اسی وجہ سے سارے اعضاء کی طہارت منہ اور زبان سے ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جب تک کوئی کافر کلمۂ طیبہ نہ پڑھے اس وقت تک اس کو نجس سے موسوم کیا جاتا ہے اور جیسے کہ فرمانِ ربُّ العباد ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ-

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! مشرک نِرے ناپاک ہیں۔ (پ۱۰ التوبۃ ۲۸)

اور جیسے ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا ہے تو اس کا سارا بدن پاک ہو جاتا ہے۔

نوٹ: وضو کی حکمتوں پر مشتمل میرے شیخ طریقت امیر اہلسنت کا رسالہ وضو اور سائنس ہے جس میں وضو کی بے شمار حکمتیں موجود ہیں لہذا اسی رسالے کو تبرکاً پیش کرتا ہوں۔

وُضو کی حکمتیں سُننے کے سبب قبولِ اسلام

ایک صاحِب کا بیان ہے: میں نے بلجیم میں یونیورسٹی کے ایک غیر مسلم Student (طالبِ علم) کو اِسلام کی دعوت دی۔ اُس نے سُوال کیا، وُضُو میں کیا کیا سائِنسی حِکمتیں ہیں؟ میں لاجواب ہوگیا۔ اُس کو ایک عالم کے پاس لے گیا لیکن اُن کو بھی اِس کی معلومات نہ تھیں۔ یہاں تک کہ سائِنسی معلومات رکھنے والے ایک شخص نے اُس کو وُضُو کی کافی خوبیاں بتائیں مگر گردن کے مَسْح کی حکمت بتانے سے وہ بھی قاصر رہا۔ وہ غیر مسلم نوجوان چلا گیا۔ کچھ عرصے کے بعد آیا اور کہنے لگا: ہمارے پروفیسر نے دَورانِ لیکچر بتایا: **"اگر گردن کی پُشت اور اَطراف پر روزانہ پانی کے چند قطرے لگادیئے جائیں تو رِیڑھ کی ہڈّی اور حرام مَغز کی خرابی سے پیدا ہونے والے اَمراض سے تَحَفُّظ حاصِل ہوجاتا ہے۔"** یہ سن کر وُضو میں گردن کے مَسْح کی حکمت میری سمجھ میں آگئی لہٰذا میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں اور وہ مسلمان ہوگیا۔

مغرِبی جرمنی کا سَیمینار

مغرِبی ممالِک میں مایوسی یعنی (Depression) کا مَرَض ترقّی پر ہے، دِماغ فَیل ہورہے ہیں، پاگل خانوں کی تعداد میں اِضافہ ہوتا جارہا ہے۔ نفسیاتی اَمراض کے ماہِرین کے یہاں مریضوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ مغرِبی جرمنی کے ڈِپلومہ ہَولڈر ایک پاکستانی فِزیو تھراپِسٹ کا کہنا ہے: مغرِبی جرمنی میں ایک سَیمینار ہوا جس کا موضُوع تھا "مایوسی (Depression) کا علاج اَدوِیات کے علاوہ اور کن کن طریقوں سے ممکن ہے۔"

ایک ڈاکٹر نے اپنے مَقالے میں یہ حیرت اَنگیز انکِشاف کیا کہ میں نے ڈِپریشن کے چند

مریضوں کے روزانہ پانچ بار مُنہ دُھلائے کچھ عرصے بعد ان کی بیماری کم ہوگئی۔ پھر ایسے ہی مریضوں کے دوسرے گروپ کے روزانہ پانچ بار ہاتھ، منہ اور پاؤں دھلوائے تو مرض میں بَہُت اِفاقہ ہوگیا(یعنی کمی آگئی)۔یہی ڈاکٹر اپنے مَقالے کے آخِر میں اِعتِراف کرتا ہے: **مسلمانوں میں مایوسی کا مَرَض کم پایاجاتا ہے کیوں کہ وہ دن میں کئی مرتبہ ہاتھ، منہ اور پاؤں دھوتے (یعنی وُضو کرتے)ہیں۔**

وُضُواورہائی بلڈپریشر

ایک ہارٹ اِسپشلسٹ کا بڑے وُثوق (یعنی اعتماد) کے ساتھ کہنا ہے: **ہائی بلڈپریشر** کے مریض کو وُضُو کرواؤ پھر اس کا بلڈپریشر چیک کرو لازِماً کم ہو گا۔ ایک مسلمان ماہِرِ نفسیات کا قول ہے: "**نفسیاتی اَمراض کا بہترین عِلاج وُضو ہے۔**" مغربی ماہِرین نفسیاتی مریضوں کو وُضو کی طرح روزانہ کئی بار بدن پر پانی لگواتے ہیں۔

وُضُواورفالِج

وُضو میں جو ترتیب وار اَعضاء دھوئے جاتے ہیں یہ بھی حِکمت سے خالی نہیں۔پہلے ہاتھ پانی میں ڈالنے سے جسم کا اَعصابی نِظام مُطَّلع ہو جاتا ہے اور پھر آہِستہ آہستہ چِہرے اور دِماغ کی رگوں کی طرف اِس کے اثرات پہنچتے ہیں۔ وُضُو میں پہلے ہاتھ دھونے پھر کُلّی کرنے پھر ناک میں پانی ڈالنے پھر چِہرہ اور دیگر اَعضاء دھونے کی ترتیب **فالِج** کی روک تھام کیلئے مفید ہے۔ اگر چِہرہ دھونے اور مَسْح کرنے سے آغاز کیا جائے تو بدن کئی بیماریوں میں مُبتَلا ہو سکتا ہے!

مِسواک کی حکمت

سوال: مسواک کرنے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: **پیارے اِسلامی بھائیو!** وُضو میں مُتَعدِّد سُنَّتیں ہیں اور ہر سنّت مَخزنِ حکمت ہے۔ مِسواک ہی کو لے لیجئے! بچّہ بچّہ جانتا ہے کہ وُضو میں مِسواک کرنا سنّت ہے اور اِس سنّت کی بَرَکتوں کا کیا کہنا! ایک بیوپاری کا کہنا ہے: سوئیزرلینڈ میں ایک نو مسلم سے میری ملاقات ہوئی، اس کو میں نے تحفۃً مِسواک پیش کی، اُس نے خوش ہو کر اسے لیا اور چوم کر آنکھوں سے لگایا اور ایک دم اُس کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے، اُس نے جیب سے ایک رومال نکالا اس کی تہہ کھولی تو اس میں سے تقریباً دو اِنچ کا چھوٹا سا **مِسواک** کا ٹکڑا برآمد ہوا۔ کہنے لگا میری اِسلام آوری کے وَقت مسلمانوں نے مجھے یہ تُحفہ دیا تھا۔ میں بہُت سنبھال سنبھال کر اِس کو اِستعمال کر رہا تھا یہ خَتْم ہونے کو تھا لہٰذا مجھے تشویش تھی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّنے کرم فرمایا اور آپ نے مجھے مِسواک عنایت فرمادی۔ پھر اُس نے بتایا کہ ایک عرصے سے میں دانتوں اور مَسُوڑھوں کی تکلیف سے دوچار تھا۔ ہمارے یہاں کے ڈاکٹر سے ان کا علاج بن نہیں پڑ رہا تھا۔ میں نے اس **مِسواک** کا اِستِعمال شروع کیا تھوڑے ہی دِنوں میں مجھے اِفاقہ (فائدہ) ہو گیا۔ میں ڈاکٹر کے پاس گیا تو وہ حیران رہ گیا اور پوچھنے لگا، میری دوا سے اِتنی جلدی تمہارا مَرَض دُور نہیں ہو سکتا، سوچو کوئی اور وجہ ہو گی۔ میں نے جب ذِہن پر زور دیا تو خیال آیا کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور یہ ساری بَرَکت **مِسواک** ہی کی ہے۔ جب میں نے ڈاکٹر کو **مِسواک** دکھائی تو وہ حیرت سے دیکھتا ہی رہ گیا۔

قُوّتِ حافِظہ کیلئے

پیارے اِسلامی بھائیو! مِسواک میں بیشمار دینی و دُنیوی فوائد ہیں ۔ اس میں مُتَعَدَّد کیمیاوی اَجزاء ہیں جو دانتوں کو ہر طرح کی بیماری سے بچاتے ہیں۔ حاشیہ طَحطاوی میں ہے : **"مِسواک سے قوّتِ حافِظہ بڑھتی، دردِ سر دُور ہوتا اور سَر کی رگوں کو سُکون ملتا ہے، اِس سے بلغم دُور، نظر تیز، مِعْدہ دُرُست اور کھانا ہَضْم ہوتا ہے، عَقْل بڑھتی، بچّوں کی پیدائش میں اِضافہ ہوتا، بُڑھاپا دیر میں آتا اور پیٹھ مضبوط ہوتی ہے۔"** (حاشیۃ الطَّحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۶۹)

مِسواک کے بارے میں دو احادیثِ مبارَکہ

{۱}۔۔۔جب سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنے مبارَک گھر میں داخِل ہوتے تو سب سے پہلے مِسواک کرتے۔ (مسلم ص ۱۵۲ حدیث ۲۵۳)

{۲}۔۔۔جب سرکارِ نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نیند سے بیدار ہوتے تو مِسواک کرتے۔ (ابوداوٗد ج ۱ ص ۵۴ حدیث ۵۷)

مُنہ کے چھالے کا عِلاج

اَطِبّاء (یعنی ڈاکٹروں) کا کہنا ہے: "بعض اوقات گرمی اور مِعدے کی تیزابیّت سے مُنہ میں چھالے پڑ جاتے ہیں اور اِس مَرَض سے خاص قسم کے جراثیم منہ میں پھیل جاتے ہیں، اس کے علاج کیلئے منہ میں تازہ مِسواک ملیں اور اس کا لُعاب کچھ دیر تک منہ کے اندر پھراتے رہیں۔ اس طرح کئی مریض ٹھیک ہو چکے ہیں۔"

ٹوتھ بُرَش کے نقصانات

سوال: کیاٹوتھ برش کے نقصانات بھی ہیں؟

جواب: ماہرین کی تحقیق کے مطابق ''۸۰ فیصد امراض مِعدے (پیٹ) اور دانتوں کی خرابی سے پیدا ہوتے ہیں۔ ''عُموماً دانتوں کی صَفائی کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے مَسُوڑھوں میں طرح طرح کے جراثیم پرورِش پاتے پھر مِعدے میں جاتے اور طرح طرح کے اَمراض کا سبب بنتے ہیں۔ یاد رہے! ''ٹُوتھ بُرَش'' مِسواک کا نِعْمَ الْبَدَل نہیں۔ بلکہ ماہِرین نے اِعتِراف کیا ہے:

{۱}۔۔۔جب بُرَش ایک بار اِستعمال کر لیا جاتا ہے تو اُس میں جراثیم کی تہ جم جاتی ہے پانی سے دُھلنے پر بھی وہ جراثیم نہیں جاتے بلکہ وہیں نَشْوونَما پاتے رَہتے ہیں۔

{۲}۔۔۔بُرَش کے باعِث دانتوں کی اُوپری قُدرتی چمکیلی تہ اُتر جاتی ہے۔

{۳}۔۔۔بُرَش کے اِستِعمال سے مَسُوڑھے آہِستہ آہِستہ اپنی جگہ چھوڑتے جاتے ہیں جس سے دانتوں اور مَسُوڑھوں کے درمیان خَلا (GAP) پیدا ہو جاتا ہے اور اس میں غذا کے ذرّات پھنستے، سڑتے اور جراثیم اپنا گھر بناتے ہیں اس سے دیگر بیماریوں کے علاوہ آنکھوں کے طرح طرح کے اَمراض بھی جَنَم لیتے ہیں، اِس سے نظر کمزور ہو جاتی ہے بلکہ بعض اوقات آدمی **اندھا** ہو جاتا ہے۔

کیا آپ کو مسواک کرنا آتا ہے؟

ہوسکتا ہے آپ کے دل میں یہ خیال آئے کہ میں تو برسوں سے مِسواک اِستِعمال کرتا ہوں مگر میرے تو دانت اور پیٹ دونوں ہی خراب ہیں! میرے بھولے بھالے اِسلامی بھائی! اس

میں مِسواک کا نہیں آپ کا اپنا قُصُور ہے۔ میں (سگِ مدینہ عُفِیَ عَنْہُ) اِس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ آج شاید لاکھوں میں سے کوئی ایک آدھ ہی ایسا ہو جو صحیح اُصولوں کے مطابِق مِسواک اِستِعمال کرتا ہو، ہم لوگ اکثر جلدی جلدی دانتوں پر مِسواک مَل کر وُضُو کرکے چل پڑتے ہیں یعنی یوں کہئے کہ ہم مِسواک نہیں بلکہ ''رسمِ مِسواک'' ادا کرتے ہیں!

مسواک کرنے کا طریقہ

سوال: مسواک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: جب بھی مِسواک کرنی ہو کم از کم تین بار کیجئے۔ ہر بار دھو لیجئے۔ مِسواک سیدھے ہاتھ میں اِس طرح لیجئے کہ چھنگلیا یعنی چھوٹی اُنگلی اس کے نیچے اور بیچ کی تین اُنگلیاں اُوپر اور انگوٹھا سِرے پر ہو۔ پہلے سیدھی طرف کے اوپر کے دانتوں پر پھر اُلٹی طرف کے اوپر کے دانتوں پر پھر سیدھی طرف نیچے پھر اُلٹی طرف نیچے مِسواک کیجئے۔ مُٹّھی باندھ کر مِسواک کرنے سے بواسیر ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

ہاتھ دھونے کی حکمتیں

سوال: وُضُو میں سب سے پہلے ہاتھ دھوئے جانے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: وُضُو میں سب سے پہلے ہاتھ دھوئے جاتے ہیں اِس کی حکمتیں مُلاحظہ ہوں: مختلِف چیزوں میں ہاتھ ڈالتے رہنے سے ہاتھوں میں مختلف کیمیاوی اَجزاء اور جراثیم لگ جاتے ہیں اگر سارا دن نہ دھوئے جائیں تو جلد ہی ہاتھ ان جِلدی اَمراض میں مُبتَلا ہو سکتے ہیں:۔

{۱}۔۔۔ہاتھوں کے گرمی دانے {۲}۔۔۔ جِلدی سوزِش یعنی کھال کی سُوجَن

{۳}۔۔۔ایگزیما **{۴}**۔۔۔پھپھوندی کی بیماریاں **{۵}**۔۔۔جِلد کی رنگت تبدیل ہوجانا وغیرہ۔
جب ہم ہاتھ دھوتے ہیں تو اُنگلیوں کے پوروں سے شُعائیں (Rays) نکل کر ایک ایسا حلقہ بناتی ہیں جس سے ہمارا اندرونی بَرقی نظام متحرک ہوجاتا ہے اور ایک حد تک برقی رَو ہمارے ہاتھوں میں سِمَٹ آتی ہے جس سے ہمارے ہاتھوں میں حُسن پیدا ہوجاتا ہے۔

کُلّی کرنے کی حِکمتیں

سوال: وضو میں کلی کرنے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: پہلے ہاتھ دھولئے جاتے ہیں جس سے وہ جَراثیم سے پاک ہوجاتے ہیں ورنہ یہ کُلّی کے ذَرِیعے مُنہ میں اور پھر پیٹ میں جاکر مُتَعدِّد اَمراض کا باعث بن سکتے ہیں۔ ہوا کے ذَرِیعے لاتعداد مُہلِک جَراثیم نیز غذا کے اَجزاء ہمارے منہ اور دانتوں میں لُعاب کے ساتھ چِپک جاتے ہیں۔ چُنانچِہ وُضُو میں مِسواک اور کُلّیوں کے ذَرِیعے منہ کی بہترین صفائی ہوجاتی ہے۔ اگر منہ کو صاف نہ کیا جائے تو ان امراض کا خطرہ پیدا ہوجاتا ہے:

{۱}۔۔۔اَیڈز (Aids) کہ اس کی اِبتِدائی علامات میں منہ کا پکنا بھی شامل ہے۔ **اَیڈز کا** تاحال ڈاکٹر علاج دریافت نہیں کرپائے اس مَرَض میں بدن کا مُدافعتی نظام ناکارہ ہوجاتا ہے، اِس میں اَمراض کا مقابلہ کرنے کی قوّت نہیں رہتی اور مریض گھل گھل کر مرجاتا ہے۔

{۲}۔۔۔منہ کے کناروں کا پھٹنا۔

{۳}۔۔۔منہ اور ہونٹوں کی داد قُوبا (Moniliasis)

{۴}۔۔۔منہ میں پھپھوندی کی بیماریاں اور چھالے وغیرہ۔ نیز روزہ نہ ہو تو کلّی کے

ساتھ غَرغرہ کرنا بھی سنّت ہے۔ **اور پابندی کے ساتھ غَرغرے کرنے والا کوّے (Tonsil) بڑھنے اور گلے کے بہت سارے اَمراض حتّٰی کہ گلے کے کینسر سے محفوظ رَہتا ہے۔**

ناک میں پانی ڈالنے کی حِکمتیں

سوال: ناک میں پانی ڈالنے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: **پھیپھڑوں** کو ایسی ہوا درکار ہوتی ہے جو جراثیم، دُھوئیں اور گرد و غُبار سے پاک ہو اور اس میں ۸۰ فیصد رَطُوبت (یعنی تَری) ہو ایسی ہوا فراہم کرنے کیلئے اللہ پاک نے ہمیں ناک کی نعمت سے نوازا ہے۔ ہوا کو مَرطُوب یعنی نَم بنانے کیلئے ناک روزانہ تقریباً چوتھائی گَیلن نَمی پیدا کرتی ہے۔ صَفائی اور دیگر سخت کام نَتھنوں کے بال سر اَنجام دیتے ہیں۔ ناک کے اندر ایک خردبینی (Microscopic) جھاڑو ہے۔ اِس جھاڑو میں غیر مرئی یعنی نظر نہ آنے والے رُوئیں ہوتے ہیں جو ہوا کے ذَرِیعے داخِل ہونے والے جراثیم کو ہَلاک کر دیتے ہیں۔ نیز ان غیر مَرئی رُوَوں کے ذِمّے ایک اور دِفاعی نظام بھی ہے، ناک اِس کے ذَرِیعے سے آنکھوں کو Infection (یعنی جراثیم) سے محفوظ رکھتی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! وُضُو کرنے والا ناک میں پانی چڑھاتا ہے جس سے جسم کے اس اَہم ترین آلے ناک کی صفائی ہو جاتی ہے اور پانی کے اندر کام کرنے والی بَرقی رَو سے ناک کے اندرُونی غیر مَرئی رُوَوں کی کارکردَگی کو تقویت ملتی ہے اور مسلمان وُضُو کی بَرَکت سے ناک کے بیشُمار پیچیدہ اَمراض سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ **دائمی نَزلہ اور ناک کے زخم کے مریضوں کیلئے ناک کا غُسل** (یعنی وُضُو کی طرح ناک میں پانی چڑھانا) **بے حد مفید ہے۔**

چہرہ دھونے کی حکمتیں

سوال: چہرہ دھونے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: آج کل فَضاؤں میں دھوئیں وغیرہ کی آلُودَگیاں بڑھتی جارہی ہیں ، مختلف کیمیاوی مادّے سِیسہ وغیرہ مَیل کُچیل کی شکل میں آنکھوں اور چِہرے وغیرہ پر جمتا رَہتا ہے، اگر چِہرہ نہ دھویا جائے توچِہرے اور آنکھیں کئی اَمراض سے دوچار ہوجائیں۔ ایک یورپین ڈاکٹر نے ایک مقالہ لکھا جس کا نام تھا: **آنکھ، پانی، صحّت** (Eye, Water, Health) اس میں اُس نے اس بات پر زور دیا کہ ''اپنی آنکھوں کو دن میں کئی بار دھوتے رہو ورنہ تمہیں خطرناک بیماریوں سے دوچار ہونا پڑیگا۔'' چِہرہ دھونے سے منہ پر **کیل** نہیں نکلتے یا کم نکلتے ہیں۔ ماہِرینِ حُسن و صحّت اس بات پر مُتَّفِق ہیں کہ ہر طرح کے Cream اور Lotion وغیرہ چِہرے پر داغ چھوڑتے ہیں ، چِہرے کو خوبصورت بنانے کیلئے چِہرے کو کئی بار دھونا لازِمی ہے۔ ''امریکن کونسل فار بیوٹی'' کی سرکردہ ممبر نے کیا خوب اِنکِشاف کیا ہے کہتی ہے: ''**مسلمانوں کو کسی قسم کے کیمیاوی لوشن کی حاجت نہیں وُضُو سے اِنکا چِہرہ دُھل کر کئی بیماریوں سے محفوظ ہوجاتا ہے۔**'' محکمۂ ماحولیات کے ماہِرین کا کہنا ہے: ''چِہرے کی اِلَرجی سے بچنے کیلئے اِس کو بار بار دھونا چاہئے۔'' اَلْحَمْدُلِلّٰہ ! ایسا صِرف وُضُو کے ذَرِیعے ہی مُمکِن ہے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہ ! وُضُو میں چہرہ دھونے سے الرجی سے چہرے کی حفاظت ہوتی، اِس کا مَساج ہوجاتا، خون کا دَوران چہرے کی طرف رَواں ہوجاتا، مَیل کُچیل بھی اُترجاتا اور چہرے کا حُسن دوبالا ہوجاتا ہے۔

اندھاپن سے تَحَفُّظ

اے عاشقانِ رسول! آنکھوں کی ایک بیماری ہے جس میں اس کی رُطوبتِ اَصلِیّہ یعنی اصلی تری کم یا ختم ہو جاتی اور مریض آہستہ آہستہ **اندھا** ہو جاتا ہے۔ طِبّی اُصول کے مُطابِق اگر بَھنووں کو وقتاً فوقتاً تر کیا جاتا رہے تو اِس خوفناک مَرَض سے تحفُّظ حاصِل ہو سکتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّ وَجَلَّ! وُضُو کرنے والا منہ دھوتا ہے اور اِس طرح اس کی بَھنویں تر ہوتی رہتی ہیں۔ عاشقانِ رسول کی داڑھی بھی وضو میں دُھلتی ہے اور اس میں بھی خوب حکمتیں ہیں، ڈاکٹر پروفیسر جارج اَیل کہتا ہے: ”منہ دھونے سے داڑھی میں اُلجھے ہوئے جراثیم بہ جاتے ہیں، جڑ تک پانی پہنچنے سے بالوں کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں، داڑھی کے خلال سے جُوؤں کا خطرہ دُور ہوتا ہے، **داڑھی میں پانی کی تری کے ٹھہراؤ سے گردن کے پَٹھّوں، تھائی رائیڈ گلینڈ اور گلے کے اَمراض سے حِفاظت ہوتی ہے۔**“

کُہنیاں دھونے کی حکمتیں

سوال: کہنیاں دھونے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: کُہنی پر تین بڑی رَگیں ہیں جن کا تعلُّق دل، جگر اور دماغ سے ہے اور جسم کا یہ حصّہ عُموماً ڈھکا رہتا ہے اگر اس کو پانی اور ہوا نہ لگے تو مُتَعَدِّد دِماغی اور اَعْصابی اَمراض پیدا ہو سکتے ہیں۔ **وُضُو میں کُہنیوں سَمیت ہاتھ دھونے سے دل، جگر اور دِماغ کو تقویت پہنچتی ہے** اور اس طرح اِنْ شَآءَ اللّٰہ وہ ان کے اَمراض سے محفوظ رہیں گے۔ مزید یہ کہ کُہنیوں سمیت ہاتھ

دھونے سے سینے کے اندر ذخیرہ شُدہ رَوشنیوں سے براہِ راست اِنسان کا تعلُّق قائم ہو جاتا ہے اور روشنیوں کا ہُجُوم ایک بہاؤ کی شکل اِختیار کرلیتا ہے، اس عمل سے ہاتھوں کے عَضَلات یعنی کَل پُرزے مزید طاقتور ہو جاتے ہیں۔

مَسۡح کی حِکمتیں

سوال: سر کا مسح کرنے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: سر اور گردن کے درمیان ''حَبۡلُ الۡوَرِید ''یعنی شہ رگ واقع ہے اس کا تعلُّق رِیڑھ کی ہڈّی اور حرام مَغز اور جسم کے تمام تَر جوڑوں سے ہے۔ جب وُضو کرنے والا گردن کا مَسۡح کرتا ہے تو ہاتھوں کے ذَرِیعے برقی رَو نکل کر شہ رگ میں ذخیرہ ہو جاتی ہے اور رِیڑھ کی ہڈّی سے ہوتی ہوئی جسم کے تمام اَعصابی نظام میں پھیل جاتی ہے اور اس سے اَعصابی نظام کو تُوانائی حاصِل ہوتی ہے۔

پاگلوں کاڈاکٹر

ایک صاحِب کا بیان ہے: میں فرانس میں ایک جگہ وُضو کررہا تھا، ایک شخص کھڑا بڑے غور سے مجھے دیکھتا رہا! جب میں فارِغ ہوا تو اُس نے مجھ سے پوچھا: آپ کون اور کہاں کے وَطَنی ہیں؟ میں نے جواب دیا: میں پاکستانی مسلمان ہوں۔ پوچھا: پاکستان میں کتنے پاگل خانے ہیں؟ اِس عجیب و غریب سُوال پر میں چَونکا مگر میں نے کہہ دیا: دوچار ہوں گے۔ پوچھا: ابھی تم نے کیا کیا؟ میں نے کہا: **وُضو**۔ کہنے لگا: کیا روزانہ کرتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں، بلکہ پانچ وَقت۔ وہ بڑا حیران ہوا اور بولا: میں Mental Hospital میں سرجن ہوں اور پاگل پن کے اَسباب کی

تحقیق میرا مَشْغَلہ ہے، میری تحقیق یہ ہے کہ دِماغ سے سارے بدن میں سِگنل جاتے ہیں اور اَعْضاء کام کرتے ہیں، ہمارا دماغ ہر وَقت Fluid (مائع) کے اندر Float **(تیرنا)** کر رہا ہے۔ اس لئے ہم بھاگ دوڑ کرتے ہیں اور دماغ کو کچھ نہیں ہوتا اگر وہ کوئی Rigid (سخت) شے ہوتی تو اب تک ٹوٹ چکی ہوتی۔ دِماغ سے چند باریک رگیں (Conductor) (مُوصِل یعنی پہنچانے والی) بن کر ہماری گردن کی پُشت سے سارے جسم کو جاتی ہیں۔ اگر بال بَہُت بڑھا دیئے جائیں اور گردن کی پُشْت کو خشک رکھا جائے تو اِن رگوں یعنی (Conductor) میں خشکی پیدا ہو جانے کا خطرہ کھڑا ہو جاتا ہے اور بارہا ایسا بھی ہوتا ہے کہ اِنسان کا دِماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اور وہ **پاگل** ہو جاتا ہے لہٰذا میں نے سوچا کہ گردن کی پُشْت کو دن میں دو چار بار ضَرور تَر کیا جائے۔ ابھی میں نے دیکھا کہ ہاتھ منہ دھونے کے ساتھ ساتھ گردن کے پیچھے بھی آپ نے کچھ کیا ہے، واقعی آپ لوگ پاگل نہیں ہو سکتے۔ مزید یہ کہ **مَسْح کرنے سے لُو لگنے اور گردن توڑ بخار سے بھی بچت ہوتی ہے۔**

پاؤں دھونے کی حِکمتیں

سوال: پاؤں دھونے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: پاؤں سب سے زیادہ دُھول آلود ہوتے ہیں۔ پہلے پہل Infection (یعنی جراثیم) پاؤں کی اُنگلیوں کے درمیانی حصّے سے شُروع ہوتا ہے۔ وُضُو میں پاؤں دھونے سے گرد و غُبار اور جَراثیم بہ جاتے ہیں اور بچے کُھچے جراثیم پاؤں کی اُنگلیوں کے خِلال سے نکل جاتے ہیں۔ **لٰہذا وُضُو میں سنّت کے مطابِق پاؤں دھونے سے نیند کی کمی، دِماغی خشکی، گھبراہٹ اور**

مایوسی (Depression) جیسے پریشان کُن اَمراض دُور ہوتے ہیں۔

وُضُو کا بچا ہوا پانی ۷۰ مَرَض سے شفا ہے

سوال: وضو کا بچا ہوا پانی پینا کیسا ہے ؟

جواب: اعلیٰ حضرت رَحمَۃُاللہِ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وُضو فرما کر بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر نوش فرمایا اور ایک حدیث میں روایت کیا گیا کہ **اِس کا پانی ۷۰ مَرَض سے شفا ہے**(فتاوٰی رضویہ ج ۴ ص ۵۷۵)فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السلام فرماتے ہیں: ''کسی برتن یا لوٹے سے وُضُو کیا ہو تو اُس کا بچا ہوا پانی قبلہ رُو کھڑے ہو کر پینا مُستحَب ہے۔'' (تبیینُ الحقائق ج ۱ ص ۴۴)

وضو کے بچے ہوئے پانی کو پینے کی حکمت

وُضُو کا بچا ہوا پانی پینے کے بارے میں ایک مسلمان ڈاکٹر کا کہنا ہے:

{۱}۔۔۔اِس کا پہلا اثر مَثانے پر پڑتا، پیشاب کی رُکاوَٹ دُور ہوتی اور خوب کُھل کر پیشاب آتا ہے۔

{۲}۔۔۔اِس سے ناجائز شَہوَت سے خَلاصی حاصِل ہوتی ہے۔

{۳}۔۔۔ جگر، مِعدہ اور مَثانے کی گرمی دور ہوتی ہے۔

وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینے کی حکمت

سوال: وضو کا بچا ہوا پانی اور زمزم شریف کھڑے ہو کر کیوں پیا جاتا ہے؟

جواب: وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے۔اسی طرح آبِ زم زم کو بھی کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔ ان دونوں پانی کا حکم عام پانی کے حکم سے مستثنٰی(یعنی جدا) ہے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ کھڑے ہو کر جب پانی پیا جاتا ہے وہ فوراً تمام اعضا کی طرف سرایت کر جاتا ہے اور یہ مضر ہے، مگر یہ دونوں برکت والے ہیں اور ان سے مقصود ہی تبرک ہے، لہٰذا ان کا تمام اعضاء میں پہنچ جانا فائدہ مند ہے۔

صاحبِ بہارِ شریعت فرماتے ہیں: بعض لوگوں سے سنا گیا ہے کہ مسلم کا جھوٹا پانی بھی کھڑے ہو کر پینا چاہیئے، مگر میں نے کسی کتاب میں اس کو نہیں دیکھا، صرف دو ہی پانیوں کا کتابوں میں استثناء مذکور پایا۔وَالۡعِلۡمُ عِنۡدَ اللہ۔(بہارِ شریعت حصہ ۱۶ص ۳۸۴)

اِنسان چاند پر

اے عاشقانِ رسول! وضُو اور سائنس کا موضُوع چل رہا تھا، آج کل سائنسی تحقیقات کی طرف بعض لوگوں کا زیادہ رُجحان (رُج۔حان) ہوتا ہے بلکہ کئی ایسے بھی افراد اِس مُعاشرے میں پائے جاتے ہیں جو اِنگریز محققین اور سائنسدانوں سے کافی مَرعوب ہوتے ہیں، ایسوں کی خدمت میں عرض ہے کہ بہُت سارے حقائق ایسے ہیں جن کی تلاش میں سائنسدان آج سَر ٹکرا رہے ہیں اور میرے پیارے آقا مکّی مَدَنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو پہلے ہی بیان فرما چکے ہیں۔ دیکھئے! اپنے دعوے کے مطابِق سائنسدان اب چاند پر پہنچے ہیں مگر میرے پیارے پیارے آقا مدینے والے مصطفٰےؐ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تقریباً ۱۴۳۹سال پہلے سفرِ معراج میں چاند سے بھی وَراءُالوَراء(یعنی دور سے دور) تشریف لے جاچکے ہیں۔

صرف اللہ کیلئے

اے عاشقانِ رسول! وُضُو کے طِبّی فوائد سن کر آپ خوش تو ہو گئے ہوں گے مگر عرض کرتا چلوں کہ سارے کا سارا فَنِ طِبّ ظَنّیات پر مَبنی ہے۔ سائنسی تحقیقات بھی حَتْمی (یعنی فائنل) نہیں ہوتیں، بدلتی رَہتی ہیں۔ہاں اللہ ورسول عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اَحکامات اٹل ہیں وہ نہیں بدلیں گے۔ ہمیں سنّتوں پر عمل طِبّی فوائد پانے کیلئے نہیں صِرف و صِرف رِضائے اِلٰہی کی خاطر کرنا چاہئے، لہٰذا اِس لئے وُضُو کرنا کہ میرا بلڈ پریشر نارمل ہو جائے یا میں تازہ دم ہو جاؤں گا یا ڈائٹنگ کیلئے روزہ رکھنا تا کہ بھوک کے فوائد حاصل ہوں۔ سفرِ مدینہ اس لئے کرنا کہ آب و ہوا بھی تبدیل ہو جائے گی اور گھر اور کاروباری الجھن سے بھی کچھ دن سُکون ملے گا۔ یا دینی مُطالعہ اِس لئے کرنا کہ میرا ٹائم پاس ہو جائے گا۔ اس طرح کی نیّتوں سے اعمال بجالانے والوں کو ثواب نہیں ملے گا۔ اگر ہم عمل اللہ عَزَّوَجَلَّ کو خوش کرنے کیلئے کریں گے تو ثواب بھی ملے گا اور ضِمناً اِس کے فوائد بھی حاصل ہو جائیں گے۔ لہٰذا ظاہِری اور باطِنی آداب کو ملحُوظ رکھتے ہوئے **وُضُو بھی ہمیں** اللہ پاک **کی رِضا ہی کیلئے کرنا چاہئے۔**

سنّت سائنسی تحقیق کی محتاج نہیں

اے عاشقانِ رسول! یاد رکھئے! میرے آقا عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سنّت سائنسی تَحقیق کی محتاج نہیں اور ہمارا مقصود اِتّباعِ سائنس نہیں **اِتّباعِ سنّت** ہے، مجھے کہنے دیجئے کہ جب یورپین ماہِرین برسہا برس کی عَرَق رَیزی کے بعد نتیجے کا دَریچہ کھولتے ہیں تو انہیں سامنے مسکراتی نور برساتی سنّتِ مُصطَفوی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ہی نظر آتی ہے!

دنیا میں لاکھ سیر و سیاحت کیجئے، جتنا چاہے عیش و عشرت کیجئے، مگر آپ کے دل کو حقیقی راحت مُیَسَّر نہیں آئے گی، سُکونِ قَلْب صِرْف و صِرْف یادِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں ملے گا۔ دل کا چین عشقِ سرورِ کونَین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ہی میں حاصل ہو گا۔ دنیا و آخِرت کی راحتیں سائنسی آلاتVCR , .TV اورInternetکے رُوبرُو نہیں اِتّبَاعِ سنّت میں ہی نصیب ہوں گی۔ **اگر آپ واقعی دونوں جہاں کی بھلائیاں چاہتے ہیں تو نَمازوں اور سنّتوں کو مضبوطی سے تھام لیجئے اور انہیں سیکھنے کیلئے دعوتِ اِسلامی کے مَدَنی قافِلوں میں سفر اپنا معمول بنالیجئے۔** ہر اِسلامی بھائی نیّت کرے کہ میں زندگی میں کم از کم ایک بار یکمُشت ۱۲ماہ، ہر ۱۲ماہ میں ۳۰ دن اور ہر ماہ ۳دن سنّتوں کی تربیّت کے مَدَنی قافلے میں سفر کیا کروں گا، اِنۡ شَآءَ اللہ

تِری سنّتوں پہ چل کر مری روح جب نکل کر
چلے تم گلے لگانا مَدَنی مدینے والے

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

غسل

غسل غ کے زبر سے بمعنی دھونا، غ کے زیر سے، بمعنی نہانے یا دھونے کا پانی، غ کے پیش سے، بمعنی نہانا۔ یہاں تیسرا معنی مراد ہے۔

غسل کی قسمیں

سوال: غسل کتنے قسم کا ہوتا ہے؟

جواب: غسل پانچ قسم کا ہے: غسل فرض، واجب، سنت، مستحب، مباح۔ فرض غسل تین ہیں: حیض سے، نفاس سے، جنابت سے۔ واجب غسل: میت کو غسل دینا۔ سنت غسل پانچ ہیں: جمعہ کا، عید الفطر کا، عید الاضحی کا، احرام کے وقت، عرفہ کے دن۔ مستحب غسل چند ہیں: میت کو نہلا کر، فصد کھلوا کر، اسلام لاتے وقت، ٹھنڈک حاصل کرنے، صفائی وغیرہ کے لیے نہانا مباح ہے۔

جنابت کے بعد غسل کرنے کی وجہ

سوال: جنابت کے بعد غسل کرنا فرض کیوں ہے؟

جواب: جنابت کے بعد غسل کرنا ایک اسلامی فریضہ ہے یہ قرآن و سنت سے ثابت ہے اور تمام امت اس پر متفق ہے۔ قرآن میں اللہ پاک حکم ارشاد فرماتا ہے:

وَاِنۡ کُنۡتُمۡ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوۡا۔ (پ٦، المائدة،٦)

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہو لو۔

نیز متعدد صحیح احادیث سے بھی غسل کی فرضیت ثابت ہے۔ تمام علماء و فقہاء اس کی فرضیت پر متفق ہیں۔ ان سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کسی نے اس کی فرضیت کا انکار کیا تو وہ اسلام کے دائرے سے خارج شمار کیا جائے گا کیونکہ اس کی فرضیت کا انکار در حقیقت قرآن و سنت کی تکذیب ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق ارشادِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے:

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ وَأَنْقُوا الْبَشَرَةَ۔ ("سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب الغسل من الجنابة، الحديث:٢٤٨، ج١، ص١١٧)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا کہ رسولِ کریم عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالتَّسْلِیْم نے فرمایا کہ ہر بال کے نیچے جنابت کا اثر ہے اس لیے ہر بال دھوئو اور بدن کو صاف ستھرا کرو۔

("سنن الترمذي"، كتاب الطهارة، باب ما جاء أن تحت كل شعرة جنابة، الحديث:١٠٦، ج١، ص١٦٠)

مُلّا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

" فَلَوْبَقِيَت شَعرةٌ وَاحِدَةٌ لَمْ يَصِل إِلَيْهَا الْمَاءُ بَقِيَتْ جَنَابَتُهُ "۔ یعنی اگر ایک بال بھی پانی پہنچنے سے رہ گیا تو اس کی جنابت باقی رہے گی۔ (مرقاۃ، جلد اول، ص٣٢٧)

اب رہا سوال اس کی حکمت کا، تو فرض کیجیے ایک ڈاکٹر اپنے مریض کے لیے دوائیں تجویز کرتا ہے۔ دو گولیاں کھانے سے قبل اور دو کھانے کے بعد۔ کیا مریض کا ڈاکٹر سے یہ سوال کرنا ضروری ہے کہ فلاں دو گولیاں ہی کیوں لینی ہے، تین کیوں نہیں؟ اور فلاں کھانے سے قبل کیوں کھانی ہے بعد میں کیوں نہیں؟ اگر ڈاکٹر مریض کو اس کی علت و حکمت بتا دیتا ہے تب بھی

یہ طبی باریکیاں کیسے مریض کی سمجھ میں آسکتی ہیں؟ اس کی صحیح حکمت و مصلحت تو صرف ایک تجربہ کار ڈاکٹر ہی سمجھ سکتا ہے۔

یہی مثال ان سب کے لیے ہے جو شرعی احکام وعبادات کی حکمت کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ کسی بزرگ کے بقول ساری عبادتیں انسانی دل کے لیے دوا کی مانند ہیں۔ انسان کو غفلت، غرور اور بھول چوک کے مرض سے شفا بخشنے کے لیے۔ یہ اللہ کا حق ہے کہ ان میں سے جس دوا کی حکمت چاہے اپنے بندوں پر ظاہر کرے اور جس کی حکمت چاہے پوشیدہ رکھے، بندے کو اس بات پر مکمل یقین ہونا چاہیے کہ اللہ نے جو دوائیں تجویز کی ہیں وہ ساری کی ساری اس کی بھلائی کے لیے ہیں۔ اللہ پاک سورۂ بقرہ میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِؕ-وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْؕ-اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ (۲۲۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور خدا خوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے اور اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈالتا بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ (پ۲، البقرہ، ۲۲۰)

عبادات اور شرعی احکام کی روح یہی ہے کہ انہیں اللہ کے حکم کے مطابق انجام دیا جائے چاہے ہم ان کی حکمت سے واقف ہوں یا نہ ہوں۔ بندے کو ہر حال میں اپنے رب کی اطاعت کرنی چاہیے، اگر انسان صرف انہیں چیزوں میں اپنے رب کی اطاعت کرے جن میں اس کی محدود عقل مطمئن ہو تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اپنی عقل کا بندہ ہے، اپنے رب کا نہیں۔

اس کے باوجود اگر ہم غور کریں تو غسل جنابت حکمت و مصلحت سے خالی نہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱)۔۔۔ غسل کا فوری فائدہ یہ ہے کہ جنابت کے بعد جسم میں جو کاہلی سستی اور کمزوری لاحق ہوتی ہے وہ غسل کرنے سے جاتی رہتی ہے اور اس کی جگہ طاقت اور چستی آجاتی ہے۔ پیشاب اگرچہ اس راستہ سے نکلتا ہے جس راستہ سے منی آتی ہے لیکن پیشاب کرنے کے بعد جسم میں نہ کمزوری کا احساس ہوتا ہے نہ سستی کا۔ بلکہ اس کے برعکس آرام ملتا ہے۔

(۲)۔۔۔ منی کا تعلق سارے جسم سے ہے کہ ہر عضو کے خون سے بنتی ہے اور اس کے نکلتے وقت سارے جسم کو لذت آتی ہے لہذا سارے جسم پر ہی اثر ہونا چاہیئے، اس لیے جنابت میں سارا جسم دھونے یعنی غسل کرنے کا حکم ہے۔ اور پیشاب سارے بدن سے تعلق نہیں رکھتا، اس لیے پیشاب میں صرف وضو کرنے کا حکم ہے۔(اسرار الاحکام ص ۱۲)

(۳)۔۔۔جنابت کبھی کبھی پیش آتی ہے اس لیے نہانے کا حکم دیا گیا اور کبھی کبھی نہانے میں کوئی مشقت نہیں بلکہ نظافت حاصل ہوتی ہے اور پیشاب دن میں کئی بار پیش آتا ہے اس لیے اس میں وضو کرنے کا حکم دیا گیا۔ اگر پیشاب میں بھی اسی طرح نہانے کا حکم ہوتا جس طرح جنابت میں ہے تو یہ حکم بندوں کے لیے بہت باعث مشقت ہوتا۔

(۴)۔۔۔جنابت کی صورت میں غسل کرنے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ بندہ جلدی جلدی اس فعل کی طرف نفسیاتی طور سے آمادہ نہ ہو اور جنسی تعلقات میں اسراف سے کام نہ لے۔

(۵)۔۔۔کامل مؤمن وہ نہیں جو اپنے حقوق کا مطالبہ کرتا ہے بلکہ کامل مؤمن وہ ہے جو اپنے حقوق کے ساتھ اللہ کا حق بھی پورا کرے، پس بیوی سے مباشرت کر کے بندے نے

اپنے نفس اور بیوی کا حق ادا کر دیا۔ اب اسے اللہ کا حق ادا کرنا ہے اور یہ حق غسل کر کے ادا ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ نے اس کا حکم دیا ہے۔

(۶)۔۔۔ غسل جنابت میں حکمت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اللہ نے بندوں کو مختلف بہانوں سے نظافت اور پاکی کی ترغیب دی ہے۔ مثلاً ہوا خارج ہو تو وضو کا حکم۔ پانچ نمازوں میں وضو کرنے کا حکم اور اسی طرح جنابت لاحق ہو تو غسل کرنے کا حکم۔ اسی لیے اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

مَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَكُمْ وَ لِیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝۶ (پ۶، المائدۃ،۶)

ترجمہ کنز الایمان: اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے ہاں یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب ستھرا کر دے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دے کہ کہیں تم احسان مانو۔

نماز کی حکمت

آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...نماز کے اعظمِ فرائض ہونے کی چھ حکمت

☆...نماز کو صلوۃ کہنے کی چار حکمت

☆...نماز کے شبِ معراج فرض ہونے کی حکمت

☆...نماز کے افضل العبادات ہونے کی پانچ حکمت

☆...پانچ نمازیں فرض ہونے کی سات حکمت

☆...نماز کی شرائط کی حکمتیں

☆...نماز کے فرائض کی حکمتیں

☆...ثناء پڑھنے کی حکمت

☆...اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنے کے ثمرات

☆...رکوع وسجود کی تسبیحات کی حکمت

☆...نمازوں کی رکعتوں کے مختلف ہونے کی حکمت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِیْقِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

نماز کی حکمت

درود شریف کی فضیلت

رسولِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم، رَحمتِ عالَم، شاہِ بنی آدم، رسولِ مُحتَشَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: قِیامت کے روز اللہ پاک کے عرش کے سِوا کوئی سایہ نہیں ہو گا، تین شخص اللہ پاک کے عرش کے سائے میں ہوں گے۔ عرض کی گئی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم وہ کون لوگ ہوں گے؟ ارشاد فرمایا:

(۱)۔۔۔وہ شخص جو میرے اُمّتی کی پریشانی دُور کرے۔

(۲)۔۔۔میری سُنّت کو زِندہ کرنے والا۔

(۳)۔۔۔مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھنے والا۔

(البدور السّافرۃ فی امور الاخرۃ للسیوطی ص ۱۳۱ حدیث ۳۶۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

نماز کا بعدِ ایمان اعظمِ فرائض ہونے کی چھ حکمت

سوال: بعدِ ایمان نماز تمام فرائض سے اعظم وافضل واکرم کیوں ہے؟

جواب: بعدِ ایمان نماز تمام فرائض سے اعظم و افضل و اکرم ہے جیسے کہ حدیثِ پاک میں ایمان کے بعد تمام فرائض میں سے سب سے پہلے نماز کا ذکر کیا گیا ہے پس نماز کے تمام فرائض سے افضل ہونے کی کئی حکمتیں ہیں مثلاً:

پہلی حکمت: اس لئے کہ نماز بدنی عبادت ہے اور زکوۃ مالی عبادت ہے اور بدن مال سے افضل ہے لہٰذا نماز بھی زکوۃ سے افضل ہوئی۔

دوسری حکمت: اسلام میں فرائض میں سے سب سے پہلے نماز ہی فرض ہوئی اور پھر اس کے بعد زکوۃ، روزہ و حج وغیرہ دیگر چیزیں فرض ہوئیں۔ اس بناء پر نماز سب سے افضل ہے۔

تیسری حکمت: رب تعالی نے اپنے حبیب ﷺ کو عرش پر بلا کر نماز عطا فرمائی اور زکوۃ وغیرہ باقی فرائض کو زمین پر ہی بھیج دئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سارے فرائض میں نماز افضل ہے۔

چوتھی حکمت: نماز دن بھر میں پانچ دفعہ پڑھی جاتی ہے جبکہ زکوۃ و روزہ سال کے بعد اور حج عمر میں ایک مرتبہ ہے۔ لہٰذا اس اعتبار سے نماز دیگر فرائض سے افضل ہوئی۔

پانچویں حکمت: نماز ہر غریب و امیر، مسافر و مقیم مسلمان پر فرض ہے مگر زکوۃ و حج غریب پر فرض نہیں اور روزہ رکھنا مسافر پر فرض نہیں کیونکہ مسافر روزہ قضا کر سکتا ہے پس اس لحاظ سے نماز افضل الفرائض ہوئی۔

چھٹی حکمت: نماز حضرتِ آدم علیہ السلام سے ہمارے نبی ﷺ تک تقریباً ہر پیغمبر نے کسی قدر فرق کے ساتھ پڑھی ہے لیکن زکوۃ و روزہ و حج وغیرہ کا یہ حال نہیں۔

(تفسیر نعیمی جلد۔۱۔ص۱۱۴)

نماز کو صلاۃ کہنے کی چار حکمت

سوال: نماز کو صلاۃ کہنے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح میں فرماتے ہیں کہ نماز کو صلاۃ کہنے کی چند حکمتیں ہیں:۔

پہلی حکمت: صَلوٰۃ صَلْیٌ سے بنا ہے بمعنی گوشت بھوننا، آگ پر پکانا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ"۔ نیز آگ سے لکڑی سیدھی کرنے کو تصلیہ کہا جاتا ہے، چونکہ نماز اپنے نمازی کے نفس کو مجاہدہ ومشقت کی آگ پر جلاتی ہے، نیز اسے سیدھا کرتی ہے اس لئے نماز کو صلوٰۃ کہتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح جلد۔۱۔ ص ۵۲۹)

دوسری حکمت: صلوٰۃ کے معنی دعائے رحمت، انزالِ رحمت، استغفار، سرین ہلانا ہیں۔ چونکہ یہ سب چیزیں نماز میں ہوتی ہیں اس لئے نماز کو صلوٰۃ کہتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح جلد۔۱۔ ص ۵۲۹)

تیسری حکمت: صَلْیٌ کا ایک معنی لازم پکڑنا ہے جیسے کہ قرآنِ پاک میں تَصْلٰی نَارًا حَامِیَةً ہے چونکہ نماز بھی مسلمان کے واسطے لازم رہتی ہے اس لئے نماز کو صلوۃ کہتے ہیں۔

(تفسیر نعیمی جلد ۔۱۔ ص ۱۱۵)

چوتھی حکمت: قرآنِ پاک میں لفظِ صلوۃ پانچ معنی میں استعمال ہوا ہے۔

(۱) دعا کے لئے جیسے:

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۖ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بیشک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔(پ۔۱۱۔التوبۃ۔۱۰۳)

(۲)تعریف کے لئے جیسے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓىِٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴿۵۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔(پ۔۲۲۔الاحزاب۔۵۶)

(۳)قرآن کی تلاوت کرنے کے لئے جیسے:

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ۔ ترجمہ کنزالایمان: اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو۔(پ۔۱۵۔بنی اسرائیل۔۱۱۰)

(۴)درود یعنی رحمت کے لئے جیسے:

اُولٰٓىِٕكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۫ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴿۱۵۷﴾(پ۔۲۔البقرۃ۔۱۵۷)

ترجمہ کنزالایمان: یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی دُرودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔

(۵)نماز کے لئے جیسے اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ۔ پس نماز کو صلوۃ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں پہلی چار چیزیں شامل ہیں کہ نماز میں رب عزوجل سے دعا بھی ہے اس کی تعریف بھی، قرآنِ کریم کی تلاوت بھی اور اس کے پڑھنے والے پر رحمت بھی نازل ہوتی ہے۔

(تفسیر نعیمی جلد۔۱۔ ص ۱۱۵) (روح البیان جلد۔۱۔ص۸۰)

نماز کے شبِ معراج فرض ہونے کی حکمت

سوال: شبِ معراج نماز کو کیوں فرض کیا گیا؟

جواب: شبِ معراج نماز کو فرض کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے صاحبِ تفسیرِ روح البیان لکھتے ہیں چونکہ شبِ معراج افضل الاوقات اور اشرف الحالات اور اعز المناجات ہے اور نماز بھی بعد از ایمان افضل الطاعات اور ادائیگی کے لحاظ سے احسن الهیئات ہے پس افضل عبادت کو اس افضل وقت (کہ جس میں بندۂ خاص محمدِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنے رب کا وصال اور اس کا قرب حاصل ہوا) میں فرض کیا گیا۔ (تفسیر روح البیان جلد۔۱۔ص۸۴۔۸۵)

شبِ معراج نماز کے فرض ہونے کا انوکھا واقعہ

اللہ اکبر! صاحبِ روض الفائق معراج النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے باب میں لکھتے ہیں کہ جب اللہ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنی مراد پالی اور خَلْوَت میں اپنے رب تعالیٰ کے حسن کا مشاہدہ کر لیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے ارشاد فرمایا گیا: "خواہش کا اظہار کیجئے اور جو چاہتے ہیں ہم سے طلب کیجئے، ہم نے آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کو ہر شئے طلب کرنے اور ہر مقصد تک پہنچنے کی اجازت دے دی ہے۔" آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے عرض کی: "میں چاہتا ہوں کہ میری اُمَّت کو بھی ویسا ہی شرف عطا کیا جائے جس کی پوشاک مجھے پہنائی گئی ہے تاکہ وہ بھی میری رحمت سے اپنا انعام پالیں۔" تَو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرمایا گیا: "اے کائنات کے سردار (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! اے وہ ذات جس کے قدموں کی برکت سے زمین وآسماں نے شرف پایا ہے!

ہم نے آپ(صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی اُمَّت کو پانچ خلعتیں عطا کر دی ہیں لہٰذا ان کی سعادتوں کے ستارے بزرگی کے اُفق پر جگمگائیں گے، اور وہ پانچ خلعتیں، پانچ نمازیں ہیں۔ جن سے آپ(صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی اُمَّت، خَلْوَت میں راحت پائے گی۔" آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے عرض کی:"جن خلعتوں کا نور کائنات میں پھیلا ہوا ہے اور چمک رہا ہے، ان کی پہچان اور اوصاف کیا ہیں؟ دُنیا میں ان کے نام کیا ہیں؟"جواب ملا:"اے حبیبِ محترم(صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! قرب کے مراتب پر تشریف رکھئے، یہ سب آپ(صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کے سامنے ایک ایک کر کے اپنے جلوے ظاہر کریں گی۔"

سب سے پہلے جو دلہن آئی اس پر روشن و چمکدار انوار واضح تھے، جس کی خوشبو تمام جہان میں پھیلی ہوئی تھی، اس کا نور اہلِ عقل و بصیرت کے سامنے واضح طور پر چمک رہا تھا۔ اس وقت آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو پکارا گیا:"اے وہ ہستی جو ہمارا وصال پا کر ہجر و فراق کے غم سے محفوظ ہو گئی اور اے وہ ہستی جس کی برکت سے اس کی اُمَّت کو بہت بڑا اجر و ثواب حاصل ہوا! اس خِلعت کو نمازِ فجر سے پہچانا جائے گا۔ اس کے بعد آپ(صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) نے سفید و روشن لباس میں دوسری دُلہن کو ملاحظہ فرمایا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو آواز دی گئی:"اے اعلیٰ مراتِب کے مالک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اور وہ ذات جس کی امت کو نماز (کے لئے ساری زمین کو مسجد بنا کر) اور (پاک زمین سے) طہارت کا حکم دے کر دیگر تمام امتوں پر فضیلت دی گئی ہے! اس نورانی پوشاک کا نام نمازِ ظہر ہے۔" پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سامنے واضح نورانی لباس میں ملبوس تیسری دلہن ظاہر ہوئی۔ اس کے

چمکتے چہرے کے نور سے کائنات جگمگا اُٹھی، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بتایا گیا: "اے وہ ذات جس کی صفات کی کوئی حد نہیں! اور جسے رُعب و دبدبہ اور نصرتِ خداوندی کی تلوار عطا کی گئی ہے! اس جگمگاتے حُلّے کا نام نمازِ عصر ہے۔" پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدَس میں باکمال لباس میں ملبوس چوتھی دُلہن ظاہر ہوئی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو کہا گیا "اے مُقرَّب و مہذَّب افراد میں سب سے زیادہ قرب و شرف پانے والے! اس خِلعت کا نام نمازِ مغرب ہے۔" پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سامنے وفا کے حُلّے زیب بدن کئے ہوئے پانچویں دلہن آئی۔ اور بلاشبہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نہایت عزت و شرف کے مقام پر فائز ہوئے اور مجتبیٰ و مصطفی بن گئے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بتایا گیا: "اے تمام مخلوق میں سب سے بہتر اور حسین ہستی (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! اس خِلعت فاخرہ کا نام نمازِ عشاء ہے۔ پس آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی امت ان پانچ نمازوں کی پابند ہو گی لیکن اجر و ثواب پچاس کا پائے گی، اور اے حوض و کوثر کے مالک (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! میں تجھے اس سے بھی زیادہ عطا کروں گا اور اسی کا ذکر قبول کروں گا جو میرے ذکر کے ساتھ تیرا ذکر بھی کرے۔"

جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر پانچوں نمازیں دلہنوں کے لباس میں ظاہر ہو چکیں تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک آواز سنی: خوشخبری ہے اس کے لئے جو ان نمازوں کی پابندی کرے، پس وہی اپنے مقصود و مراد کو پہنچے گا۔ جس نے آج تک اپنی خواہش کی قید سے چھٹکارا حاصل نہ کیا اور اس سے بچنے کی کوئی راہ تلاش نہ کی، اس سے کہہ دو کہ وہ اپنے

گذشتہ اعمال پر افسوس کرتے ہوئے اپنے نفس پر روئے،اور اگر آنسو نہیں بہا سکتا تو کم از کم رونے والی شکل بنالے۔(حکایتیں اور نصیحتیں ص ۲۶۰۔۲۶۱)

نماز کے افضل العبادات ہونے کی پانچ حکمت

سوال: نماز کے افضل العبادات ہونے کی کیا حکمتیں ہیں؟

جواب: نماز کے افضل العبادات ہونے کی چند حکمتیں ہیں:۔

پہلی حکمت: نماز تمام ملائکہ کی عبادتوں کا مجموعہ ہے کیونکہ ملائکہ مقربین میں سے بعض وہ ہیں جو صرف رکوع ہی کررہے ہیں بعض صرف سجدہ، بعض قیام، بعض صرف تسبیح و تہلیل، لیکن رب تعالی نے ہماری نماز میں یہ سب چیزیں جمع فرمادیا۔پس جو اس کی پابندی کرے گا وہ درجہ میں تمام ملائکہ کے برابر یا ان سے افضل ہو گا۔

دوسری حکمت: نماز میں تمام مخلوقات کی عبادات جمع ہیں وہ اس طرح کہ درخت ہر وقت قیام میں ہیں اور چوپائے رکوع میں،سانپ بچھو وغیرہ ہر وقت سجدے میں، مینڈک وغیرہ ہر وقت قعدے میں، انسان چونکہ ان سب سے افضل ہے اس لئے چاہئے کہ اس کی عبادت ان سب کی عبادتوں کو شامل ہو۔

تیسری حکمت: نماز انسان کی ہر حالت درست کرتی ہے ،برے کاموں سے بچاتی ہے کہ بڑے بڑے فاسق وفاجر لوگوں نے جب صدقِ دل سے نماز پڑھنی شروع کردی تو اللہ تعالی کے فضل سے سارے گناہوں سے بچ گئے اور رب کے محبوبین میں داخل ہو گئے۔

چوتھی حکمت: نماز ہر مصیبت کا علاج ہے اسی لئے اسلام نے ہر مصیبت کے وقت نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے مثلاً بارش نہ ہو تو نمازِ استسقاء پڑھو، سورج یا چاند کو گرہن لگے تو نمازِ کسوف پڑھو، کوئی حاجت درپیش ہو تو نمازِ حاجت پڑھو غرض کہ نماز ہر مصیبت میں کام آنے والی چیز ہے۔(تفسیرِ نعیمی جلد۔۱۔ص ۱۱۶)

پانچوی حکمت: نماز صدہا بیماریوں کا علاج ہے اس وقت کے اطباء بھی کہتے ہیں کہ وضو کرنے والا آدمی دماغی بیماریوں میں بہت کم مبتلا ہوتا ہے، نمازی آدمی اکثر تلّی کی بیماری اور جنون وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے نیز پنج وقتہ نمازی کے اعضاء دھلتے رہتے ہیں، کپڑے پاک رہتے ہیں، نمازی کا گھر بھی پاک رہتا ہے اس لئے وہ گندگی سے بچارہتا ہے اور گندگی ہی بہت سی بیماریوں کی جڑ ہے۔(تفسیرِ نعیمی جلد۔۱۔ص ۱۱۶)

پانچ نمازیں فرض کرنے کی پہلی حکمت

سوال: پانچ نمازیں کیوں فرض کی گئیں؟

جواب: دشمنانِ اسلام کی جانب سے اکثر وبیشتر اس طرح کے اعتراض سننے میں آتے ہیں کہ اسلام میں پانچ وقت کی نماز کیوں فرض کی گئی؟ حالانکہ ہمارے مذہب میں دو وقت کی پوجا رکھی گئی ہے اور وہ بھی ضروری نہیں، جس کا جی چاہے کرے اور جس کا جی نہ چاہے نہ کرے۔اور اس طرح ہمارے بعض بھولے بھالے مسلمان بھائی ان کی باتوں میں آکر وسوسوں کے شکار ہو کر رہ جاتے ہیں اور ان کے ذہنوں میں یہ سوال گردش کرنے لگتا ہے کہ بات تو صحیح ہے دو وقت کی نماز ہوتی تو اچھا ہوتا، پانچ وقت کی نماز فرض کر کے ہم پر زیادتی کی گئی ہے معاذ

اللہ عزوجل۔لہذا ضروری ہوا کہ مسلمانوں کو پانچ نمازوں کے فرض ہونے کی حکمت بتائی جائے تا کہ ان کے قلوب و اذہان کو بذریعۂ قوی برہان سکون و اطمنان حاصل ہو۔پس انہی باتوں کو مدِّ نظر رکھ کر اللہ عزوجل کی توفیق سے ان حکمتوں کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے،لہذا خوب توجہ کے ساتھ ان حکمتوں کو پڑھئے اور سمجھئے اللہ الکریم کی بارگاہِ عظیم میں دعا ہے کہ ہمیں نمازوں سے محبت و الفت عطا فرمائے اور پنج وقتہ نمازوں کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔

انسانی زندگی کی پانچ حالت

(۱)ولادت سے جوانی تک: یہ زمانہ انسان کی ترقی کا ہے۔

(۲)جوانی سے ادھیڑ عمر تک: یہ زمانہ انسان کے زوال کا ہے۔

(۳)ادھیڑ عمر سے بڑھاپے تک: یہ زمانہ انسان کی طاقت و قوت کی انتہاء کا ہے۔

(۴)موت کا زمانہ: یہ زمانہ انسان کا دنیا سے رخصتی کا ہے۔

(۵)موت کے بعد اس کے ذکر کا مٹ جانا: یہ زمانہ انسان کی انتہاء کا ہے۔

سورج کی پانچ حالت

(۱)طلوع آفتاب سے زوال سے پہلے تک کا زمانہ۔ یہ زمانہ سورج کے عروج کا ہے۔یہ انسان کی ترقی کی جانب اشارہ ہے۔

(۲)زوال سے وقتِ عصر تک کا زمانہ۔ یہ زمانہ سورج کی کمی کا ہے۔یہ انسان کے ادھیڑ عمر کی جانب اشارہ ہے۔

(۳)وقتِ عصر سے مغرب سے پہلے تک کازمانہ۔ یہ زمانہ سورج کی لاچاری و کمزوری کا ہے۔ یہ انسان کے بڑھاپے کی جانب اشارہ ہے۔

(۴)وقتِ مغرب کا زمانہ۔ یہ زمانہ سورج کے ختم ہونے کا ہے۔ یہ انسان کی موت کی جانب اشارہ ہے۔

(۵)وقتِ عشاء کا زمانہ۔ یہ زمانہ سورج کی تمام نشانیوں کے ختم ہونے کا ہے۔ یہ انسان کی یاد کے ختم ہو جانے کی جانب اشارہ ہے۔

فجر: پس انسان نے جب سورج کو طلوع ہونے کے بعد درجہ بدرجہ ترقی کرتے اور اپنی منزل کی طرف عروج کرتے دیکھا تو خیال کیا کاش! میں بھی اس سورج کی طرح ترقی کرتا ،میں بھی اپنی منزلِ مقصود کی جانب بڑھتا۔ انسان سورج کو دیکھ کر یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ رب نے انسان کو فجر کی نماز کا تحفہ دے کر گویا فرمایا کہ اے بندے تو سورج کو دیکھ کر اپنے اوپر افسوس نہ کر جہاں میں نے تجھ کو پیدا کیا وہیں تجھے ترقی کی راہ پر بھی گامزن کروں گا، جہاں اتنے احسانات کئے وہیں یہ احسان بھی کروں گا، آ میری بارگاہ میں آ اور میرے حضور اپنی جبینِ نیاز جھکا کر نمازِ فجر ادا کر تجھے ترقی یافتہ کر دوں گا، سورج کی طرح چمکتا دمکتا کر دوں گا کہ جس طرح تو سورج کو دیکھ کر متعجب ہے اسی طرح تجھے دیکھ کر میری ساری کائنات متعجب ہو گی۔

ظہر: انسان مسلسل سورج کو دیکھے ہی جا رہا تھا کہ اچانک ایک حادثہ پیش آیا اور وہ یہ کہ جس سورج کی روشنی نے ساری دنیا کو جگمگ جگمگ کر دیا تھا اس کو زوال لگ گیا، دیکھتے ہی دیکھتے عروج سے زوال پزیر ہونے لگا، کمی و نقصان کا شکار ہو کر رہ گیا، انسان اس پریشانی کے عالم

میں ایک بار پھر محوِ خیال ہوا اور دل ہی دل میں سوچنے لگا افسوس! کہیں ایسا معاملہ میرے ساتھ بھی نہ ہو کہ ترقی کے بعد زوال میرا مقدر بنے۔ انسان اس خیال میں یکسر محو تھا کہ اس کے پروردگار نے اسے ظہر کی نماز کی صورت میں علاجِ زوال عطا کر دیا گویا کہ ارشاد ہوا بندے تو سورج کے زوال کو دیکھ کر کیوں افسردہ ہے ترقی و زوال دینے والی ذات بے مثال میری ہے میں نے ہی سورج کو ترقی کی راہوں پر چلایا، میں نے ہی اسے زوال کی گھاٹیوں سے گزارا، اب اگر تو سورج کے زوال کی طرح ہر زوال سے بچنا چاہتا ہے تو میں تجھے ایک نسخۂ کیمیا عطا کرتا ہوں اس کی برکت سے تو ان تمام معاملات سے محفوظ رہے گا جن معاملات کے دائرے میں آکر سورج زوال پزیر ہوا، اور وہ ظہر کی نماز ہے، تجھے یہ نماز زوال کی اندھیری گھاٹیوں سے نکال کر راہِ مستقیم پر گامزن کر دے گی۔

عصر: سورج زوال کا شکار ہونے کے بعد رفتہ رفتہ لاچار و کمزور ہونے لگا، اس سے قبل کوئی اسے آنکھ بھر کر دیکھ نہیں سکتا تھا مگر اب چھوٹا سا بچہ بھی اسے ٹکٹکی باندھ کر دیکھ سکتا تھا، حضرتِ انسان کو سورج کی لاچاری و کمزوری دیکھ کر اسے اپنی لاچاری و کمزوری یاد آگئی جو اسے آئندہ در پیش ہونے والی ہے، دل بھر آیا، غمزدہ غمزدہ سا معلوم ہونے لگا، حضرتِ انسان کی ان کیفیات کو صرف احساس کی حد تک ہی محسوس نہیں کیا جا سکتا تھا بلکہ سرسری نگاہ ڈالنے والے پر بھی روزِ روشن کی طرح عیاں تھا، انہیں لمحات میں اس کے پروردگار کی رحمت اس پر نچھاور ہونے لگی گویا ارشاد ہوا اے انسان! سورج کی لاچاری و کمزوری کو دیکھ کر تو غمزدہ ہے، افسردہ

ہے، نہ نہ میری رحمت کو یہ گوارا نہیں کہ میں تجھے ایسے حالات میں تنہا چھوڑ دوں، بندے! آ میری بارگاہ میں نیاز مندانہ عصر کی نماز ادا کر میں تجھے لاچاری اور کمزوری سے بچا لوں گا۔

مغرب: انسان عصر کی نماز نیاز مندانہ طور پر ادا کر کے جونہی فارغ ہوا ایک مصیبت نے اسے پھر آ لیا، کیا دیکھتا ہے کہ سورج بڑی رفتاری کے ساتھ سمتِ مغرب ڈوبنے لگا اور وہ چند لمحوں کے بعد ڈوب ہی گیا، حضرتِ انسان کے دل پر ایک بجلی سی گری، ہائے یہ کیا ہو گیا؟ سورج اختتام پزیر ہو گیا، زمین و آسمان میں تاریکی چھا گئی، گویا کہ سورج موت کا شکار ہو گیا، انسان کے منہ سے ایک چیخ نکلی جو فضا کی پہنائیوں میں گم ہو کر رہ گئی، اور زبانِ حال سے کہنے لگا کیا میرا بھی ایک دن خاتمہ ہو جائے گا؟ کیا میں بھی موت کے آگوش میں سو جاؤں گا، کیا میری زندگی کا چراغ بھی بجھ جائے گا؟ اور اُس وقت میری بے بسی انتہا کو پہنچے گی جب مجھ کو روشنیوں سے جگمگاتی عارِضی خوشیوں سے مسکراتی دنیائے ناپائیدار کے فانی گھر سے نکال کر اندھیری قبر میں منتقل کرنے کیلئے کندھوں پر لاد کر سوئے قبرستان چل پڑیں گے؟

آواز آئی ہاں انسان یہ سب تیرے ساتھ بھی ہونے والا ہے، تو بھی ملکِ عدم کا مسافر بننے والا ہے، جس طرح سورج اختتام کو پہنچا ایسے ہی تیری زندگی اختتام کو پہنچ جائے گی۔ انسان نے جب یہ سنا تو اسے یاد آیا کہ میرا رب جس نے مجھے ترقی کی راہ دکھائی، مجھے زوال سے بچایا، لاچاری اور کمزوری سے بچایا وہی آج مجھے اس مصیبت سے بھی بچائے گا، چنانچہ انسان نے درد مندانہ، عاجزانہ التجا اپنے رب کی بارگاہ میں کرنے لگا، مولی تیری ہی ذات وہ ذات ہے جو مجھے اس مصیبت سے بچا سکتی ہے، میرے مولی مجھے اس مصیبت سے بچا، حضرتِ انسان کی اس پکار پر

ربِ کائنات کی رحمت نے اسے ڈھانپ لیا اور کہا بندے یقیناً وہ میں ہی ہوں جو تمام چیزوں کو زندگی اور موت دیتا ہوں، آ، ان حالات میں میری بارگاہِ عالی شان ولازوال میں آ، نمازِ مغرب ادا کر میں تجھے موت کی تاریکیوں سے مامون کر دوں گا۔

عشاء: انسان نمازِ مغرب پڑھ کر جب فارغ ہوا، اس کا خوف کچھ کم ہوا لیکن ایک غم نے اسے پھر گھیر لیا اور وہ یہ کہ جب اس نے آسمان کی طرف دیکھا تو ہر چار سو اسے اندھیرا ہی اندھیرا نظر آیا، سورج کے آثار جو ابھی کچھ دیر پہلے نظر آرہے تھے وہ بلکل ختم ہو چکے ہیں، اب نہ سورج رہا اور نہ اس کے اثرات،

بادل گرجے بجلی تڑپے دھک سے کلیجہ ہو جائے
بن میں گھٹا کی بھیانک صورت کیسی کالی کالی ہے

پاؤں اٹھا اور ٹھوکر کھائی کچھ سنبھلا پھر اوندھے منہ
مینہ نے پھسلن کر دی ہے اور دھر تک کھائی نالی ہے

ساتھی ساتھی کہہ کر پکاروں ساتھی ہو تو جواب آئے
پھر جھنجھلا کر سر دے پٹکوں چل رے مولیٰ والی ہے

پھر پھر کر ہر جانب دیکھوں کوئی آس نہ پاس کہیں
ہاں اک ٹوٹی آس نے ہارے جی سے رفاقت پالی ہے

حضرتِ انسان دل ہی دل میں گویا ہوا، کہ کیا میرے مرنے کے بعد میرے سارے اثرات ختم ہو جائیں گے؟ میری کوئی نشانی باقی نہیں رہے گی؟ میرے گھر والے، میرے احباب و

رشتے دار سب بھول جائیں گے، کیا میرے بڑے بڑے کارناموں کو زمانہ فنا کا قلم چلا کر مٹا ڈالے گا؟ ہائے !ہائے !وہ دنیا جسے سنوارنے کے لئے عمر بھر بھاگ دوڑ کی تھی، جس کی خاطر راتوں کی نیندیں اُڑائی تھیں، طرح طرح کے خطرے مول لیے تھے، حاسِدین کے رُکاوٹیں کھڑی کرنے کے باوجود بھی جان لڑا کر دنیا کا مال کماتے رہے تھے، خوب خوب دولت بڑھاتے رہے تھے، جس مکان کو مضبوط تعمیر کیا تھا پھر اُس کو طرح طرح کے فرنیچر سے آراستہ کیا تھا، وہ سبھی کچھ چھوڑ کر رخصت ہونا پڑ رہا ہو گا۔ آہ! قیمتی لباس کھونٹی پر ٹنگا رہ جائیگا، کار ہوئی تو گیرج میں کھڑی رہ جائے گی، کھیل کود کے آلات، عیش و طرب کے اَسباب اور ہر طرح کا مال و سامان دَھرا کا دَھرا رہ جائے گا۔

عالم انقلاب ہے دُنیا
چند لمحوں کا خواب ہے دُنیا
فخر کیوں دل لگائیں اِس سے
نہیں اچّھی، خراب ہے دُنیا

ہر بار کی طرح اس بار بھی انسان نے اپنے رب کی بارگاہ میں لڑکھڑاتے، ہانپتے کانپتے دہائی دی اور اپنے اس زخم کا مرہم طلب کیا تو رب عزوجل کی رحمت نے اسے تھام لیا، ارشاد ہوا بندے ہم نے تجھے پیدا کیا، پھر پروان چڑھایا، جوانی دی اور اپنی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کا موقعہ دیا، زوال سے بچا کر ترقی دی لاچاری و کمزوری کے دلدل سے نکالا، موت کی آندھیوں اور اس کے دردناک کرب و آلام سے بچایا، بندے! تجھے اس حالت میں میری رحمت

کیسے چھوڑ سکتی ہے آ، میری بار گاہ میں نمازِ عشاء ادا کر میں تیرے ذکر کو دنیا والوں میں ہی نہیں بلکہ اپنے ملائکہ میں باقی رکھوں گا۔

توبہ کر لیجئے!

اے عاشقانِ رسول! اتنے گناہ کرنے کے باوجود ہمارا رب ہم پر کتنا رحیم و کریم ہے کہ ہر جگہ، ہر موڑ پر ہمیں سہارا دے رہا ہے۔ لیکن سوچئے تو سہی کہ آخر ہم کب تک نفس و شیطان کے سامنے چاروں شانے چِت ہوتے رہیں گے! کب تک ہم خوابِ خرگوش کے مزے لیتے رہیں گے! قبر میں میٹھی نیند سونے کے لئے ہمیں آج ہی بیدار ہونا پڑے گا۔ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت مکّی مَدَنی مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی بار گاہِ بے کس پناہ میں نفس و شیطٰن کے خلاف یوں فریاد کرتے ہیں:

سرورِ دیں لیجئے اپنے ناتُوانوں کی خبر
نفس وشیطاں سیِّدا کب تک دباتے جائیں گے

اے عاشقانِ رسول! گناہوں کے عِلاج میں ہماری ذرا سی غفلت طویل پریشانی کا سبب بن سکتی ہے کہ نہ جانے کب موت ہمیں دُنیا کی رونقوں سے اٹھا کر ویران قبر کی تنہائیوں میں پہنچا دے، جہاں نہ صرف گُھپ اندھیرا بلکہ وحشت کا بسیرا بھی ہو گا، کوئی مُونس نہ کوئی ہمدرد! اگر تکَبُّر اور دیگر گناہوں کے سبب ہمیں عذابِ قبر میں مبتلا کر دیا گیا، آگ بھڑکا دی گئی، سانپ اور بچھو ہم سے لپٹ گئے، ہمیں مارا پیٹا گیا تو کیا کریں گے! کس سے فریاد کریں گے! کون

ہمیں چھڑانے آئے گا! آج موقع ہے کہ نماز نہ پڑھنے سمیت اپنے تمام گناہوں سے سچی توبہ کر کے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو منالیجئے۔

کرلے توبہ رب کی رحمت ہے بڑی
قبر میں ورنہ سزا ہو گی کَڑی

مولٰی تیرے عفو و کرم ہوں میرے گواہ صفائی کے
ورنہ رضاؔ سے چور پہ تیری ڈگری تو اقبالی ہے

پانچ نمازوں کی دوسری حکمت

دن اور رات میں پانچ حالتیں ہوتی ہیں اس لئے نمازیں بھی پانچ رکھی گئیں تاکہ انسان کی ہر حالت اللہ عزوجل کے ذکر سے شروع ہو مثلاً (۱) جب بندہ صبح کو اٹھا تو اب بیداری کی حالت شروع ہوئی لہذا سب سے پہلے اللہ عزوجل کا ذکر کرے۔ (۲) دوپہر تک دنیوی کاروبار سے فارغ ہوا کھانا وغیرہ کھا کر دوپہر میں آرام کیا اب جو اٹھا تو دن کا دوسرا حصہ اور ہماری دوسری حالت شروع ہوئی لہذا پہلے نماز پڑھ لو۔ (۳) عصر کے وقت تقریباً سارے لوگ اپنے کاروبار سے فارغ ہو گئے سیر و تفریح کا وقت آیا، بازاروں میں تجارتوں کے چمکنے کا وقت آیا گویا ہماری تیسری حالت شروع ہوئی اب بھی پہلے نماز پڑھ لو۔ (۴) مغرب کے وقت دن جارہا ہے رات آرہی ہے دنیا کی حالت نے کروٹ بدلی اب بھی پہلے نماز پڑھ لو۔ (۵) جب سونے کے لئے چلو تو بہت ممکن ہے کہ یہ نیند تمہاری آخری نیند ہو اس کے بعد قیامت ہی کو اٹھنا ہو اور اگر کسی

کی موت نہ بھی واقع ہو جب بھی نیند ایک قسم کی موت ہے لہذا اللہ عزوجل کا ذکر یعنی نماز پڑھ کر سوئیں۔ (تفسیر نعیمی جلد ۔ا۔ص ۱۱۶۔۱۱۷)

پس جس کام کی ابتداء اچھی ہوتی ہے وہ کام آخر تک اچھا رہتا ہے لہذا جس کے دن کی ابتداء نماز سے اور اس کا اختتام بھی نماز پر ہو تو ان شاء اللہ عزوجل اسے کامیابی مل کر ہی رہے گی۔

پانچ نمازوں کی تیسری حکمت

نماز کو پانچ اوقات میں اس لئے فرض کیا گیا کہ جب حضور ﷺ شبِ معراج اللہ عزوجل سے امت کے لئے تخفیف کی عرض کی اور واپسی کا عزم فرمایا تو اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:یا محمد ﷺ انهن خمس صلوٰت کل یوم و لیلة بکل صلوة عشر حسنات فتلك خمسون صلوٰة۔ ترجمہ: اے میرے حبیب ﷺ دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں اور ہر نماز دس کے برابر ہے اس لحاظ سے ان کی پچاس نمازیں ہوئیں۔(روح البیان جلد۔ا۔ص ۸۵)

پانچ نمازوں کی چوتھی حکمت

سابقہ امتوں پر نماز متفرق طور پر فرض تھی پس اللہ تعالی نے ہمارے نبی مکی مدنی ﷺ اور ہمارے لئے تفریق کو جمع سے بدل دیا، کیونکہ ہمارے نبی ﷺ دین و دنیا کے جمیع فضائل و کمالات کے جامع ہیں اسی طرح آپ ﷺ کے صدقے آپ ﷺ کی امت سابقہ اُمم کے اعتبار سے جامع ہے۔(روح البیان جلد۔ا۔ص ۸۵)

پانچ نمازوں کی پانچویں حکمت

سب سے پہلے فجر کی نماز سیدنا آدم علیہ السلام نے پڑھی اور ظہر کی نماز سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اور عصر کی نماز سیدنا یونس علیہ السلام نے اور مغرب کی نماز سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اور عشاء کی نماز سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے، پس یہی راز ہے نماز کو پانچ اوقات میں ادا کرنے کا۔(تفسیر نعیمی جلد۔۱۔ص ۱۱۴)

بعض روایات میں ہے کہ ان پانچ نمازوں کو سب سے پہلے ادا کرنے والے سیدنا آدم علیہ السلام ہیں پھر بعد میں انبیاء علیہم السلام متفرق طور پر ادا فرماتے رہے۔ وتر کی نماز سب سے پہلے ہمارے نبی ﷺ نے شبِ معراج میں ادا فرمائی اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا میرے لئے میرے رب نے ایک اور نماز زائد فرمائی ہے۔(روح البیان جلد۔۱۔ص۸۵۔۸۶)

پانچ نمازوں کی چھٹی حکمت

امام فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا میں نے توریت مقدس کے کسی مقام میں پڑھا اے مُوسیٰ! فجر کی دو ۲ رکعتیں احمد اور اس کی اُمت ادا کرے گی جو انہیں پڑھے گا اُس دن رات کے سارے گناہ اُس کے بخش دُوں گا اور وہ میرے ذمّہ میں ہو گا۔ اے موسیٰ! ظہر کی چار ۴ رکعتیں احمد اور اس کی اُمّت پڑھے گی انہیں پہلی رکعت کے عوض بخش دُوں گا اور دوسری کے بدلے ان کا پلّہ بھاری کر دوں گا اور تیسری کے بدلے ان کے لئے فرشتے موکل کروں گا کہ تسبیح کریں گے اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے، اور چوتھی کے بدلے اُن کیلئے آسمان کے دروازے

کشادہ کر دُوں گا، بڑی بڑی آنکھوں والی حُوریں اُن پر مشتاقانہ نظر ڈالیں گی۔ اے مُوسٰی! عصر کی چار ۴ رکعتیں احمد اور ان کی اُمت ادا کرے گی تو ہفت آسمان وزمین میں کوئی فرشتہ باقی نہ بچے گا سب ہی ان کی مغفرت چاہیں گے اور ملائکہ جس کی مغفرت چاہیں میں اسے ہرگز عذاب نہ دُوں گا۔ اے موسٰی! مغرب کی تین رکعت ہیں انہیں احمد اور اس کی اُمت پڑھے گی آسمان کے سارے دروازے ان کیلئے کھول دُوں گا، جس حاجت کا سوال کرینگے اسے پُورا ہی کر دوں گا۔ اے موسٰی! شفق ڈوب جانے کے وقت یعنی عشاء کی چار رکعتیں ہیں انہیں احمد اور ان کی اُمت پڑھیں گے، وہ دنیا ومافیہا سے اُن کیلئے بہتر ہیں، وہ انہیں گناہوں سے ایسا نکال دیں گی جیسے اپنی ماؤں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ اے موسٰی! وضو کرے گا احمد اور اسکی اُمت جیسا کہ میرا حکم ہے میں انہیں عطا فرماؤں گا ہر قطرے کے عوض کہ آسمان سے ٹپکے ایک جنت جس کا عرض آسمان وزمین کی چوڑائی کے برابر ہو گا۔ اے موسٰی! ایک مہینے کے ہر سال روزے رکھے گا احمد اور اس کی اُمت اور وہ ماہِ رمضان ہے عطا فرماؤں گا اسکے ہر دن کے روزے کے عوض جنت میں ایک شہر اور عطا کروں گا اس میں نفل کے بدلے فرض کا ثواب اور اس میں لیلۃ القدر کروں گا جو اس مہینے میں شرمساری وصدق سے ایک بار استغفار کریگا اگر اسی شب یا اس مہینے بھر میں مر گیا اسے تیس ۳۰ شہیدوں کا ثواب عطا فرماؤں گا۔ اے موسٰی! امتِ محمدیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں کچھ ایسے مرد ہیں کہ ہر شرف پر قائم ہیں لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دیتے ہیں تو ان کی جزا اس کے عوض انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا ثواب ہے اور میری رحمت ان پر واجب اور میرا غضب ان

سے دور، اور ان میں سے کسی پر بابِ توبہ بند نہ کروں گا جب تک وہ لا الٰہ الّا اللّٰہ کی گواہی دیتے رہیں گے اھ (فقیر محمد حامد رضا غفرلہ) (فتاوی رضویہ جلد۔۵۔ص۵۰۔۵۶)

پانچ نمازوں کی ساتویں حکمت

انسانی زندگی کے اختتام یعنی موت کے بعد انسان کو پانچ مصیبتوں کا سامنا ہوگا:

۱۔۔۔سکراتِ موت۔۲۔۔۔عذابِ قبر۔۳۔۔بروزِ قیامت اعمال نامہ کا ملنا۔۴۔۔۔پل صراط سے گزرنا ۔۵۔۔۔جنت کے دروازے سے گزرنا۔

پس جو شخص پانچ نمازیں ادا کرے گا اللہ عزوجل اسے ان پانچ مصیبتوں سے امان عطا فرمائے گا۔

طہارت کی صوفیانہ حکمت

سوال: نماز میں طہارت کو شرط قرار دینے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں: اس طہارت کا جز وضو ہے جس کے ہر مستحب و سنت و فرض میں راز ہے جو ایسی طہارت پر دلالت کرتا ہے جس سے اقامتِ صلوۃ کی استعداد پیدا ہوتی ہے مثلاً ہاتھ دھونے میں نفس کو گناہوں کے کیچڑ اور قلب کو صفاتِ ذمیمہ حیوانیہ شیطانیہ کے کیچڑ سے صاف کرنے کی طرف اشارہ ہے جیسے کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیبِ مکرم ﷺ کو حکم ارشاد فرمایا: وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ۔ یعنی اپنے کپڑے پاک رکھو۔ تفاسیر میں ثِیَاب بمعنی قلب بھی آیا ہے۔

اور منہ دھونے میں اس طرف اشارہ ہے کہ اپنے ارادے کے منہ کو ظلمتِ حُبِّ دنیا کی گرد وغبار سے پاک رکھا جائے کیونکہ حُبِّ دنیا تمام گناہوں کی جڑ ہے۔

(روح البیان جلد۔۱۔ص۸۷)

ستر عورت کی حکمت

سوال: ستر کا چھپانا کیوں ضروری ہے؟

جواب: اس لیے کہ اس کا حکم خود ہمارے اللہ نے ہم کو دیا ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ (پ۱۸، النور:۳۰)

ترجمۂ کنز الایمان: مسلمان مَردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزہ ہے، بیشک اللہ اُن کے کاموں سے خبردار ہے۔

اِس آیت میں مسلمان مَردوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور جس چیز کو دیکھنا جائز نہیں، اُس پر نظر نہ ڈالیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یعنی ان کو چھپا کر رکھیں۔

نیز نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی احادیثِ طیبہ میں بھی یہ حکم موجود ہے کہ دوسروں کے پوشیدہ اعضاء پر نظر ڈالنے سے بچا جائے چنانچہ اس کے متعلق رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:

"ایک مرد دوسرے مرد کے ستر کی جگہ نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کے ستر کی جگہ دیکھے۔" (مسلم، ج۱، ص۲۳۸، حدیث:۵۱۲)

ستر عورت کو چھپانے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ ننگا مرد یا ننگی عورت دیکھنے میں مناسب معلوم نہیں ہوتے، ان کا حسن و جمال جاتا رہتا ہے مگر جب اپنے جسم کے چھپانے والے اعضاء کو چھپالیں تو ان کے اندر ایک قسم کا حسن آجاتا ہے جو دیکھنے میں بھلا معلوم ہوتا ہے۔

دوسرے کے ستر کو دیکھنے کے نقصانات

سوال: دوسرے کا ستر دیکھنے کے کیا نقصانات ہیں؟

جواب: دوسرے کے کھلے ہوئے ستر کو دیکھنے سے نسیان (یعنی بھولنے کا مرض) پیدا ہوتا ہے۔

حضرتِ عیسٰی عَلَیۡہِ السَّلَام کا اِرشاد ہے کہ تین چیزوں میں بھلائی ہے: بولنے، دیکھنے اور چپ رہنے میں۔

جس کا بولنا ذکرِ خدا نہیں وہ بولنا "لغو" ہے،

جس کا دیکھنا عبرت کی نگاہ سے نہیں وہ دیکھنا "سہو ونسیان" ہے اور

جس کی خاموشی اپنے انجام پر غور کرنے کے لئے نہیں اس کی خاموشی "بیکار" ہے کیونکہ "تفکر" ہی سے دنیاوی میلان ختم ہوتا ہے، پسندیدہ چیزوں کی تمنا مرجھا جاتی ہے اور انسان غور و فکر کا عادی ہو جاتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب ص۱۷۹)

فرمانِ نبوی ﷺ ہے: نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے، جس نے خوف خدا کی وجہ سے اسے حرام سے بچا لیا، اللہ تعالیٰ اسے ایسا ایمان عطا کرے گا جس کی لذت وہ اپنے دل کی گہرائیوں میں محسوس کریگا۔

(المستدرک للحاکم، کتاب الرقاق، باب الزھد فی الدنیا۔۔۔ الخ، ۵/ ۴۴۶، الحدیث ۷۹۴۵)

حکماء کا قول ہے: جس نے اپنی نگاہ کو آوارہ چھوڑ دیا اس نے بے انتہا شرمندگی اٹھائی، یہ آزاد نگاہی انسان کو بے نقاب کر دیتی ہے، اسے ذلیل و خوار کرتی ہے اور جہنم میں طویل مدت تک رہنے کو اس پر واجب کر دیتی ہے، اپنی نظر کی حفاظت کر! اگر تو نے اسے آوارہ چھوڑ دیا تو برائیوں میں گھر جائیگا اور اگر تو نے اس پر قابو پالیا تو تمام اعضائے بدن تیرے مطیع ہو جائیں گے۔ (مکاشفۃ القلوب ص۱۷۹)

افلاطون سے پوچھا گیا کہ دل کے لئے زیادہ نقصان پہنچانے والی چیز کان ہے یا آنکھ؟ اس نے کہا: یہ دونوں دل کے لئے پرندے کے دو پروں کی طرح ہیں، وہ انہیں کی قوت سے اڑتا ہے، جب ان میں سے کوئی پَر ٹوٹ جاتا ہے تو وہ اڑنے میں بہت دشواری محسوس کرتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب ص۱۷۹)

دوسرے کے ستر عورت کو دیکھنے کے روحانی، اخلاقی، نفسیاتی اور سماجی نقصانات ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔روحانی نقصانات: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ میں مبتلا ہونا۔ دل سے نورِ ایمان کا کمزور ہونا۔ نیک اعمال میں سستی اور عبادت میں دل نہ لگنا۔

(۲)۔۔۔اخلاقی نقصانات: بے حیائی اور بد نگاہی کی عادت پڑ جانا۔ دل و دماغ میں برے خیالات اور فتنہ و فساد پیدا ہونا۔ شرم و حیا میں کمی آنا، جو ایمان کا ایک اہم حصہ ہے۔

(۳)۔۔۔نفسیاتی نقصانات: ذہنی انتشار اور بے سکونی کا شکار ہونا۔ گناہ کی لت لگنا، جس سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ غیر محرم کو دیکھنے کی عادت سے اپنی شریکِ حیات سے بے رغبتی پیدا ہونا۔

(۴)۔۔۔سماجی نقصانات: خاندانی نظام میں بگاڑ پیدا ہونا۔ معاشرتی بے راہ روی اور فحاشی کو فروغ ملنا۔ عزت دار رشتوں میں اعتماد کی کمی آنا۔

استقبالِ قبلہ کی پہلی حکمت

سوال: نماز میں قبلہ کو منہ کرنے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: نماز میں قبلہ کو منہ کرنے کی یہ حکمت ہے کہ کعبۂ معظمہ تمام زمین کی اصل ہے کیونکہ زمین وہیں سے پھیلی ہے اور انسان کی اصل مٹی ہے کہ وہ اسی سے بنایا گیا ہے پس چاہیئے کہ نمازی کا جسم اپنے اجسام کے اصل (یعنی کعبہ شریف) کی طرف رہے۔

(تفسیر نعیمی جلد۔۱۔ص۱۱۷)

استقبالِ قبلہ کی دوسری حکمت

استقبالِ قبلہ میں اس طرف اشارہ ہے کہ قرب و مناجات کے لئے طلبِ حق کے ماسوا سے اعراض اور حضرتِ ربوبیت کی طرف توجہ ہونی چاہیئے۔(روح البیان جلد۔۱۔ص۸۷)

قبلہ مقرر کرنے کی ۴ حکمت

سوال: نماز میں قبلہ کیوں مقرر کیا گیا؟

جواب: یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ نماز میں قبلہ مقرر کرنے کی کیا حکمت ہے؟ حالانکہ اگر قبلہ مقرر نہ کیا جاتا تو اچھا تھا کہ لوگ جس سمت چاہتے نماز پڑھتے یا کوئی سمت ہی مقرر نہ کی جاتی اور بلا سمت نماز ادا کی جاتی؟ اس سوال کے جواب میں چار حکمتیں ملاحظہ کیجئے۔

پہلی حکمت: پہلی حکمت یہ ہے کہ انسان میں قوتِ عقلیہ بھی ہے اور قوتِ خیالیہ بھی اور یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں، اسی لئے کوئی عقلی بات سمجھاتے وقت کوئی خیالی صورت سامنے رکھ لی جاتی ہے تاکہ عقلی معنی جلد سمجھ میں آجائیں۔ اقلیدس والے مثلث مربع کے خطوط کھینچ کر ضلع اور زاویہ وغیرہ سمجھاتے ہیں، علمِ ہیئت والے کرّہ سامنے رکھ کر آسمانی خطوط، معدل النہار اور منطقۃ البروج وغیرہ بتاتے ہیں، رعایا بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر اس سے عرض معروض کرتی ہے تاکہ خیال نہ بٹے، جب رب کے بندے اس کی عبادت کریں تو چونکہ وہ سامنے ہونے اور دنیا میں نظر آنے سے پاک ہے، لہذا چاہئے تھا کہ خیال جمانے کے لئے کسی طرف منہ کرلیا جائے اور اسی جہت کا نام قبلہ ہے۔

دوسری حکمت: نماز میں دل کی حاضری ضروری ہے اور یہ سکون سے حاصل ہوگی اور سکون جب ہی ہوگا کہ کسی طرف دھیان نہ ہو اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ ایک طرف رخ رہے، اسی طرف کا نام قبلہ ہے۔

تیسری حکمت: مسلمانوں میں اتفاق و محبت رب کی بڑی نعمت ہے اگر ہر شخص علیحدہ جہت پر نماز پڑھے تو اختلاف ظاہر ہو گا،لہٰذا ضروری تھا کہ ایک اللہ کے بندے اور ایک نبی کے امتی ایک ہی طرف نماز پڑھیں کہ ظاہری اتفاق سے دلی اور روحانی اتفاق بھی پیدا ہو۔

چوتھی حکمت: بعض جگہ بعض سے افضل ہے جس سے لوگ فیض پاتے ہیں۔ قبلہ زمین کے دوسرے حصوں سے بہتر ہے جہاں رب کی خاص تجلی ہے اسی طرف نماز پڑھنے میں انوار الٰہی حاصل ہوں گے۔(تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۱۲۔۱۳)

بت اور کعبہ کے سامنے ہونے کا فرق

سوال: مسلمان کہتے ہیں کہ ہم سب رب تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور موحد ہیں حالانکہ وہ کعبہ کی طرف سر جھکاتے ہیں یہ تو ہندوؤں سے بڑھ کر مشرک ہوئے کیونکہ ہندو تو ایک پتھر کو پوجتا ہے اور مسلمان ہزاروں پتھروں کے عمارت کو،اگر مسلمان کہیں کہ ہم کعبہ کو خدا نہیں جانتے تو ہندو بھی مورتی کو خدا نہیں سمجھتا بلکہ اپنا دھیان یکسو رکھنے کے لئے ایک پتھر کو سامنے رکھ لیتا ہے؟

جواب: اس کا جواب نماز کی نیت میں ہی دے دیا گیا ہے کیونکہ نیت میں یہ کہا جاتا ہے کہ نماز واسطے اللہ تعالیٰ کے منہ طرف کعبہ شریف کے،پس اس نیت سے معلوم ہوا کہ نماز کعبہ کے لئے نہیں بلکہ نماز تو اللہ کے لئے ہے،صرف جہت مقرر کرنے کے لئے کعبہ کی سمت تجویز کر دی گئی ہے اگر نماز کعبہ کے لئے ہوتی تو جس طرف کعبہ کا پتھر پہنچتا ادھر ہی مسلمان جھک جاتا مگر ایسا نہیں ہوتا،خلافِ کعبہ ہمارے پاس پہنچتا ہے مگر ہم اس کو سجدہ نہیں کرتے،اگر وہاں کوئی

پتھر بلکہ ساری عمارت ہندوستان میں رکھ دی جائے تو کوئی بھی مسلمان ادھر سجدہ نہ کرے، لیکن ہندوؤں کا یہ حال ہے کہ جدھر اس کی مورتی ادھر ہی پجاری کا سر، معلوم ہوا کہ اس کا سر مورتی کے لئے جھکا اور مسلمان کا سر رب تعالی کے لئے بلکہ خوف و سفر کے نفل میں جدھر منہ کر کے نماز پڑھے گا ہو جائے گی۔

پھر فرق یہ ہے کہ ہندو پتھر کسی انسان کے نام پر بناتا ہے مثلاً رام چندر، کالی مائی، دیو، مہادیو کے نام پر وغیرہ وغیرہ اور اس شخص کو خدا کا شریک اور خدائی میں حصہ دار مانتا ہے اور یہ سمجھ کر اس پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے جس کا یہ پتھر ہے میں اس کی عبادت کر رہا ہوں اور کعبہ شریف میں ان میں سے کوئی بات نہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ کعبہ عمارت کا نام نہیں ہے بلکہ اس جگہ کا نام ہے اگر وہاں کوئی عمارت بھی نہ ہو تو بھی نماز میں اسی طرف منہ کیا جائے گا، یہ عمارت تو اس جگہ کا نشان ہے، جب پہاڑ پر اور تہ خانوں میں نماز پڑھتے ہیں اس حالت میں اس عمارت کا کوئی بھی حصہ سامنے نہیں ہوتا۔(تفسیر نعیمی جلد۔۱۔ص۷۲)

خانۂ کعبہ کو قبلہ مقرر کرنے کی ۹ حکمت

سوال: کعبہ کو قبلہ مقرر کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: مسلمانوں کا قبلۂ اوّل بیت المقدس تھا پھر کسی بنا پر بدل کر خانۂ کعبہ کو مقرر کیا گیا جس میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں ان میں سے ۹ حکمتیں پیشِ خدمت ہیں۔

پہلی حکمت: اول یہ کہ خانۂ کعبہ تعمیرِ ابراہیمی بلکہ تعمیرِ دیگر انبیا ہے جبکہ بیت المقدس جنات کی تعمیر ہے، اور انبیا جن و انس سے افضل و اعلیٰ ہیں لہٰذا ان کی تعمیر کردہ عمارت بھی سب سے افضل و اعلیٰ ہوئی۔ (تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۱۳۔ ۱۴)

دوسری حکمت: دوسرے یہ کہ کعبہ بیتُ اللہ ہے، مسلمان عبادُ اللہ ہیں، اس کے پیغمبر حبیب اللہ اور ان کا قرآن کلام اللہ، تو گویا جب اللہ کے بندے رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے اللہ عزوجل کی عبادت میں کلام اللہ پڑھیں تو بیت اللہ کو منہ کرلیں تاکہ اتنی نسبتوں سے ان کا قلب اللہ کی طرف رہے۔ (تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۱۳۔ ۱۴)

تیسری حکمت: تیسرے یہ کہ مشرق مطلعِ انوار ہے کہ ادھر سے سورج نکلتا ہے اور مکۂ معظمہ مطلعِ سیدُ الانوار یعنی جائے ولادتِ نبی ﷺ، چاہیئے کہ بجائے مشرق کے نماز میں ادھر منہ کیا جائے۔ (تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۱۳۔ ۱۴)

چوتھی حکمت: چوتھے یہ کہ کعبۂ معظمہ وسط زمین میں ہے تو چاہیئے کہ نماز میں ادھر ہی منہ ہو تاکہ معلوم ہو کہ مسلمان امتِ وسط یعنی درمیانی امت ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک کے پارہ دو سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۴۳۔ میں ارشاد فرمایا کہ یہ امت درمیانی امت ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

ترجمہ کنزالایمان: اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

(تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۱۳۔ ۱۴)

پانچویں حکمت: پانچویں یہ کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کے محبوب اور کعبہ معظمہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا محبوب لہٰذا کعبہ رب عزوجل کا محبوب ہوا، پس چاہیئے کہ نماز کعبہ کی طرف پڑھی جاتی تاکہ ہمیں بھی محبوبیت ملے، نیز رب نے دنیا میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو راضی کیا فرمایا قِبْلَةً تَرْضٰىهَا اور یہ نہ فرمایا اَرْضٰىهَا اور آخرت کے متعلق فرمایا:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ؕ ۝۵ (پ۳۰ الضحی ۵)

ترجمہ کنزالایمان: اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے اس آیتِ مبارکہ میں اشارہ فرمایا گیا کہ سارا جہان تو میری رضا چاہتا ہے اور میں کونین میں تمہاری رضا۔(تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۱۳۔۱۴)

چھٹی حکمت: چھٹے یہ کہ خانۂ کعبہ پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے بنا ہے، طور سینا، طورِ زیتا، جودی، لبنان اور حرا۔ گویا جو ادھر نماز پڑھے یا کعبہ کا حج کرے وہ اگر گناہوں کے پہاڑ بھی لے کر آئے سب مٹا دیئے جائیں گے۔(تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۱۳۔۱۴)

ساتویں حکمت: ساتویں یہ کہ کعبۂ معظمہ کی زمین ساری زمین کی اصل ہے کہ اسی جگہ زمین کا جھاگ پیدا ہوا اور اس سے زمین پھیلی، نیز انسان کی بھی اصل ہے کہ اسی جگہ جسمِ حضرتِ آدم علیہ السلام خشک کیا گیا۔ پس چاہیئے کہ نماز میں اپنے اصل مبدا کی طرف رخ ہو تاکہ دل کا رخ اصل خالق کی طرف رہے۔(تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۱۳۔۱۴)

آٹھویں حکمت: آٹھویں یہ کہ روایت میں ہے کہ جب رب تعالیٰ نے زمین و آسمان کو حکم دیا کہ:

اِئْتِیَا طَوْعًا اَوْ کَرْهًا ؕ ترجمہ کنزالایمان دونوں حاضر ہو خوشی سے چاہے ناخوشی۔

(پ۲۴حم سجدہ۱۱)

توسب سے پہلے اس جگہ سے ذراتِ محمدیہ نے یہ حکم قبول کیا اور اس کے مقابل کے ساتوں آسمان کے حصوں نے اس کی موافقت کی اور عرض کیا کہ:

اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ۔ ترجمہ کنزالایمان: دونوں نے عرض کی کہ ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے۔(پ۲۴حم سجدہ۱۱)

اس سے معلوم ہوا کہ رب کی اطاعت کرنے والی پہلی یہ زمین ہے۔لہٰذا چاہیے تھا کہ مسلمان بھی اطاعت میں اسی طرف جھکیں۔(تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۱۳۔۱۴)

نویں حکمت: نویں یہ کہ بیت المقدس کا حج کبھی نہ ہوا، حج ہمیشہ سے کعبہ ہی کا ہوا۔لہٰذا بہتر تھا کہ مسلمانوں کا حج اور نماز ایک ہی طرف ہو۔(تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۱۳۔۱۴)

نمازوں کے وقت متعین کرنے کی حکمت

سوال: نمازوں کے اوقات کیوں مقرر کیے گیے؟

جواب: صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی سورۂ روم کی آیت نمبر ۱۸ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: نماز کے لئے یہ پنجگانہ اوقات مقرر فرمائے گئے اس لئے کہ افضل اعمال وہ ہے جو مدام ہو اور انسان یہ قدرت نہیں رکھتا کہ اپنے تمام اوقات نماز میں صرف کرے کیونکہ اس کے ساتھ کھانے پینے وغیرہ کے حوائج وضروریات ہیں تو اللہ تعالٰی نے بندہ پر

عبادت میں تخفیف فرمائی اور دن کے اوّل و اوسط و آخر میں اور رات کے اوّل و آخر میں نمازیں مقرر کیں تاکہ ان اوقات میں مشغولِ نماز رہنا دائمی عبادت کے حکم میں ہو۔(مدارک و خازن)

نیت کرنے کی حکمت

سوال: نماز میں نیت کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: نیت کے شرط ہونے کی عقلی دلیل بیان کرتے ہوئے شیخ الاسلام برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر الفرغانی المرغیانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنی کتاب الہدایہ میں لکھتے ہیں:

نیت کے شرط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نماز کی ابتداء قیام یعنی کھڑے ہونے سے ہوتی ہے اور قیام عادت اور عبادت دونوں کے درمیان مُتَرَدِّد ہے یعنی کبھی تو آدمی عادۃً کھڑا ہوتا ہے اور کبھی عبادت کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے، لہذا عادت اور عبادت والے قیام کے مابین فرق اور امتیاز ضروری ہے اور یہ فرق و امتیاز صرف نیت سے ہی حاصل ہو سکتا ہے، پس اسی وجہ سے نیت کرنا نماز میں شرط قرار پائی۔(الھدایہ جلد اول ص ۸۰ مطبوعہ مجلس برکات)

نیت کے تکبیرِ تحریمہ سے متصل ہونے کی حکمت

سوال: نیت کے تکبیرِ تحریمہ سے متصل ہونے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: تکبیر کے ساتھ نیت کی مقارنت میں اس طرف اشارہ ہے کہ طلب میں نیت ہو۔ پس بندے کو چاہئے کہ اس سے سوائے اس کی ذات کے کسی اور کی طلب نہ کرے کیونکہ

جس نے اس کے غیر کو طلب کیاتو گویااس نے اسی کو اپنا بڑااور معظم مطلوب سمجھانہ کہ اللہ تعالی کو۔(روح البیان جلد۔۱۔ص۸۷)

تکبیرِ تحریمہ میں ہاتھ اٹھانے کی حکمت

سوال: تکبیرِ تحریمہ میں کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: عقلاً بھی تکبیرِ تحریمہ کہنے کے لئے کانوں کی لوتک ہاتھ اٹھاناچاہیئے کیونکہ ہاتھ اٹھانے کے مقاصد میں سے ایک مقصد بہرے لوگوں کو نماز شروع ہونے کی اطلاع دیناہے اور ظاہرہے کہ یہ اطلاع علی وجہِ الکمال اسی صورت میں دی جاسکتی ہے جب دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لوتک اٹھایا جائے، تاکہ اگر کوئی بہرا بالکل آخری صف میں کھڑا ہو تو اسے بھی افتتاحِ نماز کا علم ہو جائے۔(الھدایہ جلد ا ص ۴۳ مجلس برکات)

صاحبِ تفسیرِ روح البیان علامہ اسماعیل حقی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: کہ تکبیرِ تحریمہ کہنے کے لئے ہاتھ اٹھانے میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ارادوں کے ہاتھ دنیاو آخرت کی طلب سے دور ہوں۔(روح البیان جلد۔۱۔ص۸۷)

تکبیر کہنے سے پہلے ہاتھ اٹھانے کی حکمت

سوال: تکبیر کہنے سے پہلے ہاتھ اٹھانے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: فقہائے احناف رحمہم اللہ السلام فرماتے ہیں کہ پہلے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور پھر تکبیر کہے اس لئے کہ یہاں دو چیزیں جمع ہیں (۱) نمازی کا فعل اور (۲) نمازی کا قول یعنی اللہُ اَکبَر کہنا، اور ان دونوں میں سے فعل کے ذریعے نمازی غیرُ اللہ سے کبریائی اور بڑائی کی نفی

کر رہا ہے جبکہ اپنے قول اللہ اکبر کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے لئے کبریائی وبڑائی ثابت کر رہا ہے، اور ضابطہ یہ ہے کہ ایک ہی مسئلے میں نفی اور اثبات دونوں جمع ہو جائیں تو نفی اثبات پر مقدم ہوتی ہے، لہذا یہاں بھی نفی یعنی نمازی کا فعل جو ہاتھ اٹھانا ہے وہ اثبات یعنی اس کے تکبیرِ تحریمہ کہنے پر مقدم ہو گا، لہذا نمازی پہلے اپنے ہاتھ کو اٹھائے پھر تکبیر کہے۔(الھدایہ جلد ۱ ص ۸۴ مجلس برکات)

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حکمت

سوال: ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: تکبیرِ تحریمہ کہنے کے بعد دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے اس طرح باندھنا کہ سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ کے اوپر رہے سنت ہے جیسے کہ فرمانِ مصطفےٰ ﷺ ہے: اِنَّ مِنَ السُّنَّۃِ وَضۡعَ الۡیَمِیۡنِ عَلَی الشِّمَالِ تَحۡتَ السُّرَّۃِ۔ یعنی ناف کے نیچے بائیں ہاتھ پر دائیں ہاتھ کا رکھنا سنت سے ہے۔(الھدایہ جلد اول ص ۸۶ مجلس برکات)

صاحبِ تفسیرِ روح البیان فرماتے ہیں کہ: سیدھے ہاتھ کو الٹے ہاتھ پر رکھنے اور ناف کے نیچے رکھنے میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ بندے اپنے مالک کے حضور یونہی پیش ہوتے ہیں۔(روح البیان جلد۔۱۔ص۸۸)

اور دوسری حکمت یہ ہے کہ ہاتھ باندھنے کا مقصد تعظیم ہے اور زیرِ ناف ہاتھ باندھنے سے تعظیم بہتر انداز میں ہوتی ہے اس لئے وہیں ہاتھ باندھنا مسنون ہے۔

قیام کی حکمت

سوال: نماز میں قیام کی کیا حکمت ہے؟

جواب: نماز میں چار چیزیں پڑھی جاتی ہیں اور چار کام کیے جاتے ہیں۔ قرآن، تسبیحیں، درود شریف اور دعائیں، یہ تو پڑھی جاتی ہیں۔ اور قیام، رکوع، سجدہ، قعود یہ چار کیے جاتے ہیں۔ ان چاروں کاموں میں دو حکمتیں ہیں:

(۱)۔۔۔ایک یہ کہ انسان میں چار وصف ہیں: وہ جماد بھی ہے، نامی بھی، حیوان بھی ہے، انسان بھی۔ جماد کی عبادت میں بیٹھا رہنا ہے۔ حیوان کی اصل عبادت رکوع میں رہنا۔ نباتات کی بندگی سجدہ۔ انسان کی بندگی قیام جیسا کہ قرآن سے ثابت ہے۔ لہذا نماز میں ان چاروں عبادات کو جمع کر دیا گیا۔ نیز یہ چاروں وصف انسان کے لیے رب سے دوری کا باعث بنے، گویا انسان چار درجے نیچے اترا اس کی ترقی کے لیے چار کام مقرر کیے گئے۔

(۲)۔۔۔دوسرے یہ کہ انسان میں آگ، پانی، ہوا، مٹی جمع ہے۔ آگ کی خاصیت تکبر و غرور ہے، اسی لیے وہ اوپر کو بھاگتی ہے۔ دیکھو شیطان آدم علیہ السلام کے آگے نہ جھکا۔ پانی کا کام ہے پھیلنا، خاک کی تاثیر جمود اور بے حسی ہے۔ ہوا کی تاثیر شہوت ہے، اسی لیے مقوی باہ دوائیاں باد انگیز ہوتی ہیں گویا انسان ان چار مفردوں کا معجون مرکب ہے اور مفردات کا اثر معجون میں ہوتا ہے۔ لہذا انسان میں یہ چاروں عیوب موجود تھے۔ ان کے دفعیہ کے لیے یہ چار ارکان نماز میں قائم کئے گئے۔ اور ان ارکان کو اللہ کے مختلف ذکروں سے پر کیا گیا۔ تاکہ ان عیوب سے پاکی حاصل ہو جس کا بیان اس آیت میں ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ۔ بیشک نماز بے حیائی او بری چیزوں سے روکتی ہے۔ (اسرار الاحکام ص ۱۱)

قیام اصل میں سجدہ کی وجہ سے فرض کیا گیا ہے اسی لیے جو شخص سجدہ کرنے پر قادر نہیں ہوتا اس پر سے قیام ساقط ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ سجدہ تام ہو کہ اوپر سے نیچے آنا اور اپنے سر کو زمین پر رکھنا انتہاء درجہ کی ذلت و رسوائی ہے اور اللہ پاک کے حضور یہی مقصود ہے۔

ثناء پڑھنے کی حکمت

سوال: نماز کو ثناء سے شروع کرنے کی حکمت کیا ہے؟

جواب: نماز کو ثناء سے شروع کرنے کی حکمت یہ ہے کہ "سُبۡحٰنَكَ اللّٰهُمَّ" جنتیوں کا جنت میں پہلا کلام ہے، پس جنتیوں کے پہلے کلمے سے نماز کی شروعات کی گئی تاکہ اس کی برکات حاصل ہوں اور نماز پڑھنے والا بھی جنت کا حقدار ہو۔ (الھدایہ جلد اول ص ۸٦ مجلس برکات)

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم کے ثمرات

سوال: قراءت سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھنے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھنے سے بندے کو پانچ فائدے حاصل ہوتے ہیں:

(۱)۔۔۔ دین و ہدایت پر استقامت۔

(۲)۔۔۔ شیطان مردود کے شر اور فساد سے بچاؤ۔

(۳)۔۔۔ اللہ کی پناہ کے مضبوط قلعے اور قرب کے مقام پر داخلہ۔

(۴)۔۔۔ پیغمبروں، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ مقامِ امن تک رسائی۔

(۵)۔۔۔زمین و آسمان کے مالک کی امداد کا حصول۔

(غنیۃ الطالبین ص ۲۷۳۔محمدی بک ڈپو دہلی)

بعض سابقہ کتب میں آیا ہے کہ جب شیطان لعین و مردود نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میں تیرے بندوں کے آگے، پیچھے اور دائیں، بائیں سے آؤں گا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ ایک بار میری پناہ مانگتا ہے تو میں اس کی دن بھر حفاظت فرماتا ہوں۔

(غنیۃ الطالبین ص ۲۷۳۔محمدی بک ڈپو دہلی)

فرضوں کی دو رکعت بھری اور دو رکعت خالی پڑھنے کی حکمت

سوال: فرضوں کی دو رکعت خالی اور دو بھری کیوں پڑھی جاتی ہیں؟

جواب: فرضوں کی دو رکعت خالی اور دو رکعت بھری کیوں پڑھی جاتی ہیں؟ جبکہ سنّت اور نفلوں میں چاروں بھری ہوتی ہیں۔ اس کے متعلق میرے آقا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فتاوی رضویہ میں لکھتے ہیں: نماز میں صرف دو ہی رکعت میں تلاوتِ قرآن مجید ضرور ہے سنّت و نفل کی ہر دو رکعت نماز جداگانہ ہے لہذا ہر دو رکعت میں قرأت لازم ہو کر چاروں بھری ہو گئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ جلد ۶ ص ۳۳۵)

نماز میں قرأت سرّی و جہری کا سبب

سوال: نماز میں قرأت سرّی و جہری کرنے کا سبب کیا ہے؟

جواب: نمازِ ظہر و عصر میں قرأت سری اور مغرب، عشاء و فجر میں جہری کی جاتی ہے۔ اس کے دو ۲ سبب بتائے جاتے ہیں:

پہلا سبب: ظاہری ہے کہ زمانۂ رسالت میں کفار قرآن عظیم سُن کر بیہودہ بکا کرتے تھے ظہر و عصر دونوں ان کی بیداری کے وقت تھے اس لئے ان میں قرأت خفی ہوئی کہ وہ سُن کر کچھ بکیں نہیں، فجر و عشاکے وقت وہ سوئے ہوتے تھے اور مغرب کے وقت کھانے میں مشغول، لہذا ان میں قرأت بالجہر ہوئی، مگر یہ سبب چنداں قوی نہیں۔

(فتاوی رضویه جلد ۶ ص۳۴۸)

دوسرا سبب: باطنی ہے نماز کے اس کے اکثر افعال واحکام ان سرار و حکم پر مبنی جو حقیقۃً صرف احوال سنیہ اہل قلوب پر متبنی پھر عوام بھی صورت احکام میں ان کے مشارک مثلاً نمازنہاری میں اخفاء واجب ہو اور لیلی میں جہر کہ لیل آیت لطف ہے اور اس کی تجلی لطیف اورنہار آیت قہری ہے اور اس کی تجلی شدید پھر تجلی جہری سری سے بہت قوی و گرم تر، لہٰذا تعدیل کے لئے تجلی قہری کے ساتھ ٹھنڈی تجلی رکھی گئی اور لطفی کے ساتھ گرم، جمعہ و عیدین میں باوجود نہاری حکم جہر ہوا کہ بوجہ کثرت حاضرین اُنس حاصل اور دہشت زائل اور قلب بوجہ شہود تجلی سے قدرے ذاہل بھی ہو گا، معہذا ایک ہفتہ کی تقصیرات جمع ہو کر حجاب میں گونہ قوت پیدا کرتی ہیں تو گاہے ماہے یہ معالجہ مناسب ہوا جو اپنی حرارت سے اسے گلا دے جیسے اطبّا، خطوط دقیقہ دیکھنے سے منع کرتے اور نادراً بغرض تمرین اسے علاج سمجھتے ہیں اور کسوف میں گو جماعت کثیر اور وقفہ طویل ہے پھر بھی اخفاء ہی رہا کہ وہ وقت تخویف و تجلی جلال اور وقفہ طویل ہے جہر نہ ہوسکے گا، اسی لئے ہمارے نزدیک نماز جنازہ میں اصلاً قراءت نہیں کہ یہ ہیبت عظیم و تجلی جلال، تجلی شدید قرآنی سے جمع نہ ہو اور جو قراءت کہتے ہیں وہ بھی جہر نہیں رکھتے کہ شدت

برشدت بڑھ جائے گی۔ شب کو آٹھ رکعت تک ایک نیت سے جائز اور دن کو چار سے زیادہ منع کہ سنت الٰہیہ ہے تجلی شیئاً فشیئاً وارد کرتے اور ہر ثانی میں اول سے قوی بھیجتے ہیں تو تجلی گرم، نہاری کے ساتھ چار سے آگے تاب نہ آئے گی اسی لئے ہر دو رکعت پر جلسہ طویلہ کا حکم ہوا کہ خوب آرام پالے، اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی یاد واجب ہوئی کہ لطف جمال سے حظ اٹھالے اور پچھلی رکعتوں میں قراءت معاف کہ تجلیات بڑھتی جائیں گی شاید دشواری ہو اور منفرد پر جہر واجب نہیں کہ بوجہ تنہائی دہشت وہیبت زیادہ ہوتی ہے عجب نہیں کہ تاب نہ لائے تو اسے اس کے حال ووقت پر چھوڑنا مناسب رکوع وسجود میں قراءت قرآن ممنوع ہوئی کہ ان کی تجلی، تجلی قیام سے سخت اشد، دوسری تجلی شدید قراءت مل کر افراط ہو گی، نیز قعود میں قراءت ممنوع ہوئی کہ وہ آرام دینے کے لئے رکھا گیا تجلی قرآنی کی شدت مل کر اسے مقصود سے خالی کردے گی اسی لئے رکوع کے بعد قومہ کا حکم ہوا کہ اس تجلی قوی سے آرام لے کر تجلی اقوی کی طرف جائے ورنہ تاب نہ لائے گا اسی بنا پر بین السجدتین، اطمینان سے بیٹھنا واجب کیا گیا کہ تجلی سجدہ ثانیہ اور اشد واعظم ہو گی اشد بر اشد کی توالی سے بنیان بشری نہ منہدم ہو جائے۔

(فتاوی رضویہ جلد ۷ ص۶۱۵۔۶۱۶)

رکوع کی حکمت

سوال: نماز میں رکوع کرنے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: رکوع کے لغوی معنی ہیں جھکنا یا پیٹھ ٹیڑھی کرنا۔ اصطلاح میں کبھی عاجزی و پستی کو بھی رکوع کہا جاتا ہے اور کبھی پوری رکعت کو بلکہ پوری نماز کو بھی رکوع کہہ دیتے

ہیں، رب فرماتا ہے:"وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ"۔ حق یہ ہے کہ پچھلی امتوں کی نمازوں میں رکوع نہ تھا، رکوع صرف اسی امت کی نماز سے مختص ہے۔ رب نے حضرت مریم علیھا السلام سے فرمایا:"وَاسْجُدِیْ وَارْکَعِیْ"وہاں رکوع بمعنی خضوع و انکسار ہے۔ رکوع ہر رکعت کا رکن ہے کہ رکوع مل جانے سے رکعت مل جاتی ہے۔

رکوع و سجود کی تسبیحات کی حکمت

سوال: رکوع و سجود کی تسبیحات کی حکمت کیا ہے؟

جواب: حضرت عقبہ ابن عامر سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب آیت "فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ" اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے اپنے رکوع میں کرلو اور جب آیت "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى" اتری تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے اپنے سجدے میں رکھو۔

اس حدیثِ پاک کی شرح میں مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: یعنی رکوع میں کہو "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم"اور سجدے میں کہو "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی"۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان آیتوں کے نزول سے پہلے مسلمان رکوع و سجدوں میں کوئی اور ذکر کرتے تھے۔

رکوع میں "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم" اور سجدے میں "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" ہی کیوں کہتے ہیں؟ اس کا الٹ کیوں نہیں کہتے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اعلیٰ عظیم سے زیادہ بلیغ ہے اور سجدے میں رکوع سے زیادہ اظہار عجز ہے اس لیے سجدے کے لیئے اعلیٰ مناسب ہوا اور رکوع میں عظیم زیادہ موزوں۔ (مراۃ جلد ۲ باب الرکوع، فصل ثانی حدیث ۸۱۹، ص ۷۴)

نماز میں دو سجدے کرنے کی حکمت

سوال: نماز میں دو سجدے کرنے کی حکمت کیا ہے؟

جواب: نماز میں دو سجدے اس بنا پر ہے جو روایات میں ہے کہ اللہ تعالٰی نے جب اولادِ آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام سے عہد لیا جس کا ذکر اللہ نے پارہ ۹ سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۱۷۲ میں کیا ہے چنانچہ ارشاد ہوا:

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا۔

ترجمہ کنزالایمان: اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولاد آدم کی پشت سے انکی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا، کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے۔

تو انھیں بطور تصدیق سجدے کا حکم دیا تو اللہ کے حکم ہر تمام مسلمان سجدہ ریز ہو گئے لیکن کافر کھڑے محروم رہ گئے جب مسلمانوں نے سجدے سے سر اُٹھایا اور دیکھا کہ کفار نے سجدہ نہیں کیا تو وہ دوبارہ اللہ تعالٰی کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ ریز ہو گئے کہ اللہ تعالٰی نے انھیں سجدہ اوّل کی توفیق دی ، لہٰذا نماز میں دو ۲ سجدے فرض ولازم ہو گئے اور رکوع ایک ہی رہا۔(فتاوی رضویہ جلد۶ ص۱۷۱)

قیام، رکوع اور سجود کی حکمت

سوال: قیام، رکوع اور سجود کی حکمت کیا ہے؟

جواب: قیام، رکوع و سجود میں اس حکمت کی طرف اشارہ ہے کہ بندے کا رجوع عالمِ ارواح اور مسکنِ غیب کی طرف ہے اس لئے کہ یہ) اس عالم و مسکن سے آیا ہے) پھر اس کا پہلے تعلق نباتیتہ سے ہوا، پھر حیوانیت سے، پھر انسانیت سے، پس قیام انسان کا خاصہ ہے اور رکوع حیوانیت کا اور سجود نباتات کا جیسے کہ اللہ پاک سورۃ الرحمٰن کی آیت نمبر۔۶۔ میں فرماتا ہے:

وَّ النَّجْمُ وَ الشَّجَرُ یَسْجُدٰنِ ﴿۶﴾ **ترجمہ کنز الایمان:** اور سبزے اور پیڑ سجدہ کرتے ہیں۔

بندے کا ان ہر سہ مراتب سے نفع بھی ہے اور نقصان بھی، اور روحِ علوی جو کہ نورانی ہے اس کا اس جسدِ سفلی (جو کہ ظلماتی ہے) سے متعلق کرنے میں بھی نفع مقصود ہے جیسے کہ حدیثِ قدسی میں ہے کہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے کہ: میں نے مخلوق کو اس لئے پیدا فرمایا کہ وہ مجھ سے بہرہ یاب ہو (نہ اس لئے کہ میں اس سے فائدہ حاصل کروں)۔

تاکہ روح سفلیات کے تمام مراتب سے فائدہ اٹھائے جو کہ وہ مراتب علویات سے نہ پا سکا اگرچہ وہ پہلے خسارے کی آزمائش میں مبتلا ہوا جیسے کہ پارہ۔۳۰۔ سورۃ العصر آیت نمبر ۔۱۔ اور ۔۲۔ میں فرمانِ باری پاک ہے:

وَ الْعَصْرِ ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔

ترجمۂ کنز الایمان: اس زمانۂ محبوب کی قسم۔ بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے۔ مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔

یعنی بندہ نورِ ایمان و عملِ صالح سے بلائے خسران (جو کہ مراتبِ سفلیہ سے ہے) نجات پاکر ان مراتبِ علویہ کے منافع سے باریاب ہوگا، مثلاً نماز کے قیام (جو کہ عاجزی و تواضع

کے ساتھ ہو) سے تکبر و تحیر (جو کہ انسان کی فطرت ہے) سے نجات پاکر کامل انسان ہو جائے گا ۔پس جب اس تکمیل سے کامیاب ہو جاتا ہے تو خالقِ کائنات کی طلب میں عالمِ کون کی طرف التفات بھی نہیں کرتا جیسے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کا شبِ معراج حال تھا جس کو قرآنِ پاک یوں بیان فرماتا ہے:

مَا زَاغَ الۡبَصَرُ وَمَا طَغٰی ﴿۱۷﴾ لَقَدۡ رَاٰی مِنۡ اٰیٰتِ رَبِّهِ الۡكُبۡرٰی ﴿۱۸﴾ (پارہ ۔۲۷۔سورۃ النجم۔۱۷۔۱۸)

ترجمہ کنزالایمان: آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ بیشک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں

تفسیر: اس آیت کی تفسیر میں مفتی نعیم الدین مرادآبادی خزائن العرفان میں لکھتے ہیں: اس میں سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کمالِ قوّت کا اظہار ہے کہ اس مقام میں جہاں عقلیں حیرت زدہ ہیں آپ ثابت رہے اور جس نور کا دیدار مقصود تھا اس سے بہرہ اندوز ہوئے، داہنے بائیں کسی طرف ملتفت نہ ہوئے، نہ مقصود کی دید سے آنکھ پھیری، نہ حضرت موسٰی علیہ السلام کی طرح بے ہوش ہوئے بلکہ اس مقامِ عظیم میں ثابت رہے۔

پس جب بندہ تکبرِ انسانی سے نجات پاتا ہے تو قیامِ انسانی سے رکوعِ حیوانی کی طرف رجوع کرتا ہے جو کہ خضوع و انکسار کا حامل ہے، پس رکوع کی بدولت صفتِ حیوانیہ کے خسارے سے نجات پاکر تحملِ اذی اور حلم کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے، پھر رکوع حیوانی سے فارغ ہو کر سجودِ نباتی کا رخ کرتا ہے، پس سجود کی برکت سے ذلتِ نباتیہ و سفلیہ کے خسران سے نجات پا

کر اس خشوع کے منافع سے بہرہ یاب ہوا جس میں فلاحِ ابدی و نورِ سرمدی ہے جیسے کہ پارہ ۔۱۸۔ سورۃ المؤمنون کی ابتدائی آیات میں فرمانے باری پاک ہے:

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱﴾ الَّذِیۡنَ هُمۡ فِیۡ صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ ﴿۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک مراد کو پہنچے ایمان والے۔ جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔

خشوع عبودیت کے عروج کا کامل آلہ ہے، اسی سے انسان کو جسدِ نورانی سے تعلق نصیب ہوا اور ایسا خشوع عالم میں کسی کو نہیں عنایت ہوا، یہ وہی رازِ امانت ہے کہ جس کے تحمل سے ملائکہ وغیرہ نے انکار کر دیا تھا جس کو پارہ۔ ۲۲۔ کے سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر۔ ۷۲۔ میں ذکر کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہوا:

اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ الۡجِبَالِ فَاَبَیۡنَ اَنۡ یَّحۡمِلۡنَهَا وَ اَشۡفَقۡنَ مِنۡهَا وَ حَمَلَهَا الۡاِنۡسَانُ ؕ اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا ﴿۷۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے۔ اور آدمی نے اٹھالی بیشک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے۔

تفسیر: اس آیت کی تفسیر میں مفتی نعیم الدین مرادآبادی خزائن العرفان میں لکھتے ہیں: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ امانت سے مراد طاعت و فرائض ہیں جنہیں اللہ تعالٰی نے اپنے بندوں پر پیش کیا، انہیں کو آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں پر پیش کیا تھا کہ اگر وہ انہیں ادا کریں گے تو ثواب دیئے جائیں گے نہ ادا کریں گے تو عذاب کئے جائیں گے۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ امانت نمازیں ادا کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، خانۂ کعبہ کا حج، سچ بولنا، ناپ اور تول میں اور لوگوں کی ودیعتوں میں عدل کرنا ہے۔ بعضوں نے کہا کہ امانت سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جن کا حکم دیا گیا اور جن کی ممانعت کی گئی۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص نے فرمایا کہ تمام اعضاء کان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ سب امانت ہیں اس کا ایمان ہی کیا جو امانت دار نہ ہو۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ امانت سے مراد لوگوں کی ودیعتیں اور عہدوں کا پورا کرنا ہے تو ہر مومن پر فرض ہے کہ نہ کسی مومن کی خیانت کرے نہ کافِر معاہد کی، نہ قلیل میں نہ کثیر میں۔

پس اللہ تعالٰی نے یہ امانت اعیانِ سمٰوٰت و ارض و جبال پر پیش فرمائی پھر ان سے فرمایا کیا تم ان امانتوں کو مع اس کی ذمّہ داری کے اٹھاؤ گے ؟ انہوں نے عرض کیا، ذمّہ داری کیا ہے ؟ فرمایا یہ کہ اگر تم انہیں اچھی طرح ادا کرو تو تمہیں جزا دی جائے گی اور اگر نافرمانی کرو تو تمہیں عذاب کیا جائے گا، انہوں نے عرض کیا نہیں اے ربّ ہم تیرے حکم کے مطیع ہیں نہ ثواب چاہیں نہ عذاب اور ان کا یہ عرض کرنا براہِ خوف و خشیت تھا اور امانت بطورِ تخییر پیش کی گئی تھی یعنی انہیں اختیار دیا گیا تھا کہ اپنے میں قوّت و ہمّت پائیں تو اٹھائیں ورنہ معذرت کر دیں، اس کا اٹھانا لازم نہیں کیا گیا تھا اور اگر لازم کیا جاتا تو وہ انکار نہ کرتے۔

پھر اللہ پاک نے وہ امانت آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کی اور فرمایا کہ میں نے آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کی تھی وہ نہ اٹھا سکے کیا تو مع اس کی ذمّہ داری کے اٹھا سکے گا؟ حضرت آدم علیہ السلام نے اقرار کیا۔

کیونکہ اباء خشوع کی نقیض ہے اور انسان میں چونکہ استعدادِ خشوع موجود تھی اس کی بدولت امانت کا بوجھ اٹھالیا اور خشوع کی تکمیل سجدے سے ہوتی ہے کیونکہ اسی سے صورتِ انسان وہیئتِ نماز میں کمال درجے کے عجز کا اظہار ہوتا ہے۔علاوہ ازیں اسی سے روح کا عالمِ سفلی سے قطع تعلق احسن طریق سے ہوتا ہے اور مراتبِ انسانیہ وحیوانیہ ونباتیہ سے اعراض وعالمِ روحانی علوی کی طرف عروج اسی کے بدولت ہوتا ہے اور نفحاتِ الطافِ حق کے لئے کمالِ تعرض اسی سے ہوتا ہے۔(روح البیان جلد۔۱۔ص۸۸۔۸۹)

تشہد کی حکمت

سوال: نماز کے قعدوں میں تشہد پڑھنے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: لغت میں تشہد کے معنی ہیں گواہ بننا یا گواہی دینا۔عرف میں کلمۂ شہادت پڑھنا، مگر شریعت میں التحیات کو تشہد کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں توحید ورسالت کی گواہی ہوتی ہے۔خیال رہے کہ التحیات اس کلام کا مجموعہ ہے جو معراج کی رات قربِ حضوری میں رب و محبوب کے درمیان ہوا، اولاً حضور نے عرض کیا "اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ" رب کی طرف سے ارشاد ہوا "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُه" محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً عرض کیا "اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ" ان دونوں قسموں کے کلاموں کو نمازی ادا کرکے اللہ کی توحید حضور کی رسالت کی گواہی دیتا ہے لیکن نمازی التحیات پڑھتے وقت معراج کی اس گفتگو کی نقل کی نیت نہ کرے بلکہ خود بارگاہ الٰہی میں تحیۃً اور بارگاہ رسالت میں سلام عرض کرنے کی نیت کرے(شامی) جیسے تکبیر تشریق حضرت جبریل

،حضرت خلیل، حضرت اسماعیل کے کلاموں کا مجموعہ ہے کہ جب حضرت جبریل جنت سے دنبہ لے کر حاضر ہوئے، ادھر خلیل اپنے لخت جگر کو ذبح کر رہے تھے تو اوپر سے پکارا "اَللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ" حضرت خلیل نے اوپر دیکھا تو جبریل کو آتے دیکھ کر فرمایا "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ" پھر بحکم پروردگار حضرت اسماعیل کے ہاتھ پاؤں کھولے اور قبولیت قربانی کی بشارت دی تو آپ نے فرمایا لِلّٰہِ الۡحَمۡدُ مگر اب تکبیر تشریق کہنے والا وہاں کی نقل کی نیت نہ کرے بلکہ اپنی طرف سے ذکر الٰہی کی نیت کرے۔(مراۃ جلد ۲ ص۸٦)

درودِ ابراہیمی کی حکمت

سوال: تشہد کے بعد درودِ ابراہیمی پڑھنے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: درودِ ابراہیمی میں تمام انبیائے کرام میں سے ابراہیم علیہ السلام کو خاص کرنے کی حکمت کے متعلق صاحبِ تبیین الحقائق لکھتے ہیں کہ اس کی دو وجہیں ہیں:

(۱)۔۔۔۔پہلی یہ کہ معراج کی رات رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو دیکھا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے ہر نبی کو سلام کیا لیکن ان انبیائے کرام علیہم السلام میں سے سوائے ابراہیم علیہ السلام کے کسی نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی امت پر سلام نہ بھیجا، پس ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم قیامت تک ہر نماز کے آخر میں ابراہیم علیہ السلام پر درود و سلام پڑھیں تاکہ یہ ان کے احسان کا بدلہ ہو جائے۔

(۲)۔۔۔۔دوسری یہ کہ جب ابراہیم علیہ السلام کعبہ شریف کی تعمیر سے فارغ ہو کر اپنے اہل کے ساتھ بیٹھے تو آپ علیہ السلام رو پڑے اور دعا کی کہ اے اللہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی امت کے

بوڑھوں میں سے جو اس گھر کا حج کرے تو اس کو میری جانب سے سلام پہونچا اس پر آپ علیہ السلام کے گھر والوں نے آمین کہا، پھر حضرتِ اسحٰق علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی امت کے ادھیڑ عمر والوں میں سے جو اس گھر کا حج کرے تو اس کو میری جانب سے سلام پہونچا اس پر آپ علیہ السلام کے گھر والوں نے آمین کہا، پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی امت کے جوانوں میں سے جو اس گھر کا حج کرے تو اس کو میری جانب سے سلام پہونچا اس پر آپ علیہ السلام کے گھر والوں نے آمین کہا، پھر حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے دعا کی کہ اے اللہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی امت کی عورتوں میں سے جو اس گھر کا حج کرے تو اس کو میری جانب سے سلام پہونچا اس پر آپ علیہ السلام کے گھر والوں نے آمین کہا، پھر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے دعا کی کہ اے اللہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی امت کے غلاموں اور باندیوں میں سے جو اس گھر کا حج کرے تو اس کو میری جانب سے سلام پہونچا اس پر آپ علیہ السلام کے گھر والوں نے آمین کہا،

پس جب ان حضرات کا سلام پہلے ہو چکا تو ہمیں نماز میں ان کے ذکر کا حکم دیا گیا تاکہ ان کے احسان کا بدلہ ہو جائے۔(تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق جلد۔۲۔ص۱۰۵)

نمازوں کی رکعتوں کے مختلف ہونے کی حکمت

سوال: نمازوں کی رکعت مختلف ہونے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: اس کی دو حکمتیں ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

پہلی حکمت: نماز دو یا تین یا چار رکعت اس لئے فرض ہوئی کہ حضور جانِ عالم ﷺ نے شبِ معراج بعض ملائکہ کو دیکھا کہ بعض دو پروں والے تھے بعض تین والے اور بعض چار والے، پس اللہ تعالیٰ نے ان کی ہیئات کو انوارِ صلوٰات میں متشکل فرمادیا بایں طور کہ جب اعمال کے ملائکہ ارواحِ عبادات کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں تو یہ عبادات نورانی شکلوں میں متمثل ہوتی ہیں چنانچہ اس کے متعلق حدیثِ پاک میں وارد ہوا ہے:

اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے پروں کو تین مراتب میں تقسیم فرمایا اور نمازی کو بھی انہی تین قسموں کے پر عطا ہوئے کہ وہ ان سے ملائکہ کے موافق ہو کر اللہ پاک کی طرف پرواز کرے تاکہ ملائکہ اس کے لئے استغفار کریں۔ (تفسیر روح البیان جلد۔۱۔ص۸۵)

دوسری حکمت: طبیب کے نسخے میں دوائیں مختلف وزن کی ہوتی ہیں کوئی دو ماشہ تو کوئی تین تولہ اور دواؤں کے یہ اوزان اس کی حکمت پر مبنی ہوتے ہیں اسی طرح نماز کی رکعتیں گویا روحانی نسخہ کے اوزان ہیں جو طبیبِ حقیقی کی حکمتوں پر مبنی ہیں۔ (تفسیر نعیمی جلد۔۱۔ص۱۱۷)

فجر کی دو رکعتوں کی حکمت

سوال: فجر میں دو ہی رکعت کیوں؟

جواب: آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام جب جنّت سے زمین پر تشریف لائے دنیا آنکھوں میں تاریک تھی اور ادھر رات کی اندھیری آئی، انہوں نے رات کہاں دیکھی تھی بہت خائف ہُوئے، جب صبح چمکی دو ۲ رکعتیں شکرِ الٰہی کی پڑھیں، ایک اس کا شکر کہ تاریکی شب سے نجات

ملی دوسرا اس کا کہ دن کی روشنی پائی انہوں نے نفل پڑھی تھیں ہم پر فرض کی گئیں کہ ہم سے گناہوں کی تاریکی دُور ہو اور طاعت کا نُور حاصل۔ (فتاوی رضویہ جلد۔۵۔ص۶۸)

ظہر کی چار رکعتوں کی حکمت

سوال: ظہر میں چار ہی رکعت کیوں؟

جواب: زوال کے بعد سب سے پہلے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے چار رکعت پڑھیں جبکہ اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فدیہ اُترا ہے پہلی اس کے شکر میں کہ بیٹے کا غم دُور ہوا دوسری فدیہ آنے کے سبب، تیسری رضائے مولٰی سبحٰنہٗ وتعالٰی کا شکر، چوتھی اس کے شکر میں کہ اللہ پاک کے حکم پر اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے گردن رکھ دی، یہ ان کے نفل تھے ہم پر فرض ہُوئیں کہ مولٰی تعالٰی ہمیں قتلِ نفس پر قدرت دے جیسی اُنہیں ذبحِ ولد پر قدرت دی اور ہمیں بھی غم سے نجات دے اور یہود و نصارٰی کو ہمارا فدیہ کرکے نار سے ہمیں بچالے اور ہم سے بھی راضی ہو۔

کتاب (یعنی روضہ) کی عبارت یوں ہے:"تو ہمیں ظہر کی چار رکعتوں کا حکم دیا گیا کیونکہ ہمیں بھی اللہ تعالٰی نے شیطان کے مقابلے کی توفیق عطا فرمائی جس طرح ابراہیم علیہ السلام کو بیٹا ذبح کرنے کی توفیق بخشی اور ہمیں بھی غم سے نجات دی جیسے ان کو دی تھی اور (یہود و نصارٰی کو جہنم میں) ہمارا فدیہ بنایا جس طرح ان کیلئے (جنّتی دُنبے کو اسمٰعیل علیہ السلام کا) فدیہ بنایا اور ہم سے بھی اللہ تعالٰی راضی ہوا جیسے کہ ان سے ہوا، اقول (میں کہتا ہوں) ان الفاظ کی بنسبت میری ذکر کردہ عبارت چھ ٦ وجوہ سے زیادہ عمدہ ہے اور یہ وجوہ سوچنے والے پر مخفی نہیں ہیں۔

(فتاوی رضویہ جلد۔۵۔ص۶۸۔۶۹)

عصر کی چار رکعتوں کی حکمت

سوال: عصر میں چار ہی رکعت کیوں؟

جواب: نمازِ عصر سب سے پہلے یونس علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے پڑھی کہ اس وقت مولٰی تعالٰی نے انہیں چار ۴ ظلمتوں سے نجات دی: ظلمتِ لغزش، ظلمتِ غم، ظلمتِ دریا، ظلمتِ شکمِ ماہی۔ یہ اُن کے نفل تھے ہم پر فرض ہوئی کہ ہمیں مولٰی تعالٰی ظلمتِ گناہ وظلمتِ قبر وظلمتِ قیامت وظلمتِ دوزخ سے پناہ دے۔ (فتاوی رضویہ جلد۔۵۔ص۶۸۔۶۹)

مغرب کی تین رکعتوں کی حکمت

سوال: مغرب میں تین ہی رکعت کیوں؟

جواب: مغرب سب سے پہلے عیسٰی علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے پڑھی، پہلی اپنے سے نفی الوہیت، دوسری اپنی ماں سے نفی الوہیت، تیسری اللہ پاک کے لئے اثباتِ الوہیت کیلئے۔ یہ ان کے لئے نفل تھے اور ہم پر فرض ہُوئے کہ روزِ قیامت ہم پر حساب آسان ہو، نار سے نجات ہو، اُس بڑی گھبراہٹ سے پناہ ہو۔ (فتاوی رضویہ جلد۔۵۔ص۶۹)

عشاء کی چار رکعتوں کی حکمت

سوال: عشاء میں چار ہی رکعت کیوں؟

جواب: سب سے پہلے عشاء مُوسٰی علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے پڑھی جب مدائن سے چل کر راستہ بھُول گئے۔ بی بی کا غم، اولاد کی فکر، بھائی پر اندیشہ، فرعون سے خوف، جب وادیِ ایمن

میں رات کے وقت مولیٰ تعالیٰ نے اِن سب فکروں سے انہیں نجات بخشی، لہذا انہوں نے چار نفل شکرانے کے پڑھے جو ہم پر فرض ہُوئی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی راہ دکھائے، ہمارے بھی کام بنائے، ہمیں اپنے محبوبوں سے ملائے دشمنوں پر فتح دے آمین! (فتاوی رضویہ جلد۔۵۔ص۷۰)

احکامِ الٰہی کے مختلف ہونے کی حکمت

سوال: احکامِ الٰہی کے مختلف ہونے کی حکمت کیا ہے؟

جواب: حکم شاذلیہ اور اس کی شرح میں مذکور ہے کہ اللہ تعالی کے علم میں تھا کہ انسان سے کئی مذاہب ظاہر ہوں گے تو پھر (بہ بنائے مصلحت) اپنی طاعات کے انواع بھی کئی مقرر فرمائے، تاکہ جب ایک نوع سے ملال کرے تو دوسری نوع میں شروع ہو کر راحت حاصل کرے۔ اور یہ بھی علمِ الٰہی میں تھا کہ انسان میں وہ حرص ہے جو اسے مختلف ملتوں کی طرف کھینچ کر اسے مقصودِ اعلیٰ تک پہنچنے سے روکے رکھے گا، تو پھر اس پر چند واقعات کی پابندی لگا دی مثلاً آٹھوں پہروں میں پانچ وقت کی نماز، سال میں ایک ماہ کا روزہ، دو سو درہم سے پانچ درہم زکوۃ اور عمر بھر میں صرف ایک دفعہ حج بیت اللہ۔

پھر فرض کی تفاصیل کے لئے وہ وقت ہے جو دوسرے فرض کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ یہ سب کچھ انسان کے لئے رحمت اور اس کے عبد بننے کی سہولت کے موجبات ہیں تاکہ اس سے ان کی ادائیگی کا خیال ہٹ نہ جائے۔ نیز اللہ پاک نے اوقات میں وسعت کر دی تاکہ بندوں کو اس کی ادائیگی میں آسانی رہے۔ (روح البیان جلد۔۱۔ص۸۶)

پانچ نمازوں کے ناموں کی حکمت

سوال: پانچ نمازوں کے ناموں کی حکمت کیا ہے؟

جواب: اے عاشقانِ رسول ! اسلام میں پانچ نمازوں کے جو نام رکھے ہیں ان ناموں میں بھی حکمتیں ہیں مثلاً:

فجر: فجر کا معنی صبح کی روشنی کے ہیں اور یہ نماز اسی روشنی کے وقت ادا کی جاتی ہے اس لئے صبح کی نماز کا نام فجر رکھا گیا۔

ظہر: ظہر دن کے آدھے ہونے کے وقت کو کہتے ہیں اور یہ نماز بھی دن کے آدھے ہونے کے بعد ہی ادا کی جاتی ہے اس لئے دوپہر کی نماز کا نام ظہر رکھا گیا۔

عصر: عصر آفتاب کے سرخ ہونے تک دن کے آخری حصے کو کہتے ہیں اس لئے اس وقت میں پڑھی جانے والی نماز کو عصر کا نام دیا گیا۔

مغرب: مغرب کا معنی آفتاب کے غروب ہونے کی جگہ یا وقت ہے پس یہ نماز بھی آفتاب کے غروب ہونے کے بعد ہی ادا کی جاتی ہے اس لئے اس نماز کا نام مغرب رکھا گیا۔

عشاء: عشاء رات کی ابتدائی تاریکی کو کہتے ہیں اور یہ نماز بھی رات کی ابتدائی تاریکی میں ہی ادا کی جاتی ہے اس لئے اس نماز کا نام عشاء رکھا گیا۔

فرضوں کے ساتھ سنن کی حکمت

سوال: فرضوں کے ساتھ سنن کی حکمت کیا ہے؟

جواب: کئی سارے لوگ یہ کہتے ہیں کہ:

اعتراض: چاہئے کہ نماز فرض ہی پڑھی جائے سنتوں کی کوئی ضرورت نہیں کہ اللہ تعالی کی جانب سے فجر میں دو، ظہر میں چار، عصر میں چار، مغرب میں تین اور عشاء میں چار رکعتیں ہی فرض ہیں؟ نیز فرض نماز میں صرف شرائط و فرائض اور واجبات ہی کی رعایت کی جائے نہ کہ سنن و مستحبات کی؟

جواب: سنتوں کے بغیر فرض ناقص ہیں بلکہ بغیر سنت فرض ادا ہو سکتے ہی نہیں، فرض کو سنت سے وہ تعلق ہے جو پانی کو کھانے سے ہے کہ بغیر پانی نہ تو کھانا تیار ہوتا ہے اور نہ کھایا جاسکتا ہے اسی طرح بغیر سنت نہ تو فرض ادا ہو سکتا ہے اور نہ پڑھا جاسکتا ہے مثلاً روٹی ہے یہ بغیر پانی بنتی بھی نہیں اور کھائی بھی نہیں جاتی۔ کھیت میں گیہوں پانی سے تیار ہوا پھر آٹا پانی سے گوندھا گیا، جب کھانے کے لئے بیٹھے تو ساتھ پانی بھی پیا گیا، جس ترکاری سے روٹی کھائی وہ بھی کھیت میں پانی سے تیار ہوئی پھر پانی ہی سے دھلی اور پانی ہی سے پکی۔

اسی طرح فرض سنت سے حاصل ہوتا ہے، نماز پڑھنے لگو تو کانوں تک ہاتھ اٹھاؤ، قیام، تلاوت، رکوع، سجدہ التحیات، سلام وغیرہ کی سنتیں ادا کرو تو فرض ادا ہو۔ پھر کوئی فرض نماز ایسی نہیں جس کے ساتھ سنتیں نہ پڑھی جائیں اسی طرح روزہ رکھنے کے لئے سحری کھانا، کھجور سے افطار کرنا وغیرہ سب سنت ہیں۔ زکوۃ کے پیسے سے اپنے اہلِ قرابت کی خدمت کرنا سنت بلکہ فرض تو ہم پر بالغ ہونے کے بعد عائد ہوتے ہیں اور مرنے سے پہلے ہی ہمیں چھوڑ دیتے ہیں لیکن سنت مصطفی ﷺ پیدا ہوتے ہی ہمیں اپنے دامن میں لیتی ہے اور مرنے پر بھی بلکہ مرنے کے بعد بھی ہمارا ساتھ نہیں چھوڑتی، پیدا ہوتے ہی بچے کو غسل دینا، کپڑا پہنانا، ختنہ و

عقیقہ کرنا وغیرہ سب سنت ہی تو ہیں، پھر زندگی گزارنا، پیٹ بھر کر کھانا، جوتا، پگڑی، کرتہ، اچکن وغیرہ پہننا یہ سب سنتیں ہیں۔

اکثر صورتوں میں نکاح کرنا اور بیوی بچوں کی پرورش کرنا، مکان بنانا وغیرہ یہ سب سنتیں ہیں اسی طرح مرتے وقت کلمہ پڑھانا، کفن کی ترتیب دینا، قبر کی نوعیت وغیرہ یہ سب سنتیں ہیں۔ بعدِ موت ایصالِ ثواب کرنا وغیرہ سنتیں ہیں اسی لئے ہمارا نام اہلِ فرض نہیں بلکہ اہلسنت وجماعت ہے۔

جو لوگ سنت نمازوں کے منکر ہیں ان کو چاہیئے کہ نہ تو مکان بنائیں نہ دو وقتہ پیٹ بھر کر روٹی کھائیں، نہ عمدہ لباس پہنیں بلکہ مرنے لگیں تو جان بچانے کے لئے تھوڑے چنے کھا لیا کریں اور صرف ناف سے گھٹنوں تک کپڑا باندھا کریں اور سخت ضرورت کے بغیر نکاح ہرگز نہ کریں اور اپنا نام کچھ نہ رکھیں کیونکہ فرض صرف اسی قدر ہیں۔ پس سنت کا منکر کیسا منکر ہے؟ کہ نماز کی سنتوں سے انکار اور باقی تمام سنتوں پر عمل تعجب ہے! (تفسیر نعیمی جلد۔۱۔ص۱۱۸)

اے عاشقانِ رسول! ایسے لوگوں کے بہکانے میں مت آنا کیونکہ حقیقت تو یہ ہے کہ سنتِ مصطفی ﷺ نے ہی ہم کو انسان بنایا اور بے شمار فوائد و فضائل ہمکنار کیا۔

رب پاک ہمیں ساری زندگی سنتوں پر قائم و دائم رکھے اور دوسروں کو سنتوں کی دعوت دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ کہ جہاں سنتوں پر عمل کرنے کی فضیلتیں ہیں وہیں سنتوں کو چھوڑنے کی وعیدیں بھی ہیں۔ حتی کہ فرمایا گیا کہ سنتوں کو چھوڑنے والا شفاعتِ مصطفی ﷺ سے محروم ہے (والعیاذ باللہ) جیسے کہ بہارِ شریعت جلد،۱، حصہ،۴، صفحہ نمبر۔۶۶۲ پر ہے:

جس نے سنت کو ترک کیا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو میری سنت کو ترک کریگا، اسے میری شفاعت نہ ملے گی۔"۔

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہوا کہ: رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے: "جس نے میری سنت سے منہ پھیرا وہ مجھ سے نہیں۔"

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، الحدیث: ۵۰۶۳، ص۴۳۸)

چھ اشخاص پر خدا اور سول کی لعنت

رسولُ اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چھ شخصوں پر میں نے اوراللہ عَزَّ وَجَلَّ نے لعنت فرمائی ہے اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے: (۱)...تقدیر کا منکر (۲)...اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی کتاب میں اضافہ کرنے والا (۳)...زبردستی مُسَلَّط ہونے والا (حاکم) (۴)...اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے حرام کو حلال ٹھہرانے والا (۵)...میری آل کے متعلق وہ باتیں حلال سمجھنے والا جنہیں اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے حرام کیا اور (۶)...میری سنت کو ترک کرنے والا۔ اس حدیثِ پاک کی سَنَد صحیح ہے۔

(المستدرک، کتاب التفسیر، سورۃ واللیل اذا یغشی، باب ستۃ لعنھم اللہ ۔۔الخ، الحدیث: ۳۹۹۶، ج۳، ص۳۷۵)

اعمالِ نماز کا شرعی جائزہ

نماز شروع کرنے سے پہلے تمام شرائطِ نماز بجالانا ضروری ہے ورنہ نماز ہی شروع نہیں ہو گی اور وہ چھ ہیں: (۱) طہارت (۲) سترِ عورت (۳) استقبالِ قبلہ (۴) وقت (۵) نیت (۶) تکبیرِ تحریمہ۔ (الدر المختار، کتاب الصلوۃ، باب شروط الصلوۃ، ج ۲ ص ۸۹)

تکبیرِ تحریمہ: ان شرائط کو بجا لانے کے بعد تکبیرِ تحریمہ کے لئے ہاتھ اٹھانا، ہاتھوں کی انگلیاں اپنے حال پر رکھنا، ہتھیلیوں اور انگلیوں کا پیٹ قبلہ رخ ہونا، تکبیر کے وقت سر نہ جھکانا، یہ تمام چیزیں سنت ہیں۔ تکبیر کہنا شرط و فرض ہے اور تکبیرِ تحریمہ میں لفظِ اللہ اکبر کہنا واجب ہے۔ نیز تکبیر کے بعد فوراً ہاتھ باندھ لینا سنت ہے۔

قیام: قیام یعنی کھڑا ہونا فرض ہے، دونوں پاؤں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ رکھنا مستحب ہے، مرد کے لئے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا کہ چھنگلیاں اور انگوٹھا اغل بغل رکھنا اور باقی انگلیاں ہاتھ کی کلائی کی پشت پر رکھنا سنت ہے، قرائت کرنا فرض ہے، پہلے ثناء پھر تعوذ و تسمیہ پڑھنا سنت ہے اور ان تینوں کو ایک دوسرے کے فوراً بعد پڑھنا اور آہستہ پڑھنا سنت ہے، فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ باقی تمام نمازوں کی ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا، سورت ملانا یا قرآنِ پاک کی ایک بڑی آیت جو چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا، جہری نماز مثلاً مغرب و عشاء کی پہلی اور دوسری رکعت اور فجر، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان کے وتر کی ہر رکعت میں امام کا جہر (یعنی اتنی بلند آواز کہ کم از کم تین آدمی سن سکیں) سے قرائت کرنا اور غیر جہری نماز (مثلاً ظہر و عصر) میں آہستہ قرائت کرنا، سورۃ الفاتحہ کا سورت سے پہلے پڑھنا واجب، سورۃ الفاتحہ اور سورت کے درمیان آمین اور بسم اللہ پڑھنا اور آمین کو آہستہ پڑھنا سنت جبکہ سورۃ الفاتحہ اور سورت کے درمیان آمین اور اسم اللہ کے علاوہ کچھ اور نہ پڑھنا واجب ہے۔

رکوع: رکوع کرنا فرض ہے اور رکوع ہر رکعت میں ایک ہی بار کرنا، قرائت کے فوراً بعد رکوع کرنا واجب ہے، مرد کا گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنا، انگلیاں خوب کھلی رکھنا، رکوع میں ٹانگیں سیدھی رکھنا، پیٹھ کو اچھی طرح بچھی ہوئی رکھنا، سر اونچا نیچا نہ رکھنا، رکوع کے لئے اللہ اکبر کہنا اور رکوع میں تین بار تسبیح پڑھنا سنت ہے۔

قومہ: رکوع سے قومہ یعنی سیدھا کھڑا ہونا اور کم از کم ایک بار سبحن اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا واجب، اور رکوع سے قومہ کو جاتے وقت سمع الله لمن حمده، ربنا و لك الحمد کہنا، ہاتھ لٹکانا سنت ہے۔

سجدہ: قومہ سے فارغ ہو کر دو سجدے کرنا فرض، سجدہ ہر رکعت میں دو ہی بار کرنا، ایک سجدے کے بعد بالترتیب دوسرا سجدہ کرنا واجب، اور سجدے میں جانے کے لئے اور سجدے سے اٹھنے کے لئے اللہ اکبر کہنا ، سجدے میں کم از کم تین بار سبحن ربی الاعلیٰ کہنا ، سجدے میں ہتھیلیاں زمین پر رکھنا، ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رخ رکھنا، سجدے میں جاتے وقت زمین پر پہلے گھٹنے پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی رکھنا جبکہ سجدے سے اٹھتے وقت اس کا الٹا کرنا ، مرد کے لئے سجدے میں بازو کروٹوں سے اور رانیں پیٹ سے جدا رکھنا، کلائیاں زمین پر نہ بچھانا سنت ہے ، سجدے میں پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین سے لگنا فرض ہے اور تین انگلیوں کا پیٹ لگنا واجب اور دسوں انگلیوں کا پیٹ اس طرح زمین پر لگانا کہ دسوں انگلیاں قبلہ رخ رہیں سنت ہے۔(مراۃ المناجیح جلد دوم ص ۲۱)

جلسہ: جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا واجب ہے، جلسے میں سیدھا قدم کھڑا کر کے الٹا قدم بچھا کر اس پر بیٹھنا، سیدھے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ کرنا دونوں ہاتھ رانوں پر رکھنا سنت ہے۔

قعدۂ اولیٰ: قعدۂ اولی واجب اور تشہد مکمل پڑھنا، فرض، وتر اور سنتِ مؤکدہ میں تشہد کے بعد کچھ نہ بڑھانا واجب ہے، مرد کا قعدہ میں بایاں پاؤں بچھانا، دونوں سرین اس پر رکھ کر بیٹھنا اور سیدھا قدم کھڑا رکھنا، سیدھے پاؤں کی انگلیاں اپنی حالت پر چھوڑنا، انگلیوں کے کنارے گھٹنوں کے پاس ہونا، التحیات میں شہادت پر اشارہ کرنا سنت ہے۔

قعدۂ اخیرہ: قعدۂ اخیرہ فرض ہے، تشہد مکمل پڑھنا واجب ہے، مرد کا قعدہ میں بایاں پاؤں بچھانا، دونوں سرین اس پر رکھ کر بیٹھنا اور سیدھا قدم کھڑا رکھنا، سیدھے پاؤں کی انگلیاں اپنی حالت پر چھوڑنا، انگلیوں کے کنارے گھٹنوں کے پاس ہونا، التحیات میں شہادت پر اشارہ کرنا، تشہد کے بعد درود شریف اور اس کے بعد دعا پڑھنا سنت ہے۔

خروجِ بصنعہ: یعنی قعدۂ اخیرہ کے بعد سلام یا بات چیت وغیرہ کوئی ایسا فعل قصداً کرنا جو نماز سے باہر کر دے فرض ہے (مگر سلام کے علاوہ کوئی فعل قصداً پایا گیا تو نماز واجب الاعادہ ہو گی)، دونوں طرف سلام پھیرتے وقت لفظِ السلام دونوں بار واجب ہے اور لفظِ علیکم سنت ہے، ان الفاظ کے ساتھ سلام پھیرنا السلام علیکم و رحمۃ اللہ، پہلے سیدھی طرف پھر الٹی طرف منہ پھیرنا، سلام میں ملائکہ کی نیت کرنا سنت ہے۔

نوٹ: ہر فرض وواجب کا اس کی جگہ ہونا واجب ہے اور دو فرض، دو واجب یا فرض وواجب کے درمیان تین تسبیح کی قدر وقفہ نہ ہونا بھی واجب ہے۔

(ماخوذ از نماز کے احکام ص ۱۹۳ تا ۲۳۰)

اے عاشقانِ رسول! اس اعمالِ نماز کے شرعی جائزے سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ صرف دو رکعت کی نماز میں چھ شرائط اور سات فرائض کے علاوہ کچھ واجبات اور باقی سنتیں ہیں اگر نماز سے سنتوں کو نکال دیا جائے تو نماز کس قدر برہنہ اور پھیکی پھیکی سی رہ جائے گی لیکن جونہی سنتوں کا اندراج ہوتا ہے تو اسی پھیکی پھیکی اور برہنہ نماز میٹھی میٹھی آراستہ و پیراستہ نظر آنے لگتی ہے۔

اللہ الودود کی بارگاہِ جود میں دعا ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کو سنتوں بھری نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔

اے عاشقانِ رسول! دعوتِ اسلامی کے عاشقان رسول کے مدنی قافلے میں سفر کی سعادت اور ہر ماہ مَدَنی اِنعامات کا رسالہ پر کر کے جمع کروانے کی برکت سے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بطفیل مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نمازوں کی پابندی نصیب ہو گی اور آپ کو نماز کی حلاوت محسوس ہو گی اور اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو مدینۂ منورہ زَادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً کا نظارہ نصیب ہو گا۔

سویا ہوا نصیب جگا دیجئے حضور
میٹھا مدینہ مجھ کو دکھا دیجئے حضور

جماعت کی حکمت

آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...جماعت کے تین اہم مسئلے

☆...ترکِ جماعت کی مجبوریاں

☆...جماعت کی حکمتیں

☆... مقبولوں کے پیچھے والوں کی مغفرت

☆...پانچ نمازوں میں فضیلت کی ترتیب

☆...پانچ نمازوں کی جماعت کی عظیم الشان فضیلت

☆... نمازِ باجماعت کے برکات و ثمرات

☆... فجر و عشاء باجماعت ادا کرنے کا ثواب

☆...جماعتِ فجر کی فضیلت

☆...جماعتِ ظہر کی فضیلت

☆...جماعت سے نماز پڑھنے کی گیارہ حکمتیں

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ		وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

جماعت کی حکمت

درود شریف کی فضیلت

عَنْ رُوَيْفِعِ بن ثَابِتٍ ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : مَنْ قَالَ : اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفَعْتُ لَهُ . حضرت رویفع بن ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جس نے یہ کہا: "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ" اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ (معجم کبیر ج ۵ ص ۲۵ حدیث ۴۴۸۰)

ترجمہ: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! حضرتِ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر رحمت نازل فرما اور انہیں قیامت کے روز اپنی بارگاہ میں مُقَرَّب مَقام عطا فرما۔

جماعت کے تین اہم مسئلے

سوال: جماعت کے متعلق کچھ اہم مسئلے بیان کریں۔

جواب: جماعت کے متعلق تین اہم مسئلے ملاحظہ کریں:

مسئلہ ۱: احکام فقہیہ: عاقل، بالغ، حر، قادر پر جماعت واجب ہے، بلاعذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہگار اور مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے، تو فاسق مردود الشہادۃ اور اس کو سخت سزا دی جائے گی، اگر پروسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار ہوئے۔

("غنیۃ المتملي"، فصل في الإمامۃ وفیھا مباحث، ص ۵۰۸)

("الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: شروط الإمامۃ الکبریٰ، ج ۲، ص ۳۴۰)

مسئلہ ۲: جمعہ و عیدین میں جماعت شرط ہے اور تراویح میں سُنت کفایہ کہ محلہ کے سب لوگوں نے ترک کی تو سب نے بُرا کیا اور کچھ لوگوں نے قائم کر لی تو باقیوں کے سر سے جماعت ساقط ہو گئی اور رمضان کے وتر میں مستحب ہے، نوافل اور علاوہ رمضان کے وتر میں اگر تداعی کے طور پر ہو تو مکروہ ہے۔ تداعی کے یہ معنی ہیں کہ تین سے زیادہ مقتدی ہوں۔ سورج گہن میں جماعت سنت ہے اور چاند گہن میں تداعی کے ساتھ مکروہ۔

("الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب في شروط الإمامۃ الکبرٰی، ج۲، ص۳۴۱)

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن عشر في الصلاۃ الکسوف، ج۱، ص۱۵۲)

مسئلہ ۳: عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں، دن کی نماز ہو یا رات کی، جمعہ ہو یا عیدین، خواہ وہ جوان ہوں یا بڑھیاں، یوہیں وعظ کی مجالس میں بھی جانا ناجائز ہے۔("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص۳۶۷)

ترکِ جماعت کی مجبوریاں

سوال: جماعت کو چھوڑنے کے عذر کیا ہیں؟

جواب: ترکِ جماعت کے اعذار درج ذیل ہیں:

(۱) مریض جسے مسجد تک جانے میں مُشقّت ہو۔ (۲) اپاہج۔ (۳) جس کا پاؤں کٹ گیا ہو۔ (۴) جس پر فالج گرا ہو۔ (۵) اتنا بوڑھا کہ مسجد تک جانے سے عاجز ہے۔ (۶) اندھا اگرچہ اندھے کے لیے کوئی ایسا ہو جو ہاتھ پکڑ کر مسجد تک پہنچا دے۔ (۷) سخت بارش اور (۸) شدید کیچڑ کا حائل ہونا۔ (۹) سخت سردی۔ (۱۰) سخت تاریکی۔ (۱۱) آندھی۔ (۱۲) مال یا کھانے کے

تلف(۱) ہونے کا اندیشہ۔ (۱۳) قرض خواہ کا خوف ہے اور یہ تنگ دست ہے۔ (۱۴) ظالم کا خوف۔ (۱۵) پاخانہ۔ (۱۶) پیشاب۔ (۱۷) ریاح کی حاجت شدید ہے۔ (۱۸) کھانا حاضر ہے اور نفس کو اس کی خواہش ہو۔ (۱۹) قافلہ چلے جانے کا اندیشہ ہے۔ (۲۰) مریض کی تیمارداری کہ جماعت کے لیے جانے سے اس کو تکلیف ہو گی اور گھبرائے گا، یہ سب ترک جماعت کے لیے عذر ہیں۔ ("الدر المختار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص۳۴۷۔۳۴۹)

جماعت کی حکمتیں

سوال: نمازِ باجماعت کی کیا حکمتیں ہیں؟

جواب: نمازِ باجماعت کی پانچ حکمتیں ملاحظہ کیجیے:

پہلی حکمت: کسی کی نماز میں خشوع ہوتا ہے اور کسی کی نماز میں خشوع نہیں ہوتا اور اگر خشوع ہوتا ہے تو کسی کا خشوع کم اور کسی کا زیادہ۔ کسی کی نماز میں شوق و ذوق زیادہ اور کسی کی نماز میں شوق و ذوق کم۔ کسی کی رب تعالی کی بارگاہ میں بندگی کی کیفیت کچھ اور تو کسی کی کچھ اور۔

ان سب کیفیتوں کو سامنے رکھ کر باجماعت نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا تاکہ سب کی جو مختلف دلی کیفیات ہیں وہ سب مل کر ایک معجونِ مرکب بن جائے اور رب عزوجل کی بارگاہ میں قبول ہو جائے۔

دوسری حکمت: نمازیوں میں باہم دوستی و محبت پیدا ہوتی ہے اور ہر ایک دوسرے کے احوال سے باخبر ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

استکثروا من الاخوان فان لکل مؤمن شفاعة یوم القیمة رواہ ابن النجار۔

ترجمہ: اللہ کے بکثرت نیک بندوں سے رشتہ وعلاقہ محبت پیدا کرو کہ قیامت میں ہر مسلمان کامل کو شفاعت دی جائے گی کہ اپنے علاقہ والوں کی سفارش کرے۔

(فتاوی رضویہ ج۔۲۱ کتاب الحظر والاباحۃ ص ۹۱)

(کنز العمال بحوالہ ابن نجار عن انس حدیث ۲۴۶۴۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/۴)

تیسری حکمت: انسان پر تنہا عبادت شاق ہوتی ہے اور دوسروں کو دیکھ کر عبادت کی رغبت بڑھتی ہے۔ (کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ انگ پکڑتا ہے) اکیلے شخص کو دیکھ کر شیطان حملہ کرتا ہے جب کہ بہت سارے ہوں تو بھیڑیا بھاگ جاتا ہے۔

چوتھی حکمت: برکتِ کامل علی الناقص: یعنی کامل شخص کی برکت ناقص شخص پر اثر رکھتی ہے، کامل لوگوں کی عبادتیں ہمارے دلوں کو عبادات کی طرف مائل کرتی ہیں۔ کیونکہ حدیث شریف میں فرمایا گیا یہ وہ قوم ہے جن کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں ہوتا۔

آج کل عام طور سے لوگ یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ کیا کریں بھائی ہمارا عبادت میں دل ہی نہیں لگتا آپ ہی بتاؤ ہم کیا کریں؟

ایسوں کے لئے نمازِ باجماعت ایک نسخۂ کیمیا سے کم نہیں کہ اللہ والوں کے قرب اور ان کے ساتھ نمازِ باجماعت پڑھنے کی برکت سے ان شاء اللہ عزوجل عبادات میں دل لگنے لگے گا۔

مقبولوں کے پیچھے والوں کی مغفرت

والد اعلیٰ حضرت، حضرتِ علامہ مولانا مفتی نقی علی خان رَحْمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں:

(حضرتِ سیّدُنا) وَہب بن مُنَبِّہ (رَحْمۃُ اللہِ علیہ) پچھلی صف میں کھڑے ہوتے اور کہتے: میں نے ''توریت'' میں دیکھا ہے: اُمتِ محمدی میں بعض (مقبول) لوگ جب سجدے سے سر اٹھاتے ہیں (تو) جو آدمی ان کے پیچھے ہوتے ہیں بخشے جاتے ہیں۔ (جواہر البیان فی اسرار الارکان ص ۷۰)

پانچویں حکمت: مسلمانوں کا اجتماع باعثِ برکات اور دینی فوائد و ثمرات حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے، اس لئے نماز باجماعت پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نیز مسلمانوں کا اجتماع اللہ عزوجل کو بہت پسند ہے۔ کہ محلے کے اجتماع کے لئے پانچ نمازیں دی۔ شہر کے اجتماع کے لئے جمعہ کی نماز دی۔ شہر اور گاؤں کے اجتماع کے لئے عید و بقر عید کی نماز دی۔ اور عالمِ اسلام کے اجتماع کے لئے حج جیسا فریضہ دیا۔

پانچ نمازوں میں فضیلت کی ترتیب

سوال: پانچ نمازوں میں فضیلت کی ترتیب کیا ہے؟

جواب: علامہ عبد الرءوف مُناوی رَحْمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: پانچوں نمازوں میں سب سے افضل **نمازِ عصر** ہے پھر نمازِ فجر پھر عشا پھر مغرب پھر ظہر۔ (فیض القدیر ج۲ ص ۵۳)

سوال: پانچوں نماز کی جماعتوں میں افضل جماعت کون سی ہے؟

جواب: پانچوں نماز کی جماعتوں میں افضل جماعت نمازِ جُمعہ کی جماعت ہے پھر فجر کی پھر عشا کی۔ جمعہ کی جماعت اس لیے افضل ہے کہ اس میں کچھ ایسی خُصُوصِیّات ہیں جو اسے دیگر نمازوں سے ممتاز کرتی ہیں جبکہ فجر و عشا کی جماعت اس لیے فضیلت والی ہیں کہ ان میں مَشَقَّت (یعنی محنت) زیادہ ہے۔ (فیض القدیر ج۲ ص۵۳)

5 نمازوں کی جماعت کی عظیم الشان فضیلت

سوال: پانچ نمازوں کی جماعت کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: اس کا جواب حدیثِ پاک میں سنیئے چنانچہ: **سرکار** مدینہ صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسَلَّم نے حضرت عثمان بن مَظعُون رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جس نے **فجر** کی نماز **باجماعت** پڑھی، پھر بیٹھ کر **اللہ** پاک کا ذِکر کرتا رہا یہاں تک کہ سورج نکل آیا اس کے لئے **جنت الفردَوس** میں سَتَّر (۷۰) دَرَجے ہوں گے، ہر دو دَرَجوں کے درمیان اِتنا فاصلہ ہو گا جتنا ایک سدھایا ہوا (یعنی Trained) تیز رفتار عمدہ نسل کا گھوڑا سَتّر (۷۰) سال میں طے کرتا ہے، اور جس نے **ظہر** کی نماز باجماعت پڑھی اس کے لئے جناتِ **عدن** میں پچاس (۵۰) دَرَجے ہوں گے، ہر دو دَرَجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہو گا جتنا ایک سدھایا ہوا (یعنی Trained) تیز رفتار عمدہ نسل کا گھوڑا پچاس (۵۰) سال میں طے کرتا ہے، اور جس نے **عصر** کی نماز باجماعت پڑھی اس کے لئے اَولادِ اِسماعیل میں سے ایسے آٹھ غلام آزاد کرنے کا ثواب ہو گا جو بَیْتُ اللّٰہ کی دیکھ بھال کرنے والے ہوں، اور جس نے **مغرب** کی نماز باجماعت پڑھی اس کے لئے **حجِ مبرور** اور مقبول **عمرے** کا

ثواب ہو گا، اور جس نے **عِشا** کی نماز باجماعت پڑھی اس کے لیے لَیْلَۃُ الْقَدْر میں قیام (یعنی عبادت) کرنے کے برابر ثواب ہو گا۔ (شعب الایمان ج۷ ص۱۳۷ حدیث ۹۷۶۱)

نمازِ باجماعت کے برکات و ثمرات

سوال: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے برکات و ثمرات کیا ہیں؟

جواب: نمازِ باجماعت کے برکات و ثمرات بہت ہیں ان میں سے چند یہ بھی ہیں:

(1)۔۔۔جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب ملے۔

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مدد گار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پرورد گار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، "باجماعت نماز ادا کرنا تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجے افضل ہے۔" (صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب فضل صلوۃ الجماعۃ، رقم ۶۴۵، ج۱، ص ۲۳۲)

فجر اور عشاء باجماعت ادا کرنے کا ثواب

حدیثِ پاک: امیر المومنین حضرتِ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ "جس نے عشاء کی نَماز باجماعت ادا کی گویا اس نے آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نَماز باجماعت ادا کی گویا اس نے پوری رات قیام کیا۔"

(صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ، باب فضل صلوۃ العشاء والصبح فی جماعۃ، رقم ۶۵۶، ج، ص ۳۲۹)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "منافقین پر سب نمازوں سے بھاری فجر اور عشاء کی نماز ہے، اگر جان لیتے کہ ان دونوں نمازوں میں کیا ہے تو ضرور حاضر ہوتے اگرچہ گھسٹتے ہوئے آتے، اور بیشک میں نے ارادہ کیا کہ میں نماز قائم کرنے کا حکم دوں اور کسی شخص کو نماز پڑھانے پر مقرر کروں پھر کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ چلنے کیلئے کہوں جو لکڑیاں اٹھائے ہوئے ہوں پھر ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو آگ سے جلا دوں۔"

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب فضل العشاء فی الجماعۃ، رقم ۶۵۷، ج۱، ص ۲۳۵)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا ابو اُمَامَہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "جس نے عشا کی نماز باجماعت ادا کی، اس نے شب قدر میں سے اپنا حصہ پالیا۔"

(طبرانی کبیر، رقم ۷۷۴۵، ج۸، ص ۱۷۹)

جماعتِ فجر کی فضیلت

حدیثِ پاک: رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرتِ سیِّدُنا عثمان بن مَظْعُون رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عثمان! جو شخص فجر کی نماز باجماعت ادا کرے پھر طلوعِ آفتاب تک اللہ کا ذکر کرتا رہے اس کے لیے حجِ مبرور اور مقبول عمرہ کا ثواب ہے۔

(شعب الایمان ج۷ ص۱۳۸ حدیث ۹۷۶۲)

جماعتِ ظُہر کی فَضیلت

حدیثِ پاک: سرکار مدینہ صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ''جس نے ظہر کی نماز باجماعت پڑھی اس کے لیے اس جیسی پچیس (۲۵) نمازوں کا ثواب اور جنت الفردوس میں ۷۰ درجات (Ranks) کی بلندی ہے۔'' (شعب الایمان ج ۷ ص ۱۳۸ حدیث ۹۷۶۲)

(2)۔۔۔مسجد کی طرف جانے کا ثواب ملے۔

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "مرد کا جماعت کے ساتھ نَماز ادا کرنا اس کے اپنے گھر اور بازار میں نَماز ادا کرنے سے پچیس درجے افضل ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ اچھے طریقے سے وضو کرتا ہے پھر مسجد کی طرف نکلتا ہے اور اس کی نیت صرف نَماز کی ہوتی ہے تو اس کے ہر قدم پر اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند فرماتا ہے اور اس کی ایک خطا کو معاف فرما دیتا ہے۔ جب وہ نَماز پڑھ لیتا ہے تو جب تک اپنی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے، فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں، "اے اللہ عزوجل! اس کی مغفرت فرما، اے اللہ عزوجل! اس پر رحم فرما۔" اور جب تک تم میں سے کوئی نَماز کے انتظار میں ہوتا ہے نَماز ہی میں ہوتا ہے۔" ایک اور روایت میں ہے کہ "جب تک وہ کسی کو ایذا نہ پہنچائے یا کوئی بات نہ کرے تو فرشتے عرض کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ عزوجل! اس کی مغفرت فرما، اے اللہ عزوجل اس کی توبہ قبول فرما۔" (صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب فضل صلوۃ الجماعۃ، رقم ۶۴۷، ج ۱، ص ۲۳۳)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا ابو دَرۡدَاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "جو رات کے اندھیرے میں مسجد کی طرف چلے گا قیامت کے دن اللہ عزوجل سے منوَّر ہو کر ملے گا۔" ابن حبان کی روایت کے الفاظ یہ ہیں، "جو رات کے اندھیرے میں مسجد کی طرف چلے گا اللہ عزوجل قیامت کے دن اسے اپنے نور کی زیارت کرائے گا۔"

(صحیح ابن حبان، کتاب الصلوۃ، فصل فی فضل الجماعۃ، رقم ۲۰۴۴، ج ۳، جز ۳، ص ۲۴۶)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرۡوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "رات کی تاریکی میں مسجد کی طرف چلنے والوں کو قیامت کے دن ملنے والے کامل نور کی بشارت دے دو۔" (سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب ماجاء فی المشی الی الصلوۃ فی الظلام، رقم ۵۶۱، ج ۱، ص ۲۳۲)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "اللہ عزوجل رات کی تاریکیوں میں مسجد کی طرف چلنے والوں کے لئے قیامت کے دن ایک پھیلنے والا نور روشن فرمائے گا۔" (طبرانی اوسط، رقم ۸۴۳، ج ۱، ص ۲۴۵)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحۡمَۃٌ لِّلۡعٰلَمِیۡن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "رات کی تاریکیوں میں مسجد کی طرف چلنے والوں کو قیامت کے دن ایک کامل نور کی بشارت دی جائے گی۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعات، باب المشی الی الصلوۃ، رقم ۷۸۰، ج۱، ص ۴۳۰)

حدیث پاک: حضرتِ سیدنا ابو اُمَامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا ،"رات کی تاریکیوں میں مسجد کی طرف آمدورفت رکھنے والوں کو نور کے منبروں کی بشارت دے دو، جب لوگ گھبراہٹ میں مبتلا ہوں گے تو یہ گھبراہٹ سے محفوظ ہوں گے۔"

(طبرانی کبیر، رقم ۷۶۳۳، ج۸، ص ۱۴۲)

حدیث پاک: حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا،"رات کی تاریکیوں میں مسجد کی طرف آمدورفت رکھنے والے اللہ عزوجل کی رحمت میں غوطے لگاتے ہیں۔" (سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعات، باب المشی الی الصلوۃ، رقم ۷۷۹، ج۱، ص ۴۲۹)

حدیث پاک: **فرمانِ مصطفٰے** صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم:"جو مسجد کو صبح یا شام کو جائے، اللہ پاک اس کے لیے جنت میں مہمانی تیار کرتا ہے، جتنی بار جائے۔"

(مسلم ص ۲۶۳ حدیث ۱۵۲۴)(بہارِ شریعت ج۱ص ۶۴۰)

امام نخعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان تاریک رات میں مسجد کی طرف چلنے کو جنت واجب کرنے والا عمل سمجھا کرتے تھے۔

(جنت میں لے جانے والے اعمال ص ۱۱۳)

(3)۔۔۔مسجد کو آباد کرنے کا ثواب ملے۔

اللہ پاک قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا یَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ۔(پ۱۰،التوبہ:۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے۔

ایک اور مقام میں کچھ یوں ارشادِ باری تعالی ہے:

فِیۡ بُیُوۡتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنۡ تُرۡفَعَ وَ یُذۡکَرَ فِیۡهَا اسۡمُهٗ ۙ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیۡهَا بِالۡغُدُوِّ وَ الۡاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلۡهِیۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَیۡعٌ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِیۡتَآءِ الزَّکٰوةِ ۪ۙ یَخَافُوۡنَ یَوۡمًا تَتَقَلَّبُ فِیۡهِ الۡقُلُوۡبُ وَ الۡاَبۡصَارُ ﴿۳۷﴾ لِیَجۡزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحۡسَنَ مَا عَمِلُوۡا وَ یَزِیۡدَهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ان گھروں میں جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیاہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتاہے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں صبح اور شام وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید و فروخت اللہ کی یاد اور نماز برپار کھنے اور زکوۃ دینے سے ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں تاکہ اللہ انہیں بدلہ دے ان کے سب سے بہتر کام کا اور اپنے فضل سے انہیں انعام زیادہ دے اور اللہ روزی دیتاہے جسے چاہے بے گنتی۔

(پ۱۸،النور: ۳۸،۳۷،۳۶)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ میں نے شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال،، دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ "سات افراد ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل انہیں اپنے عرش کے سائے میں اس دن جگہ دے گا جس دن اللہ عزوجل

کے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہو گا،(۱)عادل حکمران،(۲)وہ نوجوان جس نے اللہ عزوجل کی عبادت میں اپنی زندگی گزار دی،(۳)وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہے،(۴)وہ دو شخص جو اللہ عزوجل کے لئے محبت کرتے ہوئے جمع ہوئے اور محبت کرتے ہوئے جدا ہو گئے ،(۵)وہ شخص جسے کوئی مال و جمال والی عورت گناہ کیلئے بلائے اور وہ کہے کہ میں اللہ عزوجل سے ڈرتا ہوں،(۶)وہ شخص جو صدقہ اسطرح چھپا کر دے کہ اس کے دائیں ہاتھ کے صدقہ دینے سے بایاں ہاتھ بے خبر رہے،(۷)وہ شخص جس کی آنکھوں سے اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہوئے آنسو بہنا شروع ہو جائیں۔" (صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوۃ، رقم ۶۶۰، ج۱، ص ۲۳۶)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا ابو سَعِیْد خُدرِی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا،"جب تم کسی مسجد میں کثرت سے آمدورفت رکھنے والے کو دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو کیونکہ اللہ پاک فرماتا ہے:

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ (پ۱۰، التوبہ: ۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے۔

(سنن ترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی حرمۃ الصلوۃ، رقم ۲۶۲۶، ج۴، ص ۲۸۰)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا اَنَس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا،"بے شک اللہ عزوجل کے گھروں کو آباد کرنے والے ہی اللہ والے ہیں۔"

(طبرانی اوسط، رقم ۲۵۰۲، ج ۲، ص ۵۸)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا ابو سَعِیْد رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مدد گار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "جو مسجد سے محبت کرتا ہے اللہ عزوجل اسے اپنا محبوب بنالیتا ہے۔" (مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب لزوم المساجد، رقم ۲۰۳۱، ج ۲، ص ۱۳۵)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "جب کوئی بندہ ذکر و نَماز کے لئے مسجد کو ٹھکانا بنالیتا ہے تو اللہ عزوجل اس سے ایسے خوش ہوتا ہے جیسے لوگ اپنے گمشدہ شخص کی اپنے ہاں آمد پر خوش ہوتے ہیں۔" (سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعات، باب لزوم المساجد، رقم ۸۰۰، ج ۱، ص ۴۳۸)

(4)۔۔۔مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنے کا ثواب ملے۔

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک نماز میں ہی ہوتا ہے جب تک نماز اسے روکے رکھتی ہے (یعنی وہ نماز کے انتظار میں ہوتا ہے)، اور اس کے اپنی جگہ سے اٹھنے یا گفتگو کرنے تک ملائکہ عرض کرتے رہتے ہیں، "اے اللہ عزوجل! اس کی مغفرت فرما اے اللہ عزوجل! اس پر رحم فرما۔"

اور ایک روایت میں ہے کہ "بندہ جب تک اپنی جگہ بیٹھ کر نماز کا انتظار کرتا ہے نماز ہی میں ہوتا ہے اور ملائکہ اس کے اٹھنے یا محدِث ہونے تک اس کے لئے یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ" اے اللہ! اس کی مغفرت فرما اے اللہ! اس پر رحم فرما۔" عرض کیا گیا، "حدث سے کیا مراد ہے؟" ارشاد فرمایا، "بے آواز یا با آواز ریح خارج کرنا۔"

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلوۃ الجماعۃ، رقم ۶۴۹، ج۱، ص ۳۳۳)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "کیا میں تمہیں ایسے عمل کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جس کے سبب اللہ عزوجل خطاؤں کو مٹاتا اور گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔" صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا،" یا رسول اللہ! ضرور بتایئے۔" ارشاد فرمایا،" مشقت کے وقت کامل وضو کرنا اور مسجد کی طرف کثرت سے آمد ورفت رکھنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔"

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الطھارۃ، باب فضل الوضوء، رقم ۱۰۳۶، ج ۲، ص ۱۸۸)

حدیثِ پاک: امیر المؤمنین حضرتِ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا،" مشقت کے وقت کامل وضو کرنا اور مسجد کی طرف چلنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا گناہوں کو اچھی طرح دھو دیتا ہے۔"

(المستدرک للحاکم، کتاب الطہارۃ، باب فضیلۃ تحیۃ الوضوء، رقم ۴۶۸، ج۱، ص ۳۴۲)

(5)۔۔۔پہلی صف کا ثواب ملے۔

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے سیّدُ المبلغین، رَحۡمَۃٌ لِّلۡعٰلَمِیۡن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا، "بیشک اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے پہلی صف یا اگلی صفوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیھا، باب فضل الصف المقدم، رقم ۹۹۷، ج۱، ص ۵۲۸)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا ابو اُمَامَہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہ عَنِ الۡعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "بے شک اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔" صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم نے عرض کیا، "یارسول اللہ! اور دوسری صف پر؟" تو نبیٔ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ فرمایا، "بے شک اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں۔" صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے پھر عرض کیا "یارسول اللہ! اور دوسری صف پر؟" تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اور دوسری پر بھی۔"

(مسند احمد مسند الانصار / حدیث ابی امامۃ الباھلی، رقم ۲۲۳۲۶، ج۸، ص ۲۹۵)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرۡوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم پہلی صف والوں کے لئے تین مرتبہ اور دوسری صف والوں کیلئے ایک مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب امامۃ الصلوۃ والسنۃ فیھا، باب الصف المقدم، رقم ۹۹۶، ج۱، ص ۵۲۸)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال،، دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُودونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "اگر لوگ جان لیتے کہ اذان اور پہلی صف میں کیا ہے پھر قرعہ اندازی کے علاوہ کوئی چارہ نہ پاتے تو ضرور قرعہ اندازی کرتے۔"

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب الاستھام فی الاذان، رقم ۶۱۵، ج ۱، ص ۲۲۴)

(6)۔۔۔صف کی داہنی جانب نماز پڑھنے کا ثواب ملے۔

حدیثِ پاک: ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "بے شک اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے صفوں کی داہنی جانب نَماز پڑھنے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔"

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب مایستحب ان یلی الامام فی الصّف، رقم ۶۷۶، ج ۱، ص ۲۶۸)

(7) صفوں کو ملانے یا خالی رہ جانے والی جگہ کو پُر کرنے کا ثواب ملے۔

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا براءبن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم صف پر تشریف لاتے اور قوم کے سینوں اور کندھوں کو برابر فرماتے اور فرمایا کرتے، "جدا جدا نہ رہو کہیں تمہارے دل جدا نہ ہو جائیں بے شک اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں۔" ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ "جو صف کی کشادگی کو پُر کرتا ہے اللہ

عزوجل اسکا ایک درجہ بلند فرماتا ہے۔" ایک اور روایت میں ہے کہ "اللہ عزوجل کے نزدیک کوئی قدم صف کے خلا کو پُر کرنے کیلئے اٹھائے جانے والے قدم سے زیادہ پسندیدہ نہیں۔" (سنن ابی داوٗد، کتاب الصلوۃ، باب تسویۃ الصفوف، رقم ۶۶۴ ج ۱، ص ۲۶۵)

حدیثِ پاک: ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دوعالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، "بے شک اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے صفوں کے خلا کو پُر کرنے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔"

(صحیح ابن حبان، کتاب الصلوۃ، باب فرض متابعۃ الامام، رقم ۲۱۶۰، ج ۳، ص ۲۹۷)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، "جو بندہ صف کے خلا کو پر کرتا ہے اللہ عزوجل اس کا ایک درجہ بلند فرماتا ہے اور ملائکہ اس پر خیر نچھاور کرتے ہیں۔" (طبرانی اوسط، رقم ۳۷۷۱، ج ۳، ص ۲۹)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، "جو صف کو جوڑے گا اللہ عزوجل اسے جوڑے گا اور جو صف کو توڑے گا اللہ عزوجل اسکو توڑے گا۔" (سنن نسائی، کتاب الامامۃ، باب من وصل صفا، ج ۲، ص ۹۳)

حدیثِ پاک: ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض

گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا،"جو صف کے خلا کو پر کریگا اللہ عزوجل اس کا ایک درجہ بلند فرمائے گا اور اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔"

(طبرانی اوسط، رقم ۵۷۹۷، ج ۴، ص ۲۲۵)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا ابی جُحَیْفَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا،"جو صف کے خلا کو پر کرے گا اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔"

(مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب صلۃ الصفوف وسد الفرج، رقم ۲۵۰۳، ج ۲، ص ۲۵۱)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ "دو قدم ایسے ہیں جن میں سے ایک اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہے اور دوسرا اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ ناپسند ہے۔ جو شخص صف میں خلا دیکھے پھر اسے پُر کرنے کیلئے چلے اور اسے پُر کر دے تو اسکا یہ قدم اٹھانا اللہ عزوجل کو پسند ہے اور جو قدم اللہ عزوجل کو ناپسند ہے، وہ یہ کہ کوئی شخص کھڑا ہونے کیلئے اپنی دائیں ٹانگ پھیلا کر اس پر اپنا ہاتھ رکھے پھر اپنی بائیں ٹانگ کھڑی کر کے اٹھے۔"

(المستدرک للحاکم، کتاب الامامۃ وصلوۃ الجماعۃ/خطوتان احدھما احب الی اللہ والاخری الخ، رقم ۱۰۴۶، ج ۱، ص ۵۲۰)

حدیثِ پاک: تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا،" نماز کے انتظار میں بیٹھنے والا قیام کرنے والے کی طرح ہے اور اپنے گھر سے نکلنے کے وقت سے لوٹنے تک نمازیوں میں لکھا جاتا ہے۔"

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ والجماعۃ، رقم ۲۰۳۶، ج ۳، ص ۲۴۳)

حدیثِ پاک: امام احمد رضی اللہ تعالی عنہ اپنی مسند میں شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال،، دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے ہاتھ پر بیعت کرنے والی عورتوں میں سے ایک عورت سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرورِ کونین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بنو سلمہ کے کچھ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی تھے۔ ہم نے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھانا پیش کیا آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کھانا تناول فرمایا پھر ہم نے وضو کیلئے پانی پیش کیا۔ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا پھر اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرف رخ کرکے فرمایا، "کیا میں تمہیں گناہوں کو مٹانے والے عمل کے بارے میں نہ بتاؤں؟" صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، "ضرور بتایئے۔" تو ارشاد فرمایا، "کہ مشقت کے وقت کامل وضو کرنا اور مسجد کی طرف کثرت سے آمدورفت رکھنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔"

(مسند احمد، مسند الانصار / حدیث عبداللہ بن السعدی، رقم ۲۲۳۸۹، ج ۸، ص ۳۱۱)

(8)۔۔۔امام کے ولا الضالین کہنے پر آمین کہنے کی برکت ملے۔

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم

نے فرمایا، "جب امام غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾ کہے تو آمین کہا کرو کیونکہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہو جائے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔"

(جنت میں لے جانے والے اعمال ص ۹۳)

ایک اور روایت میں ہے کہ "جب امام 'غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾ کہے تو تم آمین کہا کرو کیونکہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہو جائے تو اسکی وجہ سے مسجد میں موجود ہر شخص کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔"

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب جہر الماموم بالتامین، رقم ۷۸۲، ج ۲، ص ۲۷۵)

حدیث پاک: حضرتِ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "جب تم نَماز پڑھنے لگو تو اپنی صفوں کو قائم کر لیا کرو اور تم میں سے ایک شخص امامت کرائے جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾ کہے تو آمین کہا کرو، اللہ عزوجل تمہاری دعا قبول فرمائے گا۔"

(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب التشہد فی الصلوۃ، رقم ۴۰۴، ص ۲۱۴)

(9)۔۔۔بیت اللہ کی زیارت میسر ہو۔

حدیث پاک: حضرتِ سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "اللہ عزوجل کے نبی حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام نے عرض کیا، "یاالٰہی عزوجل! تیرے پاس اپنے اُن بندوں کے لئے کیا ہے جو تیرے گھر کی زیارت کرنے آتے ہیں؟" فرمایا، "ہر مہمان کا میزبان پر حق

ہوتا ہے اور اے داوٗد! میرے مہمان کا مجھ پر حق ہے کہ میں دنیا میں انہیں عافیت عطا فرماؤں او رجب آخرت میں ان سے ملوں تو اِن کی مغفرت فرمادوں۔"

(المعجم الاوسط للطبرانی، من اسمہ محمد، رقم ۷۶۰۳، ج ۴، ص ۲۹۷)

(10)۔۔۔اعتکاف کا ثواب ملے۔

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا،"بندے کا اپنے بھائی کی حاجت روائی کے لئے چلنا اس کے لئے دس سال اعتکاف کرنے سے بہتر ہے اور جو اللہ عزوجل کی رضا کے لئے ایک دن اعتکاف کرتا ہے اللہ عزوجل اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں بنادیتا ہے اور ان میں سے دو خندقوں کا درمیانی فاصلہ مشرق ومغرب کے فاصلے سے زیادہ ہے۔"

(الترغیب والترہیب، کتاب الصوم، باب الترغیب فی الاعتکاف، رقم ۲، ج ۲، ص ۹۶)

(11)۔۔۔مسجد کی صفائی کرنے کا ثواب ملے

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا ابو سَعِیْد رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ خاتِمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا،"جو مسجد سے تکلیف دہ چیز نکالے گا اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعات، باب تطہیر المساجد، رقم ۷۵۷، ج ۱، ص ۴۱۹)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا ابوقِرْصَافَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ "مسجدیں بناؤ اور ان میں سے گرد وغبار نکال دیا کرو کہ جو اللہ عزوجل کی رضا کیلئے مسجد بنائے گا اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔" ایک شخص نے عرض کیا، "یارسول اللہ ! کیا مسجدیں گزرگاہوں پر بنائی جائیں؟" ارشاد فرمایا، "ہاں! اور ان میں سے گرد وغبار صاف کرنا حورعین کا مہر ہے۔" (مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب بناء المسجد، رقم ۱۵۲۱، ج ۲، ص ۱۱۳)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "مجھ پر اپنی امت کے ثواب پیش کئے گئے یہاں تک کہ اس گرد کا ثواب بھی پیش کیا گیا جسے مسلمان مسجد سے نکالتا ہے، اور مجھ پر اپنی امت کے گناہ پیش کئے گئے تو میں نے ان میں قرآن کی سورت یا آیت یاد کر کے بھلا دینے سے بڑا کوئی گناہ نہیں پایا۔"

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب فی کنس المسجد، رقم ۴۶۱، ج ۱، ص ۱۹۸)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا ابوسَعِیْد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک حبشی عورت مسجد سے کچرا نکالا کرتی تھی ایک رات اس کا انتقال ہو گیا۔ جب صبح ہوئی اور سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو اس کی وفات کی خبر دی گئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "تم نے مجھے اس کے بارے میں (رات ہی میں) کیوں نہیں بتایا؟

"پھر سرورِ کونین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام کو ساتھ لیکر نکلے اور اس کی قبر پر جاکر اس کی نَماز جنازہ ادا فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے لئے دعا فرمائی اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں نَمازِ جنازہ ادا کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصلوۃ علی القبر، رقم ۱۵۳۳، ج ۲، ص ۲۳۵)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں ایک عورت مسجد سے گرد وغبار صاف کیا کرتی تھی۔ جب اس کا انتقال ہوا تو اللہ عزوجل کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو اس کی تدفین کی خبر نہ دی گئی۔ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جب تم میں سے کسی کا انتقال ہو تو مجھے خبر دے دیا کرو۔" پھر آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کی نَماز جنازہ ادا فرمائی اور فرمایا کہ "میں اسے مسجد سے گرد وغبار صاف کرنے کی وجہ سے جنت میں دیکھ رہا ہوں۔"

(طبرانی کبیر، رقم ۱۱۶۰۷، ج ۱۱، ص ۱۹۰)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا عُبَید بن مَرزُوق رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ شریف میں ایک عورت مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی۔ جب اس کا انتقال ہوا تو نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو اس کے بارے میں خبر نہ دی گئی۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اس کی قبر کے قریب سے گزرے تو دریافت فرمایا، "یہ کس کی قبر ہے؟" تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، "ام مِحْجَنْ کی۔" فرمایا، "وہی جو مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی؟" صحابہ کرام علیہم

الرضوان نے عرض کیا، "جی ہاں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس کی قبر پر صف بنانے کا حکم دیا اور اس کی نَماز جنازہ پڑھائی۔ پھر اس عورت کو مخاطب کرکے فرمایا کہ "تونے کون سا کام سب سے افضل پایا؟" صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے عرض کیا، "یارسول اللہ! کیا یہ سن رہی ہے؟" ارشاد فرمایا، "تم اس سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔" راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر رسولِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "اس نے میرے سوال کے جواب میں کہا ، "مسجد کی صفائی کو۔" (الترغیب والترہیب، کتاب الصلوۃ، الترغیب فی تنظیف المساجد وتطھیر ھاالخ، رقم ۴، ج۱، ص ۱۲۲)

حدیث پاک: حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک حبشی جوان یا عورت مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی۔ جب شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال،، دافِعِ رنج ومَلال، صاحب ِجُودونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے اسے موجود نہ پایا تو اس کے بارے میں پوچھا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، "وہ تو فوت ہوگئی۔" فرمایا، "کیا تم مجھے اس کی خبر نہیں دے سکتے تھے؟" راوی کہتے ہیں شاید صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس معاملے کو چھوٹا سمجھتے ہوئے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر نہ دی۔ پھر حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "مجھے اس کی قبر پر لے چلو۔" صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو اس کی قبر پر لے آئے تو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نَماز جنازہ ادا فرمائی پھر فرمایا، "بے شک یہ قبریں اندھیرے سے بھری ہوئی تھیں، بے شک اللہ عزوجل میرے ان پر نَماز پڑھنے کے سبب ان قبروں کو منور فرمادے گا۔" (صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب الصلوۃ علی القبر، رقم ۹۵۶، ج۱، ص ۷۶۴ بتغیر قلیل)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا ابو سَعِیْد رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ خاتِمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "جو مسجد سے تکلیف دہ چیز نکالے گا اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعات، باب تطہیر المساجد، رقم ۷۵۷، ج۱، ص ۴۱۹)

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا ابوقِرْصَافَہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ "مسجدیں بناؤ اور ان میں سے گرد وغبار نکال دیا کرو کہ جو اللہ عزوجل کی رضا کیلئے مسجد بنائے گا اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔" ایک شخص نے عرض کیا، "یارسول اللہ! کیا مسجدیں گزر گاہوں پر بنائی جائیں؟" ارشاد فرمایا، "ہاں! اور ان میں سے گرد وغبار صاف کرنا حور عین کا مہر ہے۔" (مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب بناء المسجد، رقم ۱۵۲۱، ج۲، ص ۱۱۳)

حدیثِ پاک: ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے محلوں میں مسجدیں بنانے اور انہیں پاک وصاف رکھنے کا حکم دیا ہے۔

(مسند احمد، مسند السیدۃ عائشہ رضی اللہ عنھا، رقم ۲۶۴۴۶، ج۱۰، ص ۱۵۲)

(12)۔۔۔نیک لوگوں کی زیارت سے مستفیض ہونے کو ملے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: نیک لوگوں کی زیارت کے تین فائدے ہیں:

(۱)...نیک بندے سے برکت کی دعا لی جاتی ہے۔

(۲)...اس کی زیارت کر کے برکت حاصل کی جاتی ہے، کیونکہ علما اور نیک لوگوں کے چہروں کی زیارت کرنا عبادت ہے۔

(۳)...زندہ شخص کی زیارت کرنے کی وجہ سے ان کی اقتدا (پیروی) کرنے کی رغبت پیدا ہوتی اور ان کے آداب و اخلاق اپنانے کا ذہن بنتا ہے۔

مذکورہ فوائد ان علمی فوائد کے علاوہ ہیں جن کا حصول ان کی ذات و افعال سے متوقع ہوتا ہے۔ جب فقط دینی بھائی کی زیارت کے لئے جانا باعث فضیلت ہے تو علمائے کرام اور نیک لوگوں کی زیارت کیوں کر عبادت نہ ہوگی۔ تورات شریف میں ہے: چار میل چل کر اپنے مسلمان بھائی کی زیارت کرو۔ (احیاء العلوم جلد ۲ ص ۸۹۸)

بعض چہروں کو دیکھنے سے مغفرت

حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ میدانِ عرفات میں لوگوں کو گھور گھور کر دیکھتے لہٰذا اس کے بارے میں آپ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ بعض چہرے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو دیکھنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ مغفرت فرما دیتا ہے۔

(13)۔۔۔مسلمانوں کے قرب کی برکتیں ملیں۔

نیک بندوں کے طفیل بدکاروں سے عذاب ٹل جاتا ہے جیسا کہ قرآن میں مسلمانوں کی وجہ سے کافروں سے عذاب کے مُؤَخَّر ہونے کا تذکرہ ہے اور یہ معاملہ صرف دنیا میں نہیں

بلکہ مسلمان گناہگاروں کے حق میں قبر و آخرت میں بھی نیکوں کے قرب کی برکتیں ہوتی ہیں، چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ فرماتے ہیں: میں نے حضرت میاں صاحب قبلہ قُدِّسَ سِرُّہٗ، کو فرماتے سنا: ایک جگہ کوئی قبر کھل گئی اور مردہ نظر آنے لگا۔ دیکھا کہ گلاب کی دو شاخیں اس کے بدن سے لپٹی ہیں اور گلاب کے دو پھول اس کے نتھنوں پر رکھے ہیں۔ اس کے عزیزوں نے اِس خیال سے کہ یہاں قبر پانی کے صدمہ سے کھل گئی، دوسری جگہ قبر کھود کر اس میں رکھیں، اب جو دیکھیں تو دو اژدھے اس کے بدن سے لپٹے اپنے پھَنوں سے اس کا منہ بھموڑ رہے ہیں، حیران ہوئے۔ کسی صاحبِ دل سے یہ واقعہ بیان کیا، انہوں نے فرمایا: وہاں بھی یہ اژدھا ہی تھے مگر ایک وَلِیُّ اللہ کے مزار کا قرب تھا اس کی برکت سے وہ عذاب رحمت ہو گیا تھا، وہ اژدھے درختِ گُل کی شکل ہو گئے تھے اور ان کے پھَن گلاب کے پھول۔ اِس کی خیریت چاہو تو وہیں لے جاکر دفن کرو۔ وہیں لے جاکر رکھا پھر وہی درختِ گل تھے اور وہی گلاب کے پھول۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ دوم، ص ۲۷۰)

اسی لیے نبیِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اَدۡفِنُوۡا مَوۡتَاکُمۡ وَسۡطَ قَوۡمٍ صَالِحِیۡنَ، اپنے مُردوں کو نیکوں کے درمیان دَفن کرو۔

(کنز العمال، ۸/ ۲۵۴، الجزء الخامس عشر، الحدیث: ۴۲۳۶۴)

(14)۔۔۔جاہل علماء سے مسائل سیکھیں۔

مسجد میں چونکہ عوام و خواص سب موجود ہوتے ہیں لہذا علم و ذکر کی مجلس بھی سجائی جاتی ہے جس کی برکت سے جاہلوں کو علماء سے علمِ دین سیکھنے کو ملتا ہے اور ذکر کی مجلس میں حاضر

ہونا سعادت مندی کی بات جیسا کہ مروی ہے کہ ذکر کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار رکعت نماز پڑھنے سے افضل ہے اور علم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار مریضوں کی عیادت کرنے اور ہزار جنازوں میں شرکت کرنے سے افضل ہے۔ عرض کی گئی: "یارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! قرآنِ پاک کی تلاوت سے بھی افضل ہے؟ "ارشاد فرمایا: "کیا تلاوتِ قرآن علم کے بغیر نفع مند ہے۔" (قوت القلوب، الفصل الحادی والثلاثون، باب ذکر الفرق بین علماء الدنیا...الخ، ج۱، ص۲۵۷)

حضرت سیِّدُنا عطا رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ نے فرمایا: "ذکر کی مجلس غفلت کی ۷۰ مجلسوں کا کفارہ ہے۔" (قوت القلوب، الفصل الحادی والثلاثون، باب ذکر الفرق بین علماء الدنیا...الخ، ج۱، ص۲۵۷)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّۃِ قَالَ حِلَقُ الذِّکْرِ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم لوگ جنت کے باغوں میں گزرو تو میوہ چنو۔ صحابہ علیہم الرضوان نے کہا کہ جنت کے باغات کون ہیں؟ تو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ذکر الٰہی کے حلقے۔ (مشکاۃ المصابیح، کتاب الدعوات، باب ذکر اللہ، الحدیث ۲۲۷۱، ج۱، ص۴۲۵)

(15)۔۔۔بے شوقوں اور بے ذوقوں کو اہلِ محبت کو دیکھ کر عبادت کا شوق و ذوق بڑھے۔

(16)۔۔۔ صحیح طریقے سے نماز پڑھنے والوں کو دیکھ کر غلط طریقے سے نماز پڑھنے والوں کی اصلاح ہو۔

(17)۔۔۔گناہوں سے بچنا نصیب ہو۔

حدیثِ پاک: حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا، ''کیا میں تمہاری ایسے عمل کی طرف رہنمائی نہ کروں جس کے سبب اللہ عزوجل گناہ مٹاتا ہے اور درجات کو بلند فرماتا ہے؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، ''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیوں نہیں، ضرور کیجئے۔''ارشاد فرمایا ''دُشواری کے وقت کامل وضو کرنا اور مسجد کی طرف کثرت سے چلنا اور ایک نَماز کے بعد دوسری نَماز کا انتظار کرنا، پس یہی گناہوں سے حفاظت کیلئے قلعہ ہے، پس یہی قلعہ ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب فضل اسباغ الوضوء، علی مکارہ، رقم ۲۵۱، ص ۱۵۱)

حضرتِ سیّدُنا عبدالرحمن بن معقل رَحْمَۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا جاتا تھا کہ: اَلْمَسْجِدُ حِصْنٌ حَصِیْنٌ مِّنَ الشَّیْطٰن۔ یعنی مسجد شیطان سے بچنے کے لیے ایک مضبوط قلعہ ہے۔ (مُصَنَّف ابن اَبی شَیْبہ ج۸ ص ۲۷۱ حدیث ٦)

(18)۔۔۔باجماعت نماز کے بعد دُعائے حاجت قبول ہو۔

حدیثِ پاک: حضرت سیّدُنا ابو سعید خدرِی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ پاک کے آخری رسول صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالی شان ہے: "جب بندہ باجماعت نماز پڑھے پھر اللہ پاک سے اپنی حاجت (یعنی ضرورت) کا سُوال کرے تو اللہ پاک اس بات سے حیا فرماتا ہے کہ بندہ حاجت پوری ہونے سے پہلے واپس لوٹ جائے۔"

(حلیۃ الاولیاء ج۷ ص ۲۹۹ حدیث ۱۰۵۹۱)

اے عاشقانِ نماز! بے شک حاجت پوری ہونے کیلئے صلوٰۃُ الحاجت پڑھنا اور دیگر اوراد و وظائف کرنا بہت اچھی بات ہے مگر جماعت سے نمازِ فرض ادا کر کے اپنی حاجت کیلئے دعا مانگنا یہ بہترین عمل ہے۔

جماعت سے گر تو نمازیں پڑھے گا
خدا تیرا دامن کرم سے بھرے گا

(19)۔۔۔نماز کا پچیّس یا ستائیس گنا زیادہ ثواب ملے۔

حدیثِ پاک: فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: مرد کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ، گھر میں اور بازار میں پڑھنے سے پچیس (۲۵) دَرَجے زائد ہے۔

(بخاری ج ۱ ص ۲۳۳ حدیث ۶۴۷)

حدیثِ پاک: صحابی ابنِ صحابی حضرتِ سیِّدُنا عبدُ اللّٰہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے رِوایت ہے، تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: ''نماز با جماعت تنہا پڑھنے سے ستائیس (۲۷) دَرَجے بڑھ کر ہے۔'' (بخاری ج ۱ ص ۲۳۲ حدیث ۶۴۵)

جماعت سے نماز پڑھنے کی ۱۱ حکمتیں

حضرت مفتی احمد یار خان رَحْمۃُ اللہِ علیہ سُوال قائم کرتے ہیں کہ نماز **جماعت** سے کیوں پڑھی جاتی ہے؟ اس میں کیا حکمت ہے؟ مسجد میں حاضری کیوں دی جاتی ہے؟ پھر اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: **جماعت** میں دینی و دُنیوی بہت سی حکمتیں ہیں، **دنیاوی** حکمتیں تو یہ ہیں کہ

☆۔۔۔**جماعت** کی بَرَکت سے قوم میں تنظیم (Discipline) رہتی ہے کہ مسلمان اپنے ہر کام کے لیے امام کی طرح صدر اور امیر چن لیا کریں، پھر امیر کی ایسی اِطاعت کریں جیسے مقتدی امام کی (کرتا ہے)۔

☆۔۔۔جماعت سے آپس کا اتفاق بڑھتا ہے۔

☆۔۔۔روزانہ پانچ بار کی ملاقات اور دعا سلام دل کی عداوت (یعنی دشمنی) دُور کرتا ہے۔

☆۔۔۔قوم میں پابندیِ اوقات کی عادت پڑ جاتی ہے کہ سب لوگ وقتِ **جماعت** پر دوڑتے (یعنی جلدی جلدی) آتے ہیں۔

☆۔۔۔**جماعت** سے مُتکبِّرین (یعنی مغروروں) کا غرور ٹوٹتا ہے کہ یہاں بادشاہ کو فقیر کے ساتھ کھڑا ہونا پڑتا ہے، نیز

☆۔۔۔مسجد ہماری کمیٹی، گھر یا دارُ الشوری ہے، جہاں جمع ہو کر مسلمان اَہم (دِینی) مشورہ کر سکتے ہیں، گویا مسجد میں روزانہ محلے کی پانچ کانفرنسیں ہوتی ہیں، مسجد نبوی سے ہی اسلامی فوج نکل کر جہاد وغیرہ کرتی تھی۔

دینی فائدے یہ ہیں کہ:

☆۔۔۔اگر **جماعت** میں ایک کی نماز قبول ہو گئی تو سب کی قبول ہے۔

☆۔۔۔**جماعت** میں گویا مسلمانوں کا وَفد بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ حاکم کے یہاں تنہا (شخص) کے مقابل وفد کا زیادہ احترام ہوتا ہے۔

☆۔۔۔**جماعت** میں انسان رب کی کچہری میں وکیل یعنی امام کے ذریعے عرض معروض (یعنی درخواستیں) کراتا ہے، جس سے بات کا وَزن بڑھ جاتا ہے۔

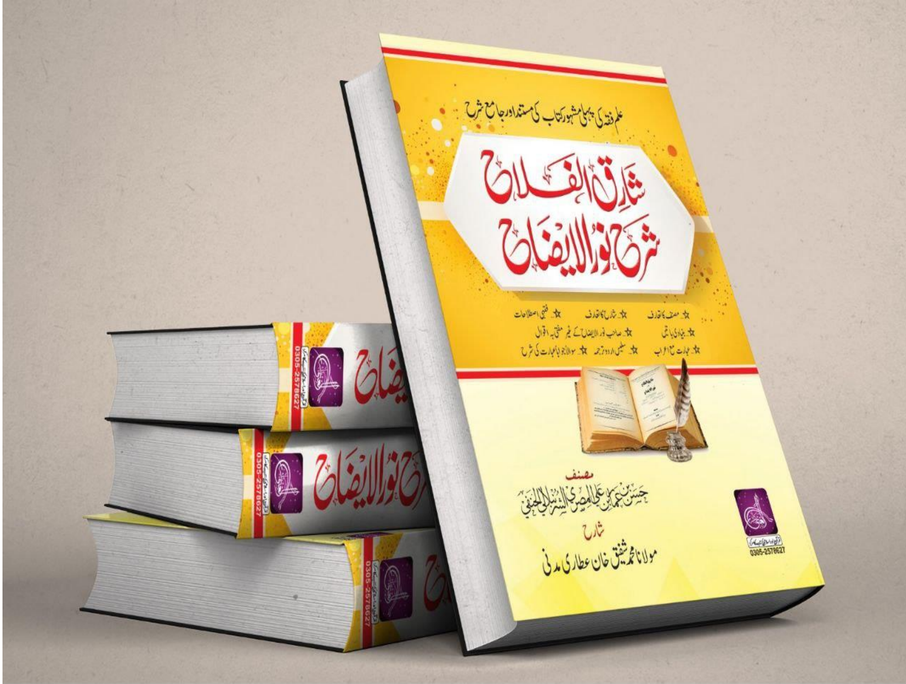
☆۔۔۔مسجد کی طرف آنے جانے میں ہر قدم پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔

☆۔۔۔**جماعت** سے آدمی کو دینی پیشوا علما صوفیا کا ادب سکھایا جاتا ہے۔

(اسرار الاحکام مع رسائل نعیمیہ ص۲۸۸)

خدا سب نمازیں پڑھوں باجماعت

کرم ہو پئے تاجدارِ رسالت



روزہ کی حکمت

آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...روزے کی حکمت

☆...روزوں کے لیے ماہِ رمضان کو منتخب کرنے کی حکمت

☆...روزے میں بھول چوک معاف ہونے کی حکمت

☆...حائضہ کے روزے کے صحیح نہ ہونے کی حکمت

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ　　وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

روزہ کی حکمت

درود شریف کی فضیلت

سرکارِ والاتَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروَرْدْگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے:"اے لوگو! بے شک بروز قِیامت اسکی دَہشتوں اور حساب کتاب سے جلد نجات پانے والا شخص وہ ہوگا جس نے تم میں سے مجھ پر دنیا کے اندر بکثرت دُرُود شریف پڑھے ہوں گے۔"

(فردوس الاخبار، الحدیث ۸۲۱۰، ج ۲، ص ۴۷۱ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب !　　صلّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

روزے کی حکمت

سوال: روزے میں کیا حکمت ہے۔ اسلام میں یہ کیوں رکھا گیا کہ ہم اپنی چیز ایک وقت خود نہ کھا پی سکیں۔

جواب: پیٹ بھرنے سے نفس قوی ہوتا ہے اور خالی رہنے سے روح میں قوت آتی ہے روح اور نفس ہمارے گویا دو بازو ہیں یا انسانی زندگی کے دو پہیئے۔ لہذا کچھ دن نفس کو غذا دو اور کچھ دن روح کو نیز روزہ پیٹ کی تمام بیماریوں کا علاج ہے۔ اگر کوئی ہر ماہ میں تین دن روزے رکھ لیا کرے تو وہ شکمی امراض سے محفوظ رہے گا نیز روزے سے فقیر اور فاقہ کی قدر معلوم ہوتی ہے اور فقراء کی امداد کو

دل چاہتا ہے، روزے میں اپنی بندگی اور رب کی ملکیت کا اظہار ہوتا ہے ہم اپنی کسی چیز کے مستقل مالک نہیں گھر میں سب کچھ ہے مگر رب نے روک دیا۔ تو کچھ استعمال نہیں کر سکتے روزے سے بھوک برداشت کرنے کی عادت رہتی ہے کہ اگر کبھی فاقہ درپیش آجاوے تو روزہ دار صبر کر سکے گا روح جسم میں آنے سے پہلے غذا سے محفوظ تھی لہذا گناہ سے بھی بری تھی جسم میں آکر غذا کی حاجت مند ہوئی لہذا گناہ بھی کرنے لگی۔ اب کچھ وقت اسے بھوکا رکھو تاکہ اسے اپنی پہلی حالت یاد رہے اور گناہ سے باز رہے۔

(اسرار الاحکام)

روزوں کے لئے ماہِ رمضان کو منتخب کرنے کی حکمت

سوال: روزوں کے لیے ماہ رمضان کیوں منتخب ہوا؟

جواب: اس لیے کہ ماہ رمضان میں قرآن شریف لوح محفوظ سے منتقل ہو کر پہلے آسمان پر آیا۔ پھر وہاں سے ۲۳ سال میں آہستہ آہستہ حضور علیہ السلام پر نازل ہوا۔ قرآن رب کی بڑی نعمت ہے۔ نعمت ملنے پر بطور شکریہ روزے رکھوائے گئے نیز رمضان میں ہر نیکی کا ثواب ۷۰ درجہ ملتا ہے۔ اس لیے اس مہینہ میں روزہ اعتکاف وغیرہ رکھے گئے تاکہ ثواب زیادہ ہو۔ (اسرار الاحکام)

روزے میں بھول چوک معاف ہونے کی حکمت

سوال: روزے میں بھول چوک معاف ہے بھول سے کھا پی لیا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا مگر نماز میں معاف نہیں اگر کوئی بھول کر نماز میں بول پڑے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ فرق کیا ہے؟

جواب: روزے میں بھول چوک زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اس میں کوئی یاد دلانے والی چیز موجود نہیں، اس لیے یہاں معافی ہے، مگر نماز کی ہر حالت قیام رکوع وغیرہ نماز کو بتا رہی ہے۔ اس لیے اس میں بھول کم واقع ہوگی۔ اس لیے اس میں یہ رعایت نہ کی گئی۔ (اسرار الاحکام)

حائضہ کے روزے کے صحیح نہ ہونے کی حکمت

سوال: جب جُنُبی کے لئے حالت جنابت میں روزہ رکھنا صحیح ہے تو حائضہ کے لئے بھی حالت حیض میں روزہ رکھنا صحیح ہونا چاہئے تھا، ایسا کیوں نہیں؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ روزہ نام ہے کھانے، پینے اور جماع سے رکنے کا، جنابت کی حالت میں ان تینوں سے رکنا پایا جاتا ہے جبکہ حیض کی حالت میں جماع سے رکنا روزہ کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ حیض کی وجہ سے ہوتا ہے، لہٰذا حالتِ حیض میں روزے اپنے تینوں اجزا کے ساتھ تام نہیں ہوگا اس لئے روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔



زکوۃ کی حکمت

آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...زکوۃ فرض کرنے کی حکمت

☆...زکوۃ سال میں ایک بار فرض ہونے کی حکمت

☆... حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر زکوۃ فرض نہ ہونے کی حکمت

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ اللَّطِیۡفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الشَّفِیۡقِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصۡحَابِكَ یَا حَبِیۡبَ اللّٰه

زکوۃ کی حکمت

درود شریف کی فضیلت

سیِّدُ الۡمُرسَلین، خاتَمُ النَّبِیِّین ، جنابِ رحمۃٌ لِّلۡعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ بشارت نشان ہے:"جو مجھ پر شبِ جُمُعَہ اور جُمُعَہ کے روز سو بار دُرُود شریف پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا۔" (جامع الاحادیث للسیوطی، رقم ۷۷۷۴۳، ج۳، ص۷۵)

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

زکوۃ فرض کرنے کی حکمت

سوال: اسلام نے زکوۃ کیوں فرض کی۔ اپنا کمایا ہوا مال دوسروں کو مفت کیوں دلوایا۔

جواب: چند وجہ سے سخاوت انسان کا کمال ہے اور بخل عیب زکوٰۃ دینے سے یہ عیب دُور ہوتا ہے اور وہ کمال حاصل ہوتا ہے کہ جیسے ہماری کمائی میں حکومت کا بھی حصہ ہوتا ہے جسے ٹیکس کہتے ہیں۔ پھر وہ ٹیکس ہمارے ہی مفاد یعنی ملکی انتظام پر خرچ ہوتا ہے ایسے ہی کمائیوں میں رب کا حق ہے، جو ہمارے غربا پر ہی خرچ ہوتا ہے۔ چلتی پھرتی چیز بہتر رہتی ہے اور رکی ہوئی چیز گر جاتی ہے۔ کنوئیں کا پانی نکلتا ہے تو ٹھیک رہے گا۔ ورنہ بگڑ جائے گا۔ لہذا دولت بند نہ کرو اسے چلتا پھرتا رکھو۔ زکوٰۃ سے امداد باہمی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ جو انسان کی بہترین صفت ہے کہ رب کی نعمت مل بانٹ کر کھاؤ۔ خرچ سے نعمت بڑھتی ہے۔ روکنے سے گھٹتی ہے، انگور اور بیری کی شاخیں کاٹ دینے سے پھل

زیادہ آتے ہیں نہ کاٹو تو کم آتے ہیں۔ دانہ کھیت میں بکھیرنے سے زیادہ ہوتا ہے جمع رکھنے سے جلد ختم ہوجاتا ہے۔(اسرار الاحکام)

زکوۃ سال میں ایک بار فرض ہونے کی حکمت

سوال زکوۃ سال میں ایک بار کیوں فرض ہے۔ نماز کی طرح روزانہ یا حج کی طرح عمر میں ایک بار کیوں فرض نہیں؟

جواب: اسلام کا مقصد یہ ہے کہ مال بڑھتا بھی رہے اور اس کی زکوۃ بھی نکلتی رہے۔ لہذا مالک کو سال بھر کا موقعہ دیا ہے کہ کاروباری آدمی سال بھر تجارت کرکے خوب مال بڑھائے پھر کل کا چالیسواں حصہ ادا کرے، چونکہ سال میں تینوں موسم اور چاروں فصلیں آجاتی ہیں۔ لہذا ہر مال کے بڑھنے کا کافی موقع مل جاتا ہے، ہر چیز کسی موسم میں سستی ہوجاتی ہے، دوسرے میں مہنگی۔

(اسرار الاحکام)

حضور پر زکوۃ فرض نہ ہونے کی حکمت

سوال: حضور ﷺ پر زکوۃ فرض نہ ہونے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر زکوۃ فرض نہیں اس کی کئی حکمت ہیں ان میں سے دو ملاحظہ کریں:

(۱)۔۔۔اس لیے کہ آپ کا مال وقف ہے اور وقف میں زکوۃ نہیں۔

(۲)۔۔۔اس لیے کہ ساری امت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی غلام ہے اور اپنے غلام لونڈی کو زکوۃ نہیں دی جاسکتی آپ کے لیے مصرف موجود نہیں۔

مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: فقیر کے نزدیک یہ وجہ قوی ہے ورنہ آپ پر قربانی فرض نہ ہوتی، مال وقف سے قربانی نہیں دی جاتی۔

(مراۃالمناجیح ج۸، ص۴۷)

حج کی حکمت

آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...افعالِ حج کی حکمتیں

☆...احرام میں سلاہوا لباس نہ پہننے کی حکمت

☆...احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنے کی حکمت

☆...تلبیہ کہنے کی حکمت

☆...وقوفِ عرفات میں حکمت

☆...مشعرِ حرام کے پاس ذکر کی حکمت

☆...طواف کرنے کی حکمتیں

☆...عتیق کہنے کی حکمت

☆...طواف کی ابتدا کیسے ہوئی؟

☆...زمزم کو کھڑے ہو کر پینے کی حکمت

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ اللَّطِیۡفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الشَّفِیۡقِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہ   وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصۡحَابِکَ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہ

حج کی حکمت

درود شریف کی فضیلت

شیخِ طریقت، امیرِ اَہلسنّت، بانی دعوتِ اِسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادِری رَضَوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ العالیہ اپنے رسالے "تذکرہ اِمام احمد رضا" کے صفحہ ا پر نقل کرتے ہیں: رَحمتِ عالَم، نورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم، شَفیعِ اُمَم، رَسُولِ اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم کا فرمانِ شَفاعت نشان ہے۔ "جو مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھے گا میں اُس کی شَفاعت فرماؤں گا۔" (القولُ البدیع ص ۱۱۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب !   صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

افعالِ حج کی حکمتیں

سوال: حج کے افعال کی کیا حکمتیں ہیں؟

جواب: حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افعالِ حج کی حکمتوں اور مناسکِ حج کے باریک معانی کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: "افعالِ حج اور لوازمِ حج میں سے ہر ایک میں حکمتِ بالغہ، نعمتِ کاملہ اور کئی راز ہیں جن کی تعریف کرنے سے ہر زبان عاجز ہے۔ (حکایتیں اور نصیحتیں ص ۱۱۵)

احرام کے وقت (سلا ہوا) لباس نہ پہننے کی حکمت

احرام کے وقت (سلا ہوا) لباس نہ پہننے کی حکمت یہ ہے کہ لوگوں کی عادت ہے کہ جب مخلوق کے پاس جاتے ہیں تو عمدہ اور فخریہ لباس زیبِ تن کر لیتے ہیں گویا اللہ عزّوَجَلَّ ارشاد فرماتاہے: "میری بارگاہ میں حاضری کا ارادہ مخلوق کے پاس جانے کے ارادے کے خلاف ہو ، تاکہ میں ان کے لئے اجر وثواب بڑھادوں اور اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ بندہ احرام کے وقت کپڑوں کی کمی سے موت کے وقت دنیا سے رُخصتی کی حالت کو یاد کرے جیسا کہ پہلے دن تھا جب ماں کے پیٹ سے برہنہ پیدا ہوا تھا۔ اور اس حالت میں حساب کے دن برہنہ کھڑا ہونے سے مشابہت بھی ہے۔ (حکایتیں اور نصیحتیں ص ۱۱۵)

احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنے کی حکمت

احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنے کی حکمت بالکل ظاہر اور واضح ہے کہ اللہ عزّوَجَلَّ چاہتاہے کہ حجاج کو ملائکہ پر ظاہر کرے تاکہ ان کے سبب فخر کرے، لہٰذا حجاج ملائکہ کرام کے سامنے گناہوں اور میل کچیل سے پاک و صاف کرکے پیش کئے جاتے ہیں۔ اس میں دوسری حکمت یہ ہے کہ حجاج انبیاء کرام علیہم السلام کے قدموں کی جگہ اپنے قدم رکھتے ہیں تو اس سے پہلے غسل کر لیتے ہیں تاکہ ان آثار کی برکات حاصل کر لیں۔ جیسا کہ اصدق الصادقین (یعنی سب سے زیادہ سچا) رب عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَهِّرِیۡنَ ﴿۲۲۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ پسند رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔(پ۲،البقرۃ:۲۲۲) (حکایتیں اور نصیحتیں ص ۱۱۶)

تلبیہ کہنے میں حکمت

تلبیہ کہنے میں حکمت یہ ہے کہ ایک انسان کو جب کوئی معزز انسان بلاتا ہے تو وہ اس کو لبیک اور اچھے کلام سے جواب دیتا ہے۔ لہٰذا اس شخص کا جواب کیا ہونا چاہیے جس کو خود مَلِکُ العلاَّم عَزَّوَجَلَّ پکارے اور اسے اپنی جانب بلائے، تاکہ اس کے گناہ اور برائیاں مٹادے۔ جب بندہ لبیک کہتا ہے تو اللہ عزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: "ہاں! میں تیرے قریب ہوں اور تجھ پر تجلّی فرمانے والا ہوں، پس تو جو چاہتا ہے مانگ لے، میں تیری شہ رَگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔
(حکایتیں اور نصیحتیں ص ۱۱۶)

وقوفِ عرفات میں حکمت

مزدلفہ سے کنکریاں لینے اور عرفہ میں ٹھہرنے میں حکمت یہ ہے کہ اس میں صاحبِ علم و معرفت کے لئے پوشیدہ باتیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ گویا بندہ عرض کرتا ہے: میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میں نے گناہوں اور خطاؤں کی کنکریاں اُٹھائیں اور تیرے حکم پر عمل کرتے ہوئے جمروں کو کنکریاں ماریں۔ بے شک تو کرم و بخشش والا ہے۔(حکایتیں اور نصیحتیں ص ۱۱۶)

مشعرِ حرام کے پاس ذکر کی حکمت

مشعرِ حرام کے پاس ذکر کی حکمت اور اجرِ عظیم کے متعلق گویا اللہ عزَّوَجَلَّ فرمارہاہے:
"تم میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا، جو مجھے اکیلا یاد کرے میں بھی اسے اکیلا یاد کرتا ہوں

اور جو مجھے کسی اجتماع میں یاد کرے تو میں اُسے اس سے بہتر اجتماع میں یاد کرتا ہوں۔ پس جب تم مشعرِ حرام کے پاس مجھے یاد کرتے ہو تو میں تمہیں معزز فرشتوں میں یاد کرتا ہوں اور تمہارے لئے انتقام کے بدلے امان کی مہر لگا دیتا ہوں۔" (حکایتیں اور نصیحتیں ص ۱۱۶)

مِنٰی میں سر منڈوانے میں ایسی حکمت ہے جس سے بندے کی تمام اُمیدیں پوری ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں بیداری اور نصیحت ہے جسے صرف عالم ہی سمجھ سکتا ہے، کیونکہ حاجی جب عرفہ میں ٹھہرتا ہے، مشعرِ حرام کے پاس اللہ عزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتا، مِنٰی میں قربانی کرکے حلق کرواتا اور اپنے بدن کو میل کچیل اور گناہوں سے پاک وصاف کرتا ہے تو اللہ عزَّوَجَلَّ اس کے لئے ثواب لکھ دیتا، درجے بڑھا دیتا اور جہنم سے پناہ دے دیتا ہے۔ اور بروزِ قیامت اس کے ہر بال کے عوض ایک نور بنائے گا اور اسے امن کا پروانہ عطا فرمائے گا۔ جیسا کہ اللہ عزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

مُحَلِّقِیۡنَ رُءُوۡسَکُمۡ وَ مُقَصِّرِیۡنَ ۙ لَا تَخَافُوۡنَ ؕ

ترجمۂ کنزالایمان: اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے بے خوف۔ (پ۲۶، الفتح:۲۷)
(حکایتیں اور نصیحتیں ص ۱۱۷)

طواف کرنے کی حکمتیں

طواف میں کئی حکمتیں اور لطیف اشارے ہیں، بیت اللہ شریف کا طواف کرنے والا گڑگڑاتے اور دعا کرتے وقت زبانِ حال سے کہتا ہے: "اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تو ہی مقصود ہے، تو ہی مرتبہ کمال تک پہنچانے والا معبودِ حقیقی ہے۔ میں تمام لوگوں کے ساتھ تیری

بارگاہ میں حاضر ہوا، تیرے گھر کا طواف کیا اور تیری رحمت کے دروازے پر جود و کرم کی امید لئے کھڑا ہوں اور تو خود اپنے خلیل حضرتِ سیدنا ابراہیم علٰی نبیناوعلیہ الصلٰوۃوالسلام کو اپنی لاریب کتاب میں فرماچکا ہے:

وَّ طَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَ الْقَآىٕمِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ(۲۶) (پ۱۷،الحج:۲۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور میرا گھر ستھرا رکھ طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع سجدے والوں کے لیے۔

وقوفِ عرفات میں حکمت اور انوکھے معانی ہیں، بلاشبہ اس میں بندے کے لئے تنبیہ ہے اور یہ کہ بندے بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ننگے پاؤں، ننگے بدن اور برہنہ سر حسرت و ندامت کے قدموں پر کھڑے ہوں گے، گریہ وزاری کرتے ہوں گے اور اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ سے اس طرح دعا کرتے ہوں گے جس طرح ایک ذلیل غلام دعا کرتا ہے۔

سبحان اللہ! ان لوگوں کو دیکھو جنہیں ان کے مولا عَزَّوَجَلَّ نے اپنے گھر کی طرف بلایا تو انہوں نے وجد و شوق کے عالم میں اس کی دعوت پر لبیک کہا اور تصدیق کے قدموں پر اس کی طرف پیدل چل پڑے، اور ہر دُبلی اُونٹنی پر دور دور سے حاضر ہو گئے۔

حضرتِ سیِّدُنا علی بن مُوَفَّق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بیت اللہ کا حج کیا کعبہ مشرفہ کے گرد سات چکر لگائے، حجرِ اسود کو بوسہ دیا، دو رکعت نماز پڑھی، کعبہ کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائی اور روتے ہوئے عرض کی: "میں نے اس بیت اللہ کے کتنے چکر لگائے لیکن

معلوم نہیں کہ قبول ہوئے یا نہیں۔"پھر مجھ پر ہلکی سی نیند غالب آگئی۔ میں سونے اور جاگنے کی درمیانی حالت۔

عتیق کہنے کی وجہ

بیت اللہ شریف کو عتیق اس لئے کہتے ہیں کہ "اللہ عزَّوَجَلَّ نے اسے زمین سے دوہزار سال پہلے پیدا فرمایا اور اس کو ظالم اور جابر لوگوں کے قبضے سے آزاد رکھا اور اس پر کسی ظالم وجابر کو مسلّط نہ کیا بلکہ جس نے بھی بُرا ارادہ کیا وہ ہلاک ہوگیا۔"حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر واسطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ اس کو عتیق کہنے کی وجہ یہ بھی ہے کہ جس نے بھی اس کا طواف کیا وہ جہنم سے آزاد ہوگیا۔"

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی عتیق کہا جاتا ہے۔پس جو شخص نماز میں قبلہ شریف کی طرف رُخ نہ کرے اس کی نماز قبول نہیں اور جو امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت کی گواہی نہ دے اس کی زکوٰۃ قبول نہیں۔

حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن سلیمان علیہ رحمۃ الرحمن بیان فرماتے ہیں کہ "جب حضرتِ سیِّدُنا آدم علیہ السلام زمین پر جلوہ فرما ہوئے تو آپ علیہ السلام نے بَیْتُ اللہ شریف کے سات چکر لگائے، پھر دو رکعت نماز پڑھ کر ملتزَم کے پاس آئے اور عرض کی:"اے اللہ عزَّوَجَلَّ! تو میرے ظاہر وباطن کو جانتا ہے، میری معذرت قبول فرمالے اور تو جانتا ہے جو کچھ میرے دل میں ہے پس میرے گناہوں کو بخش دے اور تو میری حاجت بھی جانتا ہے لہٰذا وہ بھی پوری فرما

دے۔ اے اللہ عزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے ایسے ایمان اور یقینِ صادق کا سوال کرتا ہوں جو میرے دل میں بس جائے یہاں تک کہ میں یقین کرلوں کہ مجھے وہی تکلیف پہنچ سکتی ہے جو تونے میرے لئے لکھ دی ہے اور اس پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہوں جس کا تونے میرے بارے میں فیصلہ فرمادیا ہے۔" تو اللہ عزَّوَجَلَّ نے وحی فرمائی: "اے آدم (علیہ السلام)! میں نے تیری تمام دعائیں قبول فرمائیں اور تیری اولاد میں سے جو شخص بھی دعا کریگا میں اس کے غم واَلَم اور تنگی دُور کردوں گا، اس کے دل سے فقر کا غم نکال کر اُسے بے نیاز کردوں گا اور اُسے وہاں سے رزق دوں گا جہاں اُسے گمان بھی نہ ہوگا اور دُنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آئے گی اگرچہ وہ اس کی خواہش نہ رکھتا ہو۔" (اخبار مکۃ للازرقی، باب ماجاء فی الملتزم والقیام فی ظہر الکعبۃ، الحدیث ۴۹۴، ج۲، ص۹۲) (المعجم الاوسط، الحدیث ۵۹۷۴، ج۴، ص۲۷۵)

طواف کی ابتداء کیسے ہوئی؟

سوال: طواف کی ابتداء کیسے ہوئی؟

جواب: مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحَنّان "**تفسیر نعیمی**" میں نَقْل فرماتے ہیں: صاحِبِ تفسیرِ رُوحُ الْبَیان اور صاحبِ تفسیرِ عَزیزی نے فرمایا کہ زمین سے پہلے پانی ہی پانی تھا۔ قُدرَتی طور پر دو ہزار سال پہلے کعبے کی جگہ اس پر **سفید جھاگ** پیدا ہوا کچھ روز میں اس کو پھیلا کر زمین کر دیا گیا پھر جب فِرِشتوں کو ربّ عَزَّوَجَلَّ نے آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی پیدائش کی خبر دی تو اُنہوں نے اپنا خِلافت کا اِستِحقاق (یعنی حق دار ہونے کا دعویٰ) پیش کیا اور آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی پیدائش کی حکمت پوچھی۔ مگر اِس جُرأَت کی معذرت

میں توبہ کی نیّت سے سات برس عرشِ اعظم کا **طواف** کیا، حکمِ الٰہی ہوا کہ زمین میں بھی اِسی **جھاگ** کی جگہ نشان لگا دو جہاں میرے بندے خطا کر کے اس کے **طواف** سے مجھے راضی کیا کریں۔(تفسیرنعیمی ج ا ص ۶۴۱ ،تفسیرروح البیان ج ا ص ۲۳۰)

زمزم کو کھڑے ہو کر پینے کی حکمت

سوال: زمزم کھڑے ہو کر کیوں پیتے ہیں؟

جواب: عام پانی بیٹھ کر پیا جاتا ہے جبکہ آبِ زمزم کھڑے ہو کر ، اس میں کیا حکمت ہے؟ آب زمزم کو کھڑے ہو کر پینے میں حکمت یہ ہے کہ کھڑے ہو کر جب پانی پیا جاتا ہے وہ فوراً تمام اَعضاء کی طرف سرایت کر جاتا ہے اور یہ مُضر (یعنی نقصان دہ) ہے، لیکن یہ پانی بَرکت والا ہے اور ان سے مقصود ہی تبرک ہے، لہٰذا اِن کا تمام اَعضاء میں پہنچ جانا فائدہ مند ہے۔

(بہارِ شریعت، ۳/ ۳۸۴، حصہ :۱۶ماخوذاً)

درودِ پاک کی حکمت

آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...ماضی، حال، مستقبل سب درست

☆...دعا کی قبولیت کا نسخہ

☆... قیامت کے دن حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا قرب

☆...زمین والوں کے مثل نیکی

☆...درود شریف قیامت کے دن نور ہوگا

☆...سو حاجتیں پوری ہونے کا عمل

☆... مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام پڑھنے کی برکتیں

☆...دعا کی قبولیت کا عمل

☆...رحمت و مغفرت کی بارشیں

☆...درود شریف اعمال کی قبولیت کا ذریعہ ہے

☆... مرنے سے پہلے جنت دیکھنے کا عمل

☆...درود شریف نہ پڑھنے کے نقصانات

☆...جب تک درود لکھا رہے گا مغفرت کی دعا

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

درودِ پاک کی حکمت

درود شریف کی فضیلت

سرکارِ مدینہ راحتِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحِبِ مُعطّر پسینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ شفاعت نشان ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک فِرِشتہ میری قَبْر پر مُقرَّر فرمایا ہے جسے تمام مخلوق کی آوازیں سُننے کی طاقت عطا فرمائی ہے، پس قِیامت تک جو کوئی مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھتا ہے تو وہ مجھے اُس کا اور اُسکے باپ کا نام پیش کرتا ہے۔ کہتا ہے، فُلاں بن فُلاں نے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر دُرُودِ پاک پڑھا ہے۔" (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۲۵۱ حدیث ۱۷۲۹۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلّی اللہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

درودِ پاک کی برکتیں

اے عاشقانِ رسول! یقیناً درودِ پاک کی بے شمار برکتیں ہیں جیسا کہ حضرت سیِّدُنا شیخ عبدالحق مُحدِّث دہلوی عَلَیہِ رَحْمۃُ اللّٰہِ القَوِی مزید فرماتے ہیں: "**دُرُود شریف** سے مصیبتیں ٹلتی ہیں، بیماریوں سے شِفاء حاصل ہوتی ہے، خوف دُور ہوتا ہے، ظُلم سے نَجات حاصل ہوتی ہے، دُشمنوں پر فَتح حاصل ہوتی ہے، اللہ پاک کی رِضا حاصل ہوتی ہے اور دل میں اُس کی مَحبَّت پیدا ہوتی ہے، فِرِشتے اُس کا ذِکر کرتے ہیں، اَعمال کی تکمیل ہوتی ہے، دل و جان، اسباب و مال کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے، پڑھنے والا خُوشحال ہو جاتا ہے، بَرَکتیں حاصل ہوتی ہیں، اَولاد دَر اَولاد

چار نسلوں تک بَرَکت رہتی ہے۔" (جذبُ القلوب، ص۲۲۹)

دُرُود شریف پڑھنے سے قِیامت کی ہولناکیوں سے نَجات حاصل ہوتی ہے، سَکَرَاتِ موت میں آسانی ہوتی ہے، دُنیا کی تَباہ کارِیوں سے خَلاصی (نَجات) ملتی ہے، تنگدستی دُور ہوتی ہے، بھولی ہوئی چیزیں یاد آجاتی ہیں، مَلائکہ دُرُود پاک پڑھنے والے کو گھیر لیتے ہیں، دُرُود شریف پڑھنے والا جب پُل صِراط سے گُزرے گا تو نُور پھیل جائے گا اور وہ اُس میں ثابِت قدم ہو کر پَلک جھپکنے میں نَجات پا جائے گا۔ عظیم تر سَعادت یہ ہے کہ **دُرُود شریف** پڑھنے والے کا نام حُضُور سراپا نُور، فیض گنجور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بار گاہ میں پیش کیا جاتا ہے، تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت بڑھتی ہے، محاسِنِ نبویہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دل میں گھر کر جاتے ہیں اور کثرتِ **دُرُود شریف** سے صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلَّم کا تصوُّر ذِہن میں قائم ہوجاتا ہے اور خُوش نَصیبوں کو دَرَجہ قُربتِ مُصْطفوِی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حاصل ہوجاتا ہے اور خَواب میں سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلَّم کا دِیدارِ فیضِ آثار نصیب ہوتا ہے۔ روزِ قیامت مَدَنی تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مُصافَحہ کی سعادَت نصیب ہوگی، فِرِشتے مرحبا کہتے ہیں اور مَحَبَّت رکھتے ہیں، فِرِشتے اُس کے دُرُود کو سونے کے قلموں سے چاندی کی تختیوں پر لکھتے اور اُس کے لیے دُعائے مَغْفِرت کرتے ہیں۔ اور فِرِشْتگانِ سَیّاحین (زمین پر سیر کرنے والے فِرِشتے) اُس کے **دُرُود شریف** کو مدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ بے کَس پناہ میں پڑھنے والے اور اس کے باپ کے نام کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ (جذبُ القلوب، ص۲۲۹)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!   صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(1)۔۔۔ماضی، حال اور مستقبل سب درست

آج میں آپ کے سامنے درودِ پاک کی فضیلت میں ایسی حدیث پاک بیان کرنے لگا ہوں جس کو آپ نے بارہاسنا ہو گا، لیکن اس کے پیچھے جو راز پوشیدہ ہے اس کے بارے میں شاید ہی آپ کا خیال اور ذہن گیا ہو گا۔

حافظ محمد شرف الدین عبدالمُؤمِن بن خَلف دِمیاطی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "اَلْمَتْجَرُ الرَّابِحُ فِیْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ" میں اس حدیث کی تخریج کی ہے:

حضرت سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ صبح کے وقت سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج آپ بہت خوش نظر آرہے ہیں؟" فرمایا: "میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور مجھ سے عرض کیا کہ آپ کا جو امتی آپ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے گا اللہ پاک اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹادے گا اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا اور اس پر اتنی ہی رحمت بھیجے گا۔" (مسند احمد، حدیث ابی طلحۃ، رقم ۱۶۴۵۲، ج۵، ص۵۰۹)

اس حدیث میں اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: درودِ پاک پڑھنے والے کو اللہ تعالی تین چیزیں عطا فرماتا ہے:

(۱)۔۔۔اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا یعنی اس کو دس نیکیاں ملیں گی۔

(۲)۔۔۔دس گناہ جو اس نے ماضی میں کیئے، مٹا دے گا۔یعنی معاف ہو جائیں گے۔

(۳)۔۔۔اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا۔یعنی جنت میں اس کے دس درجات بلند ہوں گے۔

اور ایک حدیث سنن نسائی کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ، وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ۔

ترجمہ: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ پاک اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، دس گناہ مٹاتا ہے اور دس دَرَجات بُلند فرماتا ہے۔(نَسائی ص ۲۲۲ حدیث ۱۲۹۴)

دونوں حدیث میں فرق

پس اس حدیث کا مفہوم بھی وہی ہے جو ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تھا، صرف اتنا فرق ہے کہ اس میں دس نیکیاں ملنے کا ذکر تھا اور اس میں دس رحمتیں نازل کرنے کا تذکرہ ہے۔

یہ راز پوشیدہ ہے

درودِ پاک کی اس فضیلت میں جو راز پوشیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس حدیث میں سب سے پہلے نیکیوں کے ملنے، پھر گناہوں کے مٹائے جانے، اور آخر میں درجات کے بلند ہونے کو کیوں بیان فرمایا؟ یعنی یہ ترتیب ہی کیوں؟ اس کے بر عکس یعنی الٹا کیوں نہیں؟

کہ پہلے گناہ کے مٹنے کو بیان کیا جاتا پھر نیکیوں کے ملنے اور آخر میں درجات کی بلندی کو بیان کیا جاتا، یا پہلے درجات کی بلندی، پھر گناہوں کے مٹنے اور آخر میں نیکیوں کے ملنے کا تذکرہ کیا جاتا، مگر اس ترتیب کو چھوڑ کر پہلے نیکیوں کے ملنے، پھر گناہوں کے مٹنے اور پھر آخر میں درجات کے بلند ہونے کو بیان کیا گیا۔ اس کو آسان لفظوں میں یوں سمجھئے کہ پہلے زمانۂ حال میں ملنے اور پھر ماضی میں کئے ہوئے گناہوں کی بھرپائی، اور پھر مستقبل میں درجات کی بلندی کی بات کی گئی ہے۔

سوال یہ ہے

سوال یہ ہے کہ اسلام کے جہاں ہر فرمان میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں، تو اس فرمان میں کون سی حکمت پوشیدہ اور چھپی ہوئی ہے؟

یہ تھا سوال، اب اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں، کہ اس میں کیا حکمت اور کیا راز ہے؟ اے عاشقانِ رسول! اس میں بہت بڑی حکمت پوشیدہ ہے، اور یہ حکمت انسانی حالت کے مطابق ،اس کی نفسیات کے مطابق، اور عقل و شعور کے مطابق و موافق ہے، اور اس حکمت سے یہ بھی پتہ چلے گا کہ ہمارے نبی ﷺ کو معاشرے کی مکمل معرفت ہے، اور ان کا ایک ایک فرمان زندگی آفریں اور مشعلِ راہ ہے۔

انسان کی حالت وعادت

اس حکمت کو سمجھنے کے لیے پہلے انسان کی حالت وعادت کو سمجھنا پڑے گا، اور وہ یہ کہ ایک شخص جو کہ بڑا امیر و کبیر تھا، جس کے پاس بے شمار دولت تھی، اور وہ بڑے عالیشان محلات

اور بے شمار جائداد کا مالک تھا، جن سے عیش و تنعم خوب جھلک رہا تھا، ہر وقت دروازے پر نوکروں کا جھرمٹ رہتا تھا۔

سب کچھ جاتا رہا

مگر یکا یک فنا کا بادَل گرجا، آفت و مصیبت کی آندھی چلی اور دنیا میں تادیر خوشحال رہنے کی اُمیدیں خاک میں مل کر رہ گئی، اس کے مسرتوں اور شادمانیوں سے ہنستے بستے گھر کو تباہی نے آلیا، وقت کی مار ایسی پڑی کہ اس سے یہ ساری چیزیں جاتی رہیں، اور روشنیوں سے جگ مگاتے محلات سے گھپ اندھیری جھوپڑی میں پہنچ گیا۔ کل تک اَہل وعیال کی رونقوں میں شاداں ومسرور تھا مگر آج لکڑی کی وَحشت ناک جھوپڑی اور تنہائیوں میں مغموم ورَنجور رہے، یعنی یوں کہہ لیجئے کہ کل کا کروڑ پتی آج کا روڈ پتی بن گیا، یہاں تک کہ ایک وقت کے کھانے کا کھانا، اور ستر چھپانے کے لیے کپڑا تک نہ رہا، بالکل کنگال وخستہ حال ہو گیا۔ بھوک وپیاس سے بیتاب ہے، جسم برہنہ ہے۔

اب اس کو کس چیز کی فکر ہوگی؟

اب آپ بتائیے! کیا اس کو اپنے ماضی کی فکر ہو گی، مستقبل کی فکر ہو گی، نہیں نا، وہ تو سوچے گا میرا ماضی درست ہو یا نہ ہو، میرا مستقبل صحیح ہو یا نہ ہو، میرا صرف حال صحیح ہو جائے، مجھے ابھی کچھ کھانے، پینے کو مل جائے، ستر چھپانے کو کپڑا مل جائے، نہ اس کو اپنے ماضی کی فکر اور نہ مستقبل کی، اگر فکر ہے تو اپنے زمانۂ حال کے درست ہونے کی فکر ہے۔

اب ماضی کی یاد ستائے گی

اچھا! اس کے کھانے پینے اور ستر چھپانے کا انتظام ہو گیا، اس کا حال درست ہو گیا، تو اب اس کے دل میں کیا خیال ہو گا؟ اب اس کے دل میں یہ خیال ہو گا کہ میری ماضی میں ضائع ہونے والی دولت مل جائے، جو مجھے نقصان ہوا ہے اس کی بھرپائی ہو جائے، میرا کھویا ہوا وقار، اقتدار، افتخار، مل جائے، میرا ماضی درست ہو جائے۔ سب سے پہلے فکر تھی حال کی، جب حال درست ہوا، فوراً ماضی کی یاد ستانے لگی۔

اب مستقبل کی یاد ستائے گی

جناب چلو، اس کا ماضی بھی درست ہو جائے، اس کا لٹا ہوا تمام مال و دولت، عزت و وزارت، حکومت و صدارت سب واپس مل جائے، تو اب کیا ہو گا؟ اب اس کو فوراً اپنے مستقبل کی یاد ستائے گی، کہ اب میرا حال بھی درست ہو گیا، میرا ماضی بھی درست ہو گیا، اب مجھے اپنے مستقبل کو درست کرنا چاہیے۔

انسان کی حالت کے پس منظر میں حدیث

آپ دیکھیں آدمی کو پہلے حال کی فکر، پھر ماضی کی فکر اور پھر مستقبل کی فکر ہوتی ہے، یہ انسان کی فطرت ہے، اس کی عادت ہے، اب اسی قاعدہ اور قانون کو سامنے رکھ کر میرے نبی، آپ کے نبی، ہمارے نبی، اللہ کے نبی، آخری نبی، مکی مدنی ﷺ پر درود پڑھنے کی فضیلت کو ملاحظہ کیجئے: ”جو امتی آپ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے گا اللہ پاک اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹا دے گا اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا اور اس پر اتنی ہی رحمت بھیجے گا۔“

تینوں حالتیں درست

اللہ اکبر! نیکی کے ملنے کی بات پہلے کی، اور ملنا یہ زمانۂ حال کا درست ہونا ہے، پھر ماضی میں کئے ہوئے گناہوں کو مٹانے کی بات کی، اور یہ پچھلے گناہ مٹانا، زمانۂ ماضی کا درست ہونا ہے، پھر آخر میں جنت کے اندر درجات کی بلندی کی بات کی، اور جنت ابھی نہیں ملے گی بلکہ وہ تو مستقبل میں ملے گی، لہذا یہ زمانۂ مستقبل کا درست ہونا ہے۔

اللہ اکبر! قربان جاؤں میں محمد عربی ﷺ پر، جو آپ پر درود پڑھتا ہے، آپ پر درود پڑھنے کی برکت سے پڑھنے والے کے تینوں حالتیں درست ہو جاتی ہیں۔

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

اتنا ہی نہیں بلکہ اور کچھ

اور یہی نہیں، بلکہ آگے بھی فرمان موجود ہے، فرمایا: ”اللہ تعالی اس پر اتنی ہی رحمت بھیجے گا۔“ اللہ اکبر! درودِ پاک پڑھنے والے پر اللہ پاک کی کتنی عطائیں ہیں کتنی کرم نوازیاں ہیں ۔ تبھی تو اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے نعتیہ دیوان ”حدائقِ بخشش“ میں لکھتے ہیں:

برستا نہیں دیکھ کر اَبرِ رَحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے
اب آئی شفاعت کی سَاعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(2)۔۔۔دعا کی قبولیت کا نسخہ

اے عاشقانِ رسول! اس پر فتن دور میں طرح طرح کی مصیبتوں، آزمائشوں، تکلیفوں نے ڈھیرا جمایا ہوا ہے جس کی وجہ سے ہر کوئی پریشان ہے، اور ایک ہی طرف ہر ایک کا دھیان ہے کہ میں جو چاہوں وہ ہو جائے، جو دعا کروں قبول ہو جائے، جو اپنے رب سے مانگوں مل جائے۔ مگر ایسا ہوتا نہیں۔ غریب چاہتا ہے میں امیر ہو جاؤں۔ امیر امیر ہونے کے باوجود چاہتا ہے میں دنیا کا سب سے بڑا امیر بن جاؤں۔ بیمار چاہتا ہے میں صحت مند ہو جاؤں۔ صحت مند چاہتا ہے میں ہمیشہ صحت مند بنا رہوں۔ ماں باپ چاہتے ہیں ہمارے بچے ہمارے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ بچے چاہتے ہیں ہمارے ماں باپ ہماری ہر خواہش پوری کریں۔ شوہر چاہتا ہے میری بیوی میری فرماں بردار رہے۔ بیوی چاہتی ہے میرا شوہر میرے حکم کے مطابق چلے۔ ہر کسی کی کوئی نہ کوئی خواہش، کوئی نہ کوئی آرزو ہوتی ہے۔ اور بندہ اس کے لیے دعا بھی کرتا رہتا ہے مگر اس کی خواہش، اس کی آرزو پوری ہو کوئی ضروری نہیں۔

مگر آپ سے کوئی اللہ پاک کا ولی کہہ دے: "مانگ کیا مانگتا ہے؟" تو آپ سچ بتایئے! آپ کا دل امید سے بھرے گا یا نہیں؟ کہ یار اللہ پاک کے ایک ولی نے کہا ہے، نیک بندے نے کہا ہے، جس کو اللہ پاک کی بارگاہ میں ایک مقام و مرتبہ حاصل ہے، یقیناً اب میں جو مانگوں گا مجھے ملے گا۔ کیوں؟ کیونکہ:

نگاہِ　ولی　میں　وہ　تاثیر　دیکھی
بدلتی　ہزاروں　کی　تقدیر　دیکھی

جب ولی کی نگاہ سے لوگوں کی تقدیر بدل جاتی ہے تو ان فرمان کا کیا عالم ہو گا؟ ولیوں کی شان بہت عالیشان ہے کیونکہ ان کی شان خود ربِّ رحمان نے قرآن میں بیان فرمائی ہے:

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ (پ۱۱، یونس، ۶۲)

ترجمۂ کنزالایمان: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔

آیئے اسی ضمن میں ایک ولیٔ کامل کی زبان کی تاثیر سنیئے چنانچہ:

مُشکل کُشا کا دیدار

امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری زِیْدَ مَجْدُہٗ وَ شَرَفُہٗ وَ عِلْمُہٗ وَ عَمَلُہٗ اپنے رسالے "بریلی سے مدینہ" کے صفحہ نمبر ۸ پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت نقل فرماتے ہیں کہ: **بعض** اِسلامی بھائیوں کو بابُ المدینہ کے ایک مُعَمَّر کاتِب عبدالمَاجِد بن عبدالمالِک پیلی بھیتی نے یہ ایمان افروز واقِعہ سُنایا: میری عُمر اُس وَقت تیرہ برس تھی، میری سوتیلی والِدہ کا ذِہنی توازُن خراب ہو گیا تھا، اُن کو زَنجیروں میں جکڑ کر چھت پر رکھا جاتا تھا، بَہُت علاج کروایا مگر اِفاقہ نہ ہوا۔ کسی کے مشورہ پر میں اور میرے والِد صاحِب والِدہ کو زنجیروں میں جکڑ کر جُوں تُوں پیلی بھیت سے **بریلی شریف** لائے، والِدۂ محترمہ مسلسل گالیاں بکے جارہی تھیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرحمٰن کو دیکھتے ہی گرج کر کہا: تم کون ہو؟ یہاں کیوں آئے ہو؟ آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تعالیٰ علیہ نے اِنتہائی

نرمی سے فرمایا: محترمہ! آپ کی بہتری کے لیے حاضِر ہوا ہوں۔ والِدہ بدستور گرج کر بولیں۔ بڑے آئے بہتری کرنے والے! جو چاہتی ہوں وہ بہتری کر دوگے؟ فرمایا: اِنْ شَآءَ الله۔ والِدہ نے کہا: ''مولا علی مُشکِل کُشا کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْھَہُ، الْکَرِیْم کا دیدار کروادو!'' یہ سنتے ہی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُاللہِ تعالیٰ علیہ نے اپنے شانۂ مبارَک سے چادر شریف اُتار کر اپنے چہرۂ مُبارک پر ڈالی اور مَعاً (یعنی فوراً) ہٹالی۔ اب ہماری نظروں کے سامنے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُاللہِ تعالیٰ علیہ نہیں بلکہ مولا علی مُشکِل کُشا کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْھَہُ، الْکَرِیْم اپنا چِہرہ چمکاتے کھڑے تھے۔ ہماری بوڑھی والدہ نہایت سنجیدگی کے ساتھ جلووں میں گم تھیں، میں نے اور والِدِ محترم نے بھی خُوب جی بھر کر جاگتی آنکھوں سے مولا علی مُشکِل کُشا کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْھَہُ، الْکَرِیْم کی زیارت کی۔ پھر مولا علی مُشکِل کُشا کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے اپنی چادر مُبارک اپنے چِہرے پر ڈال کر ہٹائی تو اب اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُاللہِ تعالیٰ علیہ ہمارے سامنے مُتَبَسِّم (یعنی مُسکراتے) کھڑے تھے۔ پھر اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُاللہِ تعالیٰ علیہ نے ایک شِیشی میں دوا عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا: دو خُوراک دوا ہے، ایک خُوراک مریضہ کو دینا اگر ضَرورت محسوس نہ ہو تو دوسری خُوراک ہر گز مت دینا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ہماری والِدہ صِرف ایک خُوراک (یعنیDose) میں تندرُست ہو گئیں جب تک زندہ رہیں کوئی دِماغی خرابی نہ ہوئی۔ (بریلی سے مدینہ ص۸۔۹)

قسمت میں لاکھ پیچ ہوں سو بل ہزار کَج
یہ ساری گُتھی اِک تری سیدھی نظر کی ہے

اللہ پاک نے اپنے اولیاء کو یہ طاقت دی ہے کہ وہ جس کو جو چاہیں عطا کریں، جس کی چاہیں جھولی بھریں، جس کی چاہیں مرادیں پوری کریں۔ اور لوگ اسی وجہ سے اولیاءُ اللہ کی بارگاہ میں جاتے بھی ہیں اور اپنی مرادیں پاتے بھی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو سیکڑوں سال سے میرے خواجہ کے دربار میں مانگنے والوں کی بھیڑ نہ لگی رہتی۔ اعلی حضرت کے بھائی جان، مولانا حسن رضا خان، اپنے نعتیہ دیوان میں لکھتے ہیں:

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

اے عاشقانِ اولیاء! ایک ہے خود ان سے مانگنا اور ایک ہے خود ان کا فرمانا کہ مانگ کیا مانگتا ہے؟ دونوں میں بڑا فرق ہے۔ بندہ خود مانگے اور اسے مل جائے ضروری نہیں مگر اللہ کا ولی خود اس سے کہے مانگ کیا مانگتا ہے؟ تو اب ضرور اسے ملے گا۔ کیوں؟ کیونکہ اللہ پاک کے ولی نے کہا ہے۔

اب ذرا آپ مجھے یہ بتایئے کہ جب ولیوں کا یہ مقام و مرتبہ ہے کہ جو چاہیں جسے چاہیں عطا کریں تو نبی کا عالم کیا ہو گا؟ جب ولی کہے کہ مانگ تجھے ملے گا، تو مل جائے۔ تو اگر نبی کہے کہ مانگ تجھے ملے گا، تو کیا نہیں ملے گا؟ یقیناً ملے گا کیونکہ نبی کا مرتبہ ولی سے بڑا ہوتا ہے۔ اور اگر نبیوں کے نبی، اللہ پاک کے آخری نبی فرما دیں تو کیا خیال ہے؟ اللہ اکبر! جو محبوبِ خدا ہیں، حبیبِ کبریاء ہیں، شہنشاہِ جود و سخا ہیں۔ اعلی حضرت جن کی شانِ رفعت نشان کے بارے میں لکھتے ہیں:

واہ کیا جود و کرم ہے شَہِ بَطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

فرش والے تِری شوکت کا عُلو کیا جانیں
خُسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھَریرا تیرا

آسماں خوان زمیں خوان زمانہ مہمان
صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

میں تو مالِک ہی کہوں گا کہ ہو مالِک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

لیکن اب یہاں پر ایک سوال ہوتا ہے کہ اللہ کے آخری نبی، محمدِ عربی ﷺ تو اب مزارِ پاک میں تشریف لے گئے، دنیا سے پردہ فرما گئے، اب ہمیں نظر نہیں آتے، اب ہمیں کون کہے کہ مانگ کیا مانگتا ہے؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ **اے نبی کے عاشقو!** پریشان مت ہو، تمہارے نبی ﷺ نے تم کو ایک ایسا وظیفہ عطا کیا ہے اگر اس وظیفے کو کروگے تو جو مانگوگے پاؤگے، جو دعا کروگے قبول ہوگی۔ اور وہ وظیفہ یہ ہے:

جامع الترمذی میں ہے حَضرتِ سَیِّدُنا فُضَالہ بن عُبَید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سیِّدُ الْمُبلِّغِیْن، رَحمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم (مسجد میں) تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آیا، اس نے نماز پڑھی اور پھر ان کَلِمات سے دُعا مانگی: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ

وَارۡحَمۡنِیۡ، یعنی اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رَحم فرما۔ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: عَجِلۡتَ اَیُّھَاالۡمُصَلِّیۡ اے نمازی تُونے جلدی کی۔ اِذَاصَلَّیۡتَ فَقَعَدۡتَ فَاحۡمَدِ اللہَ بِمَا ھُوَاَھۡلُہٗ، وَصَلِّ عَلَیَّ ثُمَّ ادۡعُہٗ، جب تُو نماز پڑھ کر بیٹھے تو (پہلے) اللہ تعالی کی ایسی حَمۡد کر جو اس کے لائق ہے، پھر مجھ پر دُرُودِپاک پڑھ اور اس کے بعد دُعا مانگ۔

راوی کا بَیان ہے کہ اس کے بعد ایک اور شَخۡص نے نماز پڑھی، پھر (فارِغ ہو کر) اللہ تعالی کی حَمۡد بَیان کی اور حُضُور ﷺ پر دُرُودِپاک پڑھا، تو سرکارِ مدینہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: اَیُّھَا الۡمُصَلِّیۡ اُدۡعُ تُجَبۡ، اے نمازی! تُو دُعا مانگ، قبول کی جائے گی۔

(ترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی جامع الدعوات۔الخ، ۵/۲۹۰، حدیث:۳٤۸۷)

اے عاشقانِ رسول! بَیان کردہ رِوایت سے معلوم ہوا کہ اگر دُعا مانگنے والا قَبُولِیَّت کا طالِب ہے تو اُسے چاہیے کہ دُعا کے شروع میں حمدِ الٰہی بجالائے اور سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ واٰلِہٖ وسلَّم پر دُرُودِپاک پڑھے پھر دعا مانگے، اس کی دعا قبول ہو گی کیونکہ خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَیُّھَا الۡمُصَلِّیۡ اُدۡعُ تُجَبۡ، اے نمازی! تُو دُعا مانگ، قبول کی جائے گی۔

بچیں بے کار باتوں سے پڑھیں اے کاش کثرت سے
تِرے مَحۡبُوب پر ہر دم دُرُودِ پاک ہم مولیٰ

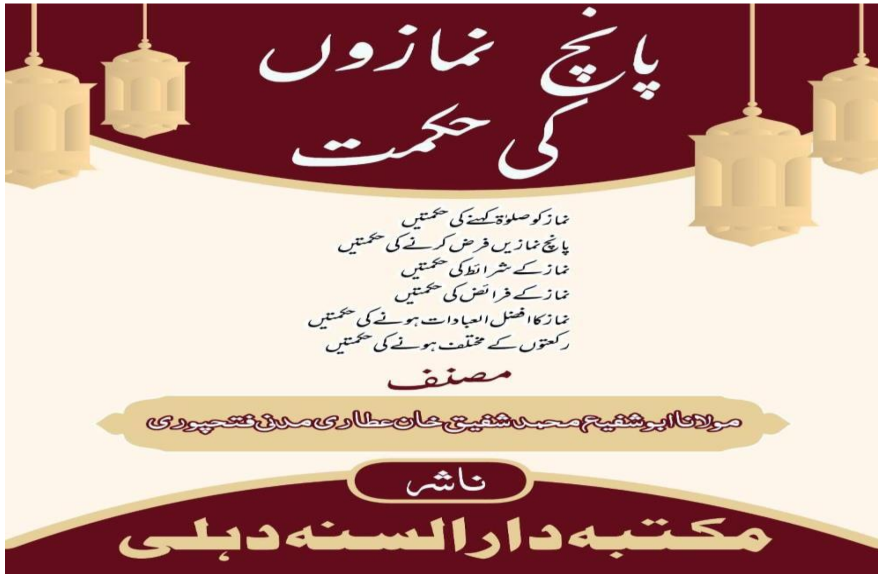
اے عاشقانِ رسول! اس حدیثِ پاک سے ایک اور بات معلوم ہوئی کہ جو نمازی نماز کے بعد اللہ پاک کی حمد بیان کرے مثال کے طور پر ۳۳بار "سُبۡحٰنَ اللہ"، ۳۳بار "اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہ"، ۳۴بار "اَللہُ اَکۡبَر"، پھر کم سے کم ۱۲بار "صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد" پڑھے اور دعا مانگے تو اس کی جانب

خود بخود اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم متوجہ ہوتے ہیں اور جس کی طرف اللہ کے آخری نبی متوجہ ہو جائیں تو اس کا دونوں جہان میں بیڑا پار ہے۔ شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضور مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان نوری ؒ "سامانِ بخشش" میں لکھتے ہیں:

جو آپ ہوں مرے پلے پہ پھر مجھے کیا ڈر
جدھر نگاہِ کرم ہو خدا ادھر ہو جائے

لہٰذا نیت کیجیے کہ ان شاء اللہ اب ہر نماز کے بعد اللہ پاک کی حمد و ثنا اور نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درود پڑھ کر دعا مانگیں گے۔

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد



(3)۔۔۔قیامت کے دن حضور ﷺ کا قرب

اے عاشقانِ صحابہ! حضراتِ صحابۂ کرام علیھمُ الرِّضوان کی خوش نصیبی کہ وہ کیسے خوش بخت تھے کہ حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دیدار سے مشرّف ہوئے، حضور ﷺ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے، اور ہر عاشقِ رسول صحابۂ کرام پر رشک کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ مجھے بھی حضور ﷺ کا قرب مل جائے، ان کے ساتھ بیٹھنا نصیب ہو جائے، مگر اب ایسا ہونے سے رہا، کہ ظاہری طور پر وہ رخِ زیبا پردے کے پیچھے چلا گیا، اعلی حضرت معراج کے سماں کو یاد کرکے آرزو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گلشن لِپَٹ کے قدموں سے لیتے اُترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامُرادی کے دن لکھے تھے

اے عاشقانِ رسول! ذرا تصور تو کیجیے نبیِّ پاک ﷺ کا قرب کیسا لطف بھرا ہو گا، یہاں تو مدینے جانے کے لیے ترٹپتے ہیں، عاشقوں کو مدینہ ان کے جان و دل سے بھی پیارا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کیونکہ وہاں مدینے والے تشریف فرما ہیں۔ امیرِ اہلسنت لکھتے ہیں:

مدینہ اس لیے عطّارؔ جان و دل سے ہے پیارا
کہ رہتے ہیں مِرے آقا مرے دلبر مدینے میں

اور عاشقانِ مدینہ جب مدینے جاتے ہیں اور پھر جب ان کی رخصتی کا وقت قریب آتا ہے تو ان سے پوچھو کہ مدینہ چھوڑنا ان کے لیے کیسا درد بھرا معاملہ ہوتا ہے۔ عاشقوں کے امام، امامِ عشق و محبت، اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ رخصتیٔ مدینہ کے متعلق لکھتے ہیں:

خراب حال کیا دِل کو پُر مَلال کیا
تمہارے کُوچہ سے رُخصت کیا نہال کیا
نہ رُوئے گُل ابھی دیکھا نہ بُوئے گُل سُونگھی
قضا نے لا کے قفس میں شکستہ بال کیا
یہ رائے کیا تھی وہاں سے پلٹنے کی اے نفس
سِتم گر اُلٹی چُھری سے ہمیں حلال کیا
چمن سے پھینک دیا آشیانۂ بلبل
اُجاڑا خانۂ بے کس بڑا کمال کیا
اَبھی اَبھی تو چمن میں تھے چہچہے ناگاہ
یہ دَرۡد کیسا اُٹھا جس نے جی نڈھال کیا
مَدینہ چھوڑ کے وِیرانہ ہند کا چھایا
یہ کیسا ہائے حواسوں نے اِختلال کیا
تُو جس کے واسطے چھوڑ آیا طیبہ سا محبوب
بتا تو اس ستم آرا نے کیا نہال کیا

جب عشق کو مدینہ چھوڑنا اتنا شاق ہوتا ہے تو پھر مدینے والے کے قرب سے دور ہونا کیسا دشوار گزار معاملہ ہو گا؟ اب کوئی لاکھ چاہے کہ میں اللہ کے آخری نبی ﷺ کے قرب میں رہوں گا، وہاں سے نہیں جاؤں گا، تمام تر کوششوں کے باوجود وہ قربِ مصطفی ﷺ اب حاصل

نہیں کر سکتا۔ مگر اے گھبر اؤ مت! قربِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے اور وہ طریقہ یہ کہ:

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:اَوْلَى النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلَاۃً۔

میرے عاشقو! غمزدہ نہ ہونا، تم میرا قرب پانا چاہتے ہو تو سنو!" اَوْلَى النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ "قِیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا،" اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلَاۃً" جو سب سے زیادہ مجھ پر دُرُود شریف پڑھتا ہوگا۔

(ترمذی، کتاب الوتر، باب ماجاء فی فضل الصلاۃ...الخ، ۲/ ۲۷، حدیث: ۴۸۴)

چارۂ بے چارگاں پر ہوں دُرودیں صد ہزار
بے کسوں کے حامی و غمخوار پر لاکھوں سَلام

میں قرباں اِس ادائے دستگیری پر مِرے آقا
مدد کو آگئے جب بھی پکارا یا رسولَ اللہ

اے عاشقانِ رسول! لہٰذا اگر ہم قربِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم چاہتے ہیں تو مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر خوب درودِپاک پڑھیں ان شاء اللہ درودِپاک کی برکت سے قیامت میں مصطفی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کا قربِ دلنشین حاصل ہوگا۔

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(4)۔۔۔زمین والوں کے مثل نیکی

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک کی رحمتوں، برکتوں سعادتوں اور مغفرتوں سے حصہ پانے کا ایک آسان طریقہ نیکی کرنا ہے کہ جو بندہ نیکوکار ہوتا ہے اللہ پاک کی رحمت اس پر چھما چھم برس رہی ہوتی ہیں، اور ہر مسلمان نیکی کرتا بھی ہے، نماز پڑھ کر، روزے رکھ کر، صدقہ و خیرات کر کے، حج کر کے، تلاوتِ قرآن کر کے، ذکر و اذکار کر کے، اوراد و وظائف پڑھ کر، بھلائی والے کام کر کے مگر ہر ایک اپنی طاقت و قوت اور حیثیت کے مطابق ہی نیک عمل کر سکتا ہے، اس سے زیادہ نہیں کر سکتا مثلاً کوئی غریب ہے وہ حج کی نیکی نہیں کر سکتا، کیوں؟ کیونکہ اس کے پاس مکہ شریف جانے کے اخراجات نہیں، کنگال و نادار شخص صدقہ و زکاۃ کی نیکی نہیں کر سکتا، کیوں؟ کیونکہ اس کے پاس مال نہیں۔ لاکھ کوشش کرے، تمنا کرے آرزو کرے، لاکھ جتن کرنے کے باوجود ان نیکیوں سے حصہ نہیں پا سکتا جو اس کے بس میں نہیں۔

ان وجوہات کے باوجود اگر کوئی چاہے کہ میں سب لوگوں سے زیادہ نیکی کر لوں، تو کیا وہ کر سکتا ہے؟ نہیں نا۔ مگر آیئے آج میں آپ کو ایک ایسا عمل بتاتا ہوں اگر آپ نے اس کو کر لیا تو سب سے زیادہ ہی نہیں بلکہ آپ کی وہ نیکی تمام زمین والوں کی نیکی کے برابر ہو گی۔ چنانچہ:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں موجود تھا کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سلام کیا۔ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے سلام کا جواب ارشاد فرمایا۔ اسے دیکھ کر آپ کا رخ انور نکھر گیا، آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔ جب

اس شخص کی حاجت پوری ہو گئی تو وہ اٹھ کر چلا گیا۔اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اے ابو بکر! یہ وہ شخص ہے جس کی ایک نیکی روزانہ آسمان کی طرف بلند کی جاتی ہے جو تمام زمین والوں کی نیکی کی مثل ہے۔“میں نے عرض کیا: ”یارسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس کی کیا وجہ ہے؟ “فرمایا: ”یہ شخص روزانہ مجھ پر ایک ایسادرود پڑھتا ہے جو تمام مخلوق کے برابر ہو جاتا ہے۔ “میں نے عرض کیا: ”یارسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کون سادرود ہے؟“ فرمایا: وہ یہ کہتا ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ عَدَدَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ مِنْ خَلْقِكَ

وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ كَمَا يَنْبَغِيْ لَنَا أَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ

وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ كَمَا أَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ

ترجمہ: اے اللہ! محمد(صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر اس مخلوق کی تعداد کے برابر درود بھیج جو ان پر درود بھیجتی ہے۔ان پر ایسادرود بھیج جیسا ہمیں بھیجنا چاہیے۔ محمد صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایسادرود بھیج جیسا تو نے ہمیں درود بھیجنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

(الدر المنثور، پ۲۱، الاحزاب:۵۶، ج۶، ص۶۴۸)

مزید درودِپاک کی فضیلت کے متعلق امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ”نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر درود پاک پڑھنا گناہوں کو اس سے زیادہ مٹا دیتا ہے جتنا پانی آگ کو مٹاتا ہے اور دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر وبَر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر سلام بھیجنا غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ افضل ہے

اور حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کرنا غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ افضل ہے۔ "یا یہ فرمایا کہ "راہ خدا میں جہاد کرنے سے زیادہ افضل ہے۔"

(کنز العمال، کتاب الاذکار، باب فی الصلوۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث:۳۹۷۹، ج۱، الجزء:۲، ص۱۱۷)

دکھوں نے جو تم کو گھیرا ہے تو درود پڑھو
جو حاضری کی تمنا ہے تو درود پڑھو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد



(5)۔۔۔درود شریف قیامت کے دن نور ہو گا

اے عاشقانِ اہلبیت! اہلبیت کی محبت میں ہم اور آپ آج نورانی و عرفانی مجلس سجائے بیٹھے ہیں اور علامہ جلال الدین سیوطی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی مایہ ناز تصنیف ''الجامع الصغیر ''میں حدیثِ پاک نقل فرماتے ہیں: سرکارِ مدینہ راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا:زَيِّنُوْا مَجَالِسَكُمْ بِالصَّلَاةِعَلَيَّ ''اے مسلمانو!تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر درود پڑھ کر آراستہ کرو''۔(الجامع الصغیر للسیوطی ،ص۲۸۰،حدیث :۴۵۸۰)

یہاں پر ایک سوال ہوتا ہے کہ محفل ہماری، مجلس ہماری، سجایا ہم نے، رقم خرچ کی ہم نے، اس کے لیے محنت کی ہم نے، ہم جیسے چاہیں، جس سے چاہیں، اپنی مجلس کو آراستہ کریں، سجائیں، زینت دیں، حضور ﷺ کیوں فرما رہے ہیں کہ تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر درود پڑھ کر سجایا کرو؟

لوگ ہماری تعریف کریں گے

اگر ہم نے اپنی مجلس کو قمقموں سے سجایا، دنیوی زیب وزینت کی چیزوں سے سجایا تو لوگ ہماری تعریف کریں گے، کہ واہ بھائی واہ! کیا محفل سجایا ہے؟ اور اس طرح ہمارا نام ہو گا، پس اگر ہم اپنی مجلس کو دنیوی زیب و زینت سے سجاتے ہیں تو ہمارا نام ہوتا ہے مگر! اگر ہم نے اپنی مجلس کو محبوب ﷺ پر درود پڑھ کر سجائیں تو ہمیں کیا ملے گا؟

سوال کا جواب چودہ سو سال پہلے دے دیا

کیونکہ آج کا دور وہ دور ہے کہ ہر کوئی اپنا فائدہ چاہتا ہے، جس کام میں، جس چیز میں آدمی کا فائدہ ہوتا ہے وہی کرتا ہے اور جس کام میں، جس چیز میں اس کا کوئی فائدہ نہ ہو اس کو کرنے سے بچتا ہے۔ کیوں؟ کیونکہ کسی کے پاس اتنا وقت کہاں جو بے فائدہ چیزوں میں گزارے۔ لہذا اگر ہم دنیوی چیزوں سے اپنی محفل و مجلس کو سجاتے ہیں تو ہمیں لوگوں کی تعریفیں ملتی ہیں لیکن اگر ہم نے اپنی محفل و مجلس کو رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھ کر سجائیں تو ہمیں کیا ملے گا؟

تو اس سوال کا جواب اللہ کے محبوب ﷺ نے چودہ سو سال پہلے ہی ارشاد فرمادیا تھا کہ سنو! اگر تم نے اپنی مجلس کو دنیوی ساز و سامان اور زیب و زینت سے سجاؤ گے تو تمہیں صرف لوگوں کی تعریفیں ملیں گی، اور اگر تم نے اپنی مجلس کو مجھ پر درود پڑھ کر سجاؤ گے تو: فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ عَلَیَّ نُوْرٌ لَّکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ "کہ تمہارا درود پڑھنا قیامت کے روز تمہارے لیے نور ہو گا۔"

اے عاشقانِ اہلبیت! ذرا قیامت کے ہوش ربا منظر کو ذہن میں لایئے کہ قیامت کا دن وہ دن ہو گا جس میں کوئی روشنی نہیں ہو گی، اندھیرا ہی اندھیرا ہو گا، چاند و سورج بے نور ہو چکے ہوں گے، روشنی میں رہنے والا، اندھیرے سے گھبرانے والا ہر کوئی روشنی تلاش کر رہا ہو گا مگر روشنی ملے کیسے؟ سورج و چاند تو بے نور ہو چکے، ہائے! ہائے! آدمی ڈر رہا ہو گا تھر تھر کانپ رہا ہو گا، نفسی نفسی کا عالم ہو گا، کوئی کسی کا پرسانِ حال نہیں ہو گا، مزید آفت یہ کہ

سورج ایک میل پر ہو گا وہ بھی اپنے اگلے رخ کے ساتھ ہو گا، آگ برسا رہا ہو گا، گرمی سے دماغ کھول رہے ہوں گے، زمین تانبے کی ہو گی، اور قیامت کا وہ دن ۵۰ ہزار سال کا ہو گا۔"

ذرا تصور کیجیے کہ ابھی سورج ہم سے کروڑوں میل دور ہے اور اس کی پیٹھ ہماری طرف ہے پھر بھی اس کی گرمی کی وجہ سے ہم مٹی کی زمین پر کھڑے نہیں ہو سکتے، اس وقت ہمارا کیا حال ہو گا! ہم کس طرح اس حالت میں تانبے کی زمین پر کھڑے ہو سکیں گے جبکہ پاؤں میں چپل اور بدن پر لباس بھی نہیں ہو گا۔ اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ المنان اپنے نعتیہ دیوان "حدائقِ بخشش" میں قیامت کی منظر کشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

راہ پُرخار ہے کیا ہونا ہے
پاؤں افگار ہے کیا ہونا ہے

روشنی کی ہمیں عادت اور گھر
تیرہ و تار ہے کیا ہونا ہے

اس کڑی دُھوپ کو کیوں کر جھیلیں
شعلہ زَن نار ہے کیا ہونا ہے

چھپ کے لوگوں سے کیے جس کے گناہ
وہ خبردار ہے کیا ہونا ہے

ارے او مجرم بے پَروا دیکھ
سر پہ تلوار ہے کیا ہونا ہے

کام زِنداں کے کیے اور ہمیں
شوقِ گلزار ہے کیا ہونا ہے

ان کو رَحم آئے تو آئے ورنہ
وہ کڑی مار ہے کیا ہونا ہے

کیوں رضاؔ کُڑھتے ہو ہنستے اُٹھو
جب وہ غفّار ہے کیا ہونا ہے

لیکن جس نے دنیا میں اپنی مجلس و محفل کو، چاہے وہ شادی کی محفل ہو یا منگنی کی محفل ہو، بچے کی پیدائش کی محفل ہو یا کسی کے موت کی محفل ہو، خوشی کی محفل ہو یا غمی کی محفل ہو، جس نے اپنے محفل و مجلس کو مدینے والے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم پر درود پڑھ کر سجایا ہو گا، قیامت کے اس ہوش ربا ماحول میں اس کا یہ درودِ پاک پڑھنا اس کے لیے نور یعنی روشنی ہو گا، قیامت کی مصیبتوں سے چھٹکارے کا سبب بنے گا۔ اللہ اکبر!

خلیفۂ اعلی حضرت، مداح الحبیب، مولانا محمد جمیل الرحمٰن علیہ رحمۃ المنان اپنے نعتیہ دیوان "قبالۂ بخشش" میں لکھتے ہیں:

پائیں مرادیں دونوں جہاں میں
جس نے پکارا نامِ محمد

دونوں جہاں میں دنیا و دیں میں
ہے اِک وسیلہ نام محمد

مومن کو کیوں ہو خطرہ کہیں پر
دل پر ہے کندہ نامِ محمد

روزِ قیامت میزان و پل پر
دے گا سہارا نامِ محمد
اپنے جمیلؔ رضوی کے دل میں
آ جا سما جا نامِ محمد

اے عاشقانِ رسول! ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نام ہمیں دونوں جہان میں کام آئے گا۔ ان شاءاللہ

کتنا بڑا صلہ ملے گا

یہاں پر ایک بات اور ذہن نشین کرنے والی ہے کہ دنیوی زیب وزینت سے سجائی جانے والی مجلس پر لوگوں کی تعریف چند لمحے کی ہوں گی، یا چند دن، یا چند مہینے یا چند سال کی، یعنی لوگوں کی جانب سے ملنے والا صلہ اور بدلہ بہت جلد ختم ہو جائے، کچھ دن بعد لوگ ہمیں اور ہماری مجلس و محفل کو بھول جائیں گے، مگر اللہ کے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درودِ پاک پڑھنے کا صلہ پچاس ہزار سال تک نور کی صورت میں ملتا رہے گا، کیونکہ قیامت کا ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہو گا۔ اللہ اکبر!

(الجامع الصغیر للسیوطی، ص ۲۸۰، حدیث: ۴۵۸۰)

اے عاشقانِ صحابہ و اہلبیت! جب درودِ پاک ہمارے لیے اتنا فائدہ مند ہے تو ہم کیوں نہ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، ہر وقت ہر گھڑی درود و سلام پڑھیں۔ اعلی حضرت کے بھائی جان، مولانا حسن رضا خان علیہ رحمۃ الحنان اپنے نعتیہ دیوان "ذوقِ نعت" میں لکھتے ہیں:

دنیا و آخرت میں جب میں رہوں سلامت
پیارے پڑھوں نہ کیونکر تم پر سلام ہر دم

کوئی نہیں ہے میرا میں کس سے داد چاہوں
سلطانِ بندہ پرور تم پر سلام ہر دم

کیا خوف مجھ کو پیارے نارِ جحیم سے ہو
تم ہو شفیعِ محشر تم پر سلام ہر دم

اپنے گدائے در کی لیجے خبر خدارا
کیجے کرم حسنؔ پر تم پر سلام ہر دم

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(6)۔۔۔سو حاجتیں پوری ہونے کا عمل

اے عاشقانِ صحابہ و اہلبیت! آج ہم اور آپ جس دور سے گزر رہے ہیں وہ دور ترقی کا دور کہلاتا ہے کہ نئی نئی چیزیں بنائی جا رہی ہیں، سال کا کام مہینوں میں، مہینوں کا کام دنوں میں، دنوں کا کام گھنٹوں میں اور گھنٹوں کا کام پل بھر میں کئے جا رہے ہیں۔ آج ایسی ترقی کا دور ہے کہ ہر کوئی لگا ہوا ہے، اس خیال سے کہ کہیں میں دوسروں سے پیچھے نہ رہ جاؤں۔

مگر میں آپ کے سامنے ایک بات رکھنا چاہتا ہوں کہ لوگوں کا ترقی حاصل کرنے کے باوجود اگر جائزہ لیا جائے تو ہر کوئی پریشان ہے۔ دن رات کمانے کے باوجود گھر کے اخراجات پورے کرنا ایک دشوار کام بن گیا ہے۔ آدمی دن رات اپنی حاجتوں کو پورا کرنے کا پلان بناتا ہے مگر کامیاب نہیں ہو پا رہا۔ کہا جاتا ہے پہلے گھر میں کم کھانا پکتا تھا بہت سارے لوگ کھا لیتے تھے اور اب بہت سارا کھانا پکتا ہے مگر کم لوگ بھی نہیں کھا پا رہے ہیں۔ یعنی یوں کہہ لیجئے کہ آج ہمارے گھروں سے برکت اٹھتی جا رہی ہے۔ مال و اسباب کی کثرت ہے مگر برکت نہیں ہے۔ کثرت الگ چیز ہے اور برکت الگ چیز ہے۔ آدمی کی کامیابی کثرت سے نہیں ہے بلکہ آدمی کی کامیابی برکت سے ہے کہ جس کو برکت مل جائے اس کا تھوڑا ہی بہت ہو جاتا ہے۔

اے عاشقان رسول! بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آج ہر کوئی اپنے دل میں اپنی حاجت لیے گھوم رہا ہے کہ میری یہ حاجت پوری ہو جائے، میری یہ آرزو پوری ہو جائے، میری یہ تمنا پوری ہو جائے، مگر وہ حاجت، وہ آرزو اور وہ تمنا پوری ہونے کا نام نہیں لیتی۔ غریب چاہتا ہے میں امیر ہو جاؤں، امیر چاہتا ہے میں سب سے بڑا امیر بن جاؤں۔ پیدل چلنے والا چاہتا ہے

میں پیدل نہ چلوں بلکہ میرے پاس سائیکل ہو جائے۔ سائیکل والا چاہتا ہے کب تک پیڈل مار مار کر تھکتا رہوں گا کاش! میرے پاس موٹر سائکل ہو جائے۔ موٹر سائکل والا چاہتا ہے یار فیملی ممبر بڑھ گئے ہیں اب کار ہونی چاہیئے۔ الغرض ہر کسی کی کوئی نہ کوئی حاجت ہے، کوئی نہ کوئی آرزو ہے ، کوئی نہ کوئی تمنا ہے۔ مگر وہ حاجت، وہ آرزو، وہ تمنا پوری ہو جائے بہت مشکل ہے۔ ڈاکٹر اقبال لکھتے ہیں:

چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوجِ ثریا پہ مقیم
پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلبِ سلیم

یہ تو دنیا کی حاجتوں کا بیان ہے آگے بڑھیں تو آخرت کی بھی حاجتیں ہیں اگرچہ ہم ان حاجتوں کے بارے میں نہیں سوچتے۔ سکرات و موت کا معاملہ، سوالاتِ قبر اور عذابِ قبر کا معاملہ، قیامت میں اٹھائے جانے کا معاملہ، حساب و کتاب کا معاملہ، پل صراط سے گزرنے کا معاملہ، جنت و دوزخ میں داخل ہونے کا معاملہ۔ یہ بھی ہماری حاجتوں میں شامل ہیں، ان سے انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ان سب سے ہمیں دوچار ہونا ہے۔

اے عاشقانِ رسول! آج کی اس نورانی محفل کے صدقے میں آپ کو ایک ایسا وظیفہ بتاتا ہوں جس کی برکت سے آپ کی ایک حاجت نہیں، دو حاجت نہیں، تین حاجت نہیں، پانچ، دس، بیس اور پچاس حاجت نہیں بلکہ سو حاجتیں پوری ہو جائیں گی۔ اور یہ تجربہ کیا ہوا عمل ہے۔ الحمد للہ ایک بار جمعہ کے دن مسجد میں بیان کے دوران سگِ عطار نے یہ عمل بیان کیا تو صرف بیان کی برکت سے اسی دن دنیا کی کئی حاجتیں پوری ہو گئیں۔ لہذا خوب توجہ سے سنیئے:

میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علاّمہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رَضوی دَامَت بَرَکاتُھُمُ الۡعَالِیَہ اپنے رسالے "سیّدی قُطبِ مدینہ "میں بحوالہ جَمۡعُ الۡجَوامِعۡ اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی ایک حدیثِ پاک نقل فرماتے ہیں کہ:

سلطانِ دوجہان، مدینے کے سلطان، رَحمتِ عالَمیان، سرورِ ذیشان صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلیہ والٖہ وسلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جو مجھ پر جُمُعہ کے دن اور رات ۱۰۰ مرتبہ دُرُود شریف پڑھے اللہ اُس کی ۱۰۰ حاجتیں پوری فرمائے گا، ۷۰ آخِرت کی اور ۳۰ دُنیا کی اور اللہ پاک ایک فِرِشتہ مقرّر فرمادے گا جو اُس دُرُودِ پاک کو میری قبر میں یوں پہنچائے گا جیسے تمہیں تحائف پیش کئے جاتے ہیں، بِلاشبہ میرا علم میرے وِصال کے بعد وَیسا ہی ہو گا جیسا میری حیات میں ہے۔

(جَمۡعُ الۡجَوامِعۡ لِلسُّیُوطی ج۷ ص۱۹۹ حدیث۲۲۳۵۵)

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب!　　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! اب آپ ہر جمعہ کو سو بار درودِپاک پڑھنے کا معمول بنالیجئے اور پھر اس کی برکتیں خود دیکھیئے، ان شاء اللہ آپ کی ہر نیک و جائز حاجت ایک ایک کر کے پوری ہوتی ہوئی نظر آئیں گی۔ ان شاء اللہ

زبان و قلب کی عظمت درودِ پاک سے ہے
ہر ایک غم میں حفاظت درودِ پاک سے ہے
دعائیں ہوتی ہیں مقبول اس وسیلے سے
خدا کی خاص عنایت درودِ پاک سے ہے

غم جہاں سے کبھی سابقہ نہیں پڑتا
مجھے تو ہر گھڑی راحت درودِ پاک سے ہے

خدا کے نام کے بعد محمد کا نام لیتے رہو
ہر ایک کام میں برکت درودِ پاک سے ہے

(7)۔۔۔مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اے عاشقانِ رسول! اَلْحَمْدُلِلّٰہ ہم ایمان والے ہیں اور اللہ پاک اپنے پاکیزہ کلام قرآنِ پاک میں ایمان والوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَا تَهِنُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴿۱۳۹﴾(پ۴، آل عمران، ۱۳۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔

یعنی اللہ پاک نے اس آیت میں ایمان والوں کے لیے کامیابی اور سلامتی کی بشارت دی ہے مگر اس کے باوجود اگر ہم مسلمانوں کا جائزہ لیں تو پتا چلتا ہے کہ ہر کسی کو طرح طرح کی پریشانیوں کا سامنا ہے، کوئی بیمار ہے تو کوئی قرضدار، کوئی گھریلو ناچاقیوں کا شکار ہے تو کوئی تنگدست و بے روز گار، کوئی اَولاد کا طلبگار ہے تو کوئی نافرمان اَولاد کی وجہ سے بیزار، الغرض ہر ایک کسی نہ کسی مصیبت میں گرفتار ہے۔ کسی کا باپ بیمار ہے تو کسی کی ماں، کسی کی بیوی بیمار ہے تو کسی کی اولاد، ایسا لگتا ہے کہ بیماریوں، مصیبتوں، آفتوں، بلاؤں نے ہمارے گھروں پر ڈیرا جمار کھا ہے۔

ایسے حالات میں ہر ایک کی خواہش ہے کہ مجھے ان تمام پریشانیوں سے، مصیبتوں سے، آفتوں سے، بلاؤں سے رہائی مل جائے بس خوشحالی والی سلامتی والی زندگی مل جائے۔ لیکن سلامتی ملے کیسے؟

اب یہاں پر میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں کہ آپ مجھے بتائیں کہ اگر آپ کے لیے اللہ کے کوئی ولی سلامتی کی دعا کر دے تو کیا آپ مطمئن نہیں ہو جائیں گے کہ اب میری

پریشانیاں دور ہو جائیں گی اور مجھے سلامتی مل جائے گی، کیوں؟ کیونکہ اللہ کے ولی نے سلامتی کی دعا کی ہے۔ اور اللہ پاک نے اپنے اولیاء کو یہ قدرت دی بھی ہے کہ وہ جس کے حق میں دعا کر دیں اس کا بیڑا پار ہے اسی لیے ہم کہتے ہیں:

ہم کو تو ہر اک ولی سے پیار ہے
ان شاء اللہ اپنا بیڑا پار ہے

اور شعر بھی آپ نے سنا ہو گا:

نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

کسی پریشان حال کے حق میں اللہ کا ولی دعا کر دے تو اس کی پریشانی دور ہو جائے، اسے تمام غموں سے سلامتی مل جائے، اس کی تقدیر بدل جائے۔ اسی ضمن میں ایک بات اور کہہ دوں کہ اللہ پاک نے ولیوں سے بڑا مرتبہ نبیوں کا رکھا، اگر کوئی نبی کسی کے حق میں سلامتی کی دعا کر دے تو اب کیا خیال ہے؟ اس کی پریشانی پریشانی رہے گی، اس کی مصیبت مصیبت رہے گی۔ آپ کہیں کہ جناب تب تو کمال ہو جائے گا، اگر کسی نبی نے دعا کر دی تو اس کی زندگی میں خوشیاں ہی خوشیاں ہوں گی۔

اب ایک قدم اور آگے بڑھیے، اگر نبیوں کے نبی، اللہ کے آخری نبی، محمدِ عربی دعا کر دیں تو!

اللہ اکبر! اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ العزت لکھتے ہیں:

خلق سے اولیا اولیا سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

جن کا مرتبہ سب سے ارفع و اعلی ہے، جو محبوبِ خدا ہیں، ساری کائنات رب کی رضا چاہے کہ مجھ سے میرا رب راضی ہو جائے اور رب جس کی رضا چاہے اس کے مقام و مرتبہ کا کون اندازہ لگا سکتا ہے، اعلی حضرت علیہ رحمۃ العزت لکھتے ہیں:

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

اور اعلی حضرت کے بھائی جان، مولانا حسن رضا خان، علیہ رحمۃ المنان اپنے نعتیہ دیوان ''ذوقِ نعت'' میں اسی بات کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

خدائے پاک کی چاہیں گے اگلے پچھلے خوشی
خدائے پاک خوشی ان کی چاہتا ہو گا

تمہارا نام مصیبت میں جب لیا ہو گا
ہمار بگڑا ہوا کام بن گیا ہو گا

جو مقصودِ کائنات ہیں، وجہِ تخلیقِ کائنات ہیں، بھلا ان کی دعا کب رد ہو سکتی ہے، اللہ پاک نے ان کو سارے اختیارات دے دیئے اب محبوب ﷺ جو چاہیں، جسے چاہیں عطا کریں، خالقِ کل نے ان کو مالکِ کل بنا دیا۔

میں تو مالِک ہی کہوں گا کہ ہو مالِک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

اب آخری بات بتایئے کہ اللہ کے بعد مخلوق میں سب سے بڑا مرتبہ رسول اللہ ﷺ کا ہے اور رسول اللہ ﷺ سے بڑا مرتبہ کس کا ہے؟ یقیناً اللہ پاک کا ہے، وہی خالق و مالک ہے، زندگی اور موت دینے والا ہے، جس کو چاہے غریب کرے جس کو چاہے امیر کرے، جس کو چاہے راحت دے اور جس کو چاہے آفت و بلا میں مبتلا کرے۔

ولیوں، نبیوں کی دعاؤں سے لوگوں کو سلامتیاں ملتی ہی ہیں مگر کسی سے اللہ پاک فرما دے "جا بندے تیرے لیے سلامتی ہے" تو کیا خیال ہے؟ دنیا اس کے لیے جنت نہ بن جائے گی، یقیناً بن جائے گی۔

لیکن آپ سوال کریں گے کہ جناب ہماری کیا حیثیت کہ اللہ پاک ہم سے فرمائے کہ "جا بندے تیرے لیے سلامتی ہے" ہماری آنکھوں میں نہ وہ تاب کہ اسے دیکھ سکیں، نہ ہماری یہ مجال کہ ہم اسے سن سکیں، پھر یہ کیونکر ممکن ہے؟

اے عاشقانِ رسول! میں آپ سے کہوں گا کہ ہم نے آج اپنے نبی ﷺ کا در چھوڑ دیا ہے جس کی وجہ سے ہم پریشان ہیں اگر درِ مصطفی ﷺ پر جمے رہتے تو یہ نامرادی کے دن نہ دیکھنے پڑتے، کیونکہ

وہ کہ اس در کا ہوا خلقِ خدا اس کی ہوئی
وہ کہ اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا

اللہ اکبر! اے عاشقانِ رسول! آیئے میں آپ کو ایک آسان سا وظیفہ بتاتا ہوں جس کی وجہ سے اللہ پاک آپ پر سلامتی نازل فرمائے گا اور جب رب کی سلامتی نازل ہو گی تو ساری پریشانیاں دور ہو جائیں گی ان شاء اللہ چنانچہ:

مسند احمد بن حنبل کی حدیثِ پاک ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک جبرئیل علیہ السلام نے مجھے بشارت دی کہ:

اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ۔

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ''جو آپ پر درود پڑھتا ہے اس پر میں رحمت بھیجتا ہوں اور جو آپ پر سلام پڑھتا ہے اس پر میں سلامتی بھیجتا ہوں'' (مسند احمد بن حنبل، ج۱، ص۴۰۷، حدیث ۱۶۶۴)

(ضیائے درود و سلام ص ۴-۵)

اللہ اکبر! کتنا آسان وظیفہ ہے کہ جو رب سلامتی لینا چاہتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ پر سلام پڑھے اس پر رب سلامتی بھیجے گا۔

یہاں پر ایک سوال ہوتا ہے کہ رب کا تو فرمان ہے:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔(پ۸، سورۂ انعام)

کہ اللہ پاک بندوں کو ایک کا دس عطا فرماتا ہے مگر یہاں پر بندہ ایک بار سلام پڑھے تو رب تعالی بھی ایک بار سلامتی بھیجے، یہ کیسے حالانکہ ہونا یہ چاہیئے کہ بندہ ایک بار سلام پڑھے تو رب تعالی دس بار سلامتی بھیجے۔ میں اس بات پر غور کرتا رہا بالآخر ''سننِ نسائی'' کی ایک حدیثِ پاک پر نظر گئی کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جَاءَنِی جِبْرِیْلُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ رَبَّكَ یَقُوْلُ اَمَا یُرْضِیْكَ یَا مُحَمَّدُ اَنْ لَا یُصَلِّیَ عَلَیْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْهِ عَشْرًا وَ لَا یُسَلِّمَ عَلَیْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَیْهِ عَشْرًا

جبرئیل نے مجھ سے عرض کی کہ رب تعالی ارشاد فرماتا ہے: ''اے محمد! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہارا امتی تم پر ایک بار درود بھیجے تو میں اس پر دس بار رحمت بھیجوں اور تمہارا جو امتی تم پر ایک بار سلام بھیجے میں اس پر دس سلام بھیجوں'' (سننِ نسائی ص ۲۲۲، حدیث ۱۲۹۲)

(ضیائے درود و سلام ص ۳)

وِرد جس نے کیا دُرود شریف
اور دل سے پڑھا دُرود شریف
حاجتیں سب رَوا ہوئیں اُس کی
ہے عَجَب کیمیا دُرُود شریف

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک کا کتنا کرم ہے کہ ہم ایک بار اپنے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم پر سلام بھیجیں تو وہ ہم پر دس سلامتیاں نازل فرمائے، دس بار سلام بھیجیں تو سو سلامتیاں نازل فرمائے اور جو سو بار سلام بھیجے اس پر ایک ہزار سلامتیاں نازل فرمائے، اور جس پر رب کی سلامتیاں نازل ہو رہی ہوں آپ ایمان سے کہیئے گا: کیا وہ پریشان رہے گا؟ بیمار رہے گا؟ تنگدست رہے گا؟ مصیبتوں سے دوچار رہے گا؟ نہیں اور یقیناً نہیں، کیوں؟ کیونکہ رب کی سلامتیوں کے ہوتے ہوئے مصیبتوں، پریشانیوں، بیماریوں، آفتوں، بلاؤں کا کیا کام۔

اللہ اکبر! اے عاشقانِ رسول! میرا ایمان ہے دنیا کا سب سے زیادہ ستایا ہوا انسان، مصیبتوں میں زندگی بسر کرنے والا انسان، انتہا درجے کا تنگدست و بدحال ہو اور اگر اس پر میرے رب کی صرف ایک سلامتی نازل ہو جائے تو وہ دنیا کا سب سے زیادہ خوش حال انسان ہو جائے گا۔ لیکن یہاں تو ایک بار نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم پر سلام بھیجنے سے رب کی دس سلامتیاں نازل ہو رہی ہیں۔ اور اگر میں بات کروں اعلی حضرت رضی اللہ عنہ کے سلام کی، کہ جب آپ نے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کیا:

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

تو گویا آپ نے نبی پر لاکھوں سلام بھیج دیا اور لاکھوں کا مطلب ہے ایک کروڑ سے ایک کم یعنی ۹۹ لاکھ، ۹۹ ہزار، ۹ سو، ۹۹، یہ پہلے مصرعہ کا ہوا اور اتنا ہی دوسرے مصرعہ کا تو دونوں ملا کر

دو کروڑ میں دو کم یعنی ایک کروڑ، ۹۹ لاکھ، ۹۹ ہزار، ۹ سو، ۹۸، بار سلام بھیج دیا اور رب ایک کے بدلے دس عطا فرماتا ہے تو اس کا دس گنا ۱۹، کروڑ، ۹۹ لاکھ، ۹۹ ہزار، ۹ سو، ۹۸ ہوا۔

اب آپ بتایئے جو شخص صبح سویرے اٹھ کر اعلیٰ حضرت کے لکھے ہوئے سلام کے دو مصرع:

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

پڑھ لے اور اس کی وجہ سے اس پر رب کی (19,99,99,980) سلامتیاں نازل ہو جائیں تو وہ پریشان ہو گا؟ تنگدست ہو گا؟ یقیناً نہیں ہو گا۔ لہٰذا آیئے آج کی اس نورانی محفل کے صدقے نیت کیجیئے کہ صبح اٹھ کر سلام کے یہ دو مصرعے ضرور پڑھیں گے۔ ان شاء اللہ

وہ سلامت رہا قیامت میں
پڑھ لیے جس نے دل سے چار سلام

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب!　　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(8)۔۔۔دعا کی قبولیت کا عمل

اے عاشقانِ رسول! دُعا، اللہ رب العزت جل وعلا سے مناجات کرنے، اس کی قربت حاصل کرنے، اس کے فضل وانعام کے مستحق ہونے اور بخشش ومغفرت کا پروانہ حاصل کرنے کا نہایت آسان اور مجرب ذریعہ ہے۔ اسی طرح دعا پیارے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متوارث سنت، اللہ رب العزت جل وعلا کے پیارے بندوں کی متواتر عادت، درحقیقت

عبادت بلکہ مغزِ عبادت، اور گنہگار بندوں کے حق میں اللہ رب العزت جل وعلا کی طرف سے ایک بہت بڑی نعمت وسعادت ہے۔

دُعا کی اہمیت اور وقعت کا اندازہ خود قرآن پاک میں اللہ رب العزت پارہ ۲۴، سورۂ مومن کی آیت نمبر ۶۰ میں بیان فرمائی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ﴿۶۰﴾ (پ۲۴، المؤمن:۶۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے (تکبر کرتے) ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔

اور پارہ ۲، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۸۶ میں ارشاد ہوا:

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَ لْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ (پ۲، البقرۃ:۱۸۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انہیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔

مزید دعا کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ اللہ کے آخری نبی، محمدِ عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوتے ہی اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی امت کے حق میں ”رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ“ "خدایا میری امت کو میرے واسطے بخش دے۔" کے دلنشین کلمات کے ذریعہ دعا مانگی اور اپنی

امت کو اپنی احادیث مبارکہ کے ذریعہ دعا مانگنے کی بار بار ترغیب ارشاد فرمائی ہے اور دعا نہ مانگنے کی صورت میں ربِ جلیل کا نہایت سخت حکم: ''مَنْ لَا یَدْعُوْنِیْ أَغْضِبُ عَلَیْهِ''یعنی "جو مجھ سے دعا نہ کریگا میں اُس پر غضب فرماؤں گا۔" سنائی ہے جس سے دعا کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔("کنز العمال"، الحدیث:۳۱۲۴، الجزء الثانی، ج۱، ص۲۹)

دعا مانگنے کے متعلق پانچ فرامینِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ فرمائیں:

(1)۔۔۔اِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ.یعنی دعا بھی عبادت ہے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۔(پ۲۴، المؤمن:۶۰) ترجمہ کنز الایمان: مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

(سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب و من سورۃ المؤمن، الحدیث:۳۲۵۸، ج۵، ص۱۶۶)

(2)۔۔۔اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ.یعنی دعا عبادت کا مغز ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی فضل الدعاء، الحدیث:۳۳۸۲، ج۵، ص۲۴۳)

(3)۔۔۔اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی فضل الدعاء، الحدیث:۳۳۸۱، ج۵، ص۲۴۳)

(4)۔۔۔بندے کی دعا تین چیزوں میں سے ایک سے خالی نہیں ہوتی یا تو اس کا کوئی گناہ معاف کر دیا جاتا ہے یا فوراً اسے کوئی بھلائی عطا کر دی جاتی ہے یا اس کے لئے بھلائی جمع کر دی جاتی ہے۔(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث:۱۱۱۳۳، ج۴، ص۳۷، مفہومًا)

حضرت سیِّدُنا ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ فرماتے ہیں: ''دعا نیکی میں اس طرح کفایت

کرتی ہے جس طرح کھانے میں نمک۔"(احیاء العلوم مترجم،ج۱،ص۹۰۸)

(5)۔۔۔**اللہ پاک** سے اس کے فضل کا سوال کرو کیونکہ اللہ پاک پسند کرتا ہے کہ اس سے مانگا جائے۔(سنن الترمذی،احادیث شتی،باب انتظار الفرج وغیر ذلک،الحدیث:۳۵۸۲،ج۵،ص۳۳۳)

اے عاشقانِ رسول! دعا کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ ماجد، رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ الرحمن اِرشاد فرماتے ہیں:"اے عزیز! دعا ایک عجیب نعمت اور عمدہ دولت ہے کہ پروردگار نے اپنے بندوں کو کرامت فرمائی اور اُن کو تعلیم کی، حلِ مشکلات میں اس سے زیادہ کوئی چیز مؤثر نہیں، اور دفعِ بلا وآفت میں کوئی بات اس سے بہتر نہیں۔"

لہٰذا دعا خود بھی مانگنی چاہیئے اور دوسروں سے دعا کروانی بھی چاہیئے، میں آپ کے لیے دعا کروں آپ میرے لیے دعا کریں اچھی بات ہے لیکن میری دعا آپ کے حق میں اور آپ کی دعا میرے حق میں قبول ہو جائے کوئی گارنٹی نہیں، آپ کو کتنے ایسے لوگ مل جائیں گے جو کہتے سنائی دیتے ہیں کہ کتنے سالوں سے دعا کرتا اور کروا رہا ہوں لیکن میری مصیبت، میری پریشانی، میری بیماری ختم ہوتی ہی نہیں، پتا نہیں کیا معاملہ ہے؟

اے عاشقانِ رسول! آج کی نورانی محفل کے صدقے میں آپ کو دعا کے قبول ہونے کا ایک زبردست نسخہ بتانے لگا ہوں کہ جب بھی آپ اس نسخے کو استعمال کر کے دعا مانگیں گے تو ان شاء اللہ ضرور قبول ہو گی، کیوں؟ کیونکہ یہ نسخہ امیر المؤمنین حضرت فاروقِ اعظم اور امیر المؤمنین علی المرتضی شیرِ خدا رضی اللہ عنہما نے بتایا ہے چنانچہ:

شہنشاہِ وِلایت، مولائے کائنات، مولا علی، مشکِل کُشا، علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الکَرِیْم فرماتے ہیں: ہر شخص کی دُعا پردے میں ہوتی ہے یہاں تک کہ سیِّدُنا محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اٰل محمد پر دُرودِ پاک پڑھے۔(المعجم الاوسط، ج۱، ص۲۱۱، الحدیث:۷۲۱)

اور **وزیرِ رِسالت مآب**، آسمانِ صَحابِیّت کے دَرَخشاں ماہتاب، نِظامِ عَدْل کے آفتابِ عالمتاب، امیرُالْمُؤمِنِین حضرتِ سیِّدُنا عُمَر بن خطّاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْہُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّكَ(صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ)یعنی بے شک دُعا زمین وآسمان کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اور اُس سے کوئی چیز اوپر کی طرف نہیں جاتی جب تک تم اپنے نبیِّ اَکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھ لو۔(ترمذی ج۲ ص۲۸ حدیث ۴۸۶)

حضرت علّامہ کفایت علی کافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الشَّافِی فرماتے ہیں:

دُعا کے ساتھ نہ ہووے اگر دُرود شریف
نہ ہووے حَشر تلک بھی بر آوَرِ حاجات

قبولیَّت ہے دُعا کو دُرود کے باعِث
یہ ہے دُرود کہ ثابِت کرامت وبَرَکات

اے عاشقانِ رسول! نیت کیجئے کہ جب بھی دعامانگیں گے تو دعامانگنے سے پہلے اور دعا مانگنے کے بعد درود شریف پڑھیں گے ان شاء اللہ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(9)۔۔۔رحمت و مغفرت کی بارشیں ہوتی رہیں

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک نے اپنی قدرت سے بے شمار مخلوقات کو پیدا فرمایا ہے اور وہی ان سب کا خالق ہے جن کا شمار انتہائی مشکل ہے لیکن ایک اعتبار سے تمام مخلوقات تین قسموں کی ہیں:

(1)۔۔۔ایک وہ مخلوق جس کو اللہ پاک نے عقل سے نوازا اور شہوت نہ دی۔

(2)۔۔۔دوسری وہ مخلوق جس کو اللہ پاک نے شہوت دی مگر عقل نہ دی۔

(3)۔۔۔تیسری وہ مخلوق جس کو اللہ پاک نے عقل کے نور سے بھی نوازا اور اس میں شہوت بھی رکھی۔

پہلی مخلوق فرشتیں ہیں، دوسری مخلوق حیوانات ہیں اور تیسری مخلوق حضرتِ انسان ہے۔ پس جس شخص کی شہوت اس کی عقل پر غالب آجائے وہ حیوانات سے بھی بدتر ہے اور جس شخص کی عقل اس کی شہوت پر غالب آجائے وہ فرشتوں سے افضل ہے۔

آپ دیکھیں فرشتوں اور نبیوں کے علاوہ کوئی بھی معصوم نہیں، فرشتے اللہ پاک کی نوری مخلوق ہیں جو نہ کھاتے اور نہ پیتے ہیں بلکہ صرف اور صرف ہر دم ہر گھڑی اللہ پاک کے ذکر میں لگے رہتے ہیں۔ اگر آپ مجھ سے کہیں کہ میرا فلاں کام کر دیں تو اگر میں آپ کا وہ کام کر دوں تو کتنی دیر؟ جتنی دیر کا وہ کام ہو گا، ہمیشہ اور ہر گھڑی نہیں کر سکتا، کیونکہ مجھے اپنے بھی کام ہیں، کھانا پینا، سونا بھی ہے۔ اور اگر آپ مجھ سے اپنے لیے دعا کو کہیں کہ میرے لیے رحمت کی دعا کر دیں، مغفرت کی دعا کر دیں تو میں ایک بار کر دوں گا، دوبار کر دوں گا، ہمیشہ اور ہر گھڑی تو

نہیں کر سکتا، اور پھر میری دعا قبول ہوتی ہے یا نہیں، اس کی کوئی گارنٹی بھی نہیں۔ لیکن اللہ پاک کی رحمت کے قربان کہ اس نے ہمیں اپنے محبوب ﷺ کے صدقے ایک ایسا وظیفہ عطا فرمایاہے کہ ہم جب تک وہ وظیفہ کرتے رہیں گے تو اللہ کے معصوم فرشتیں ہمارے لیے رحمت کی دعا، مغفرت کی دعا کرتے رہیں گے۔ اللہ اکبر! آیئے وہ وظیفہ سنیئے:

حضرت سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرۡوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "بندہ جب تک مجھ پر درود پڑھتا رہتا ہے، ملائکہ اس پر رحمت نازل کرتے رہتے ہیں اب بندے کی مرضی ہے کہ وہ درود پاک کم پڑھے یا زیادہ۔"

(مسند امام احمد بن حنبل، حدیث عامر بن ربیعہ، رقم ۱۵۶۸۰، ج۵، ص ۳۲۴)

اور دوسری حدیث میں ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”بندہ جب تک مجھ پر دُرُوۡدِ پاک پڑھتا رہتا ہے فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں، اب بندے کی مرضی کم پڑھے یا زیادہ۔“

(مسند ابي داود الطيالسي، حديث عامر بن ربيعة، الحديث: ۱۱۴۲، ص ۱۵۶)

تیرے کرم سے اے کریم مجھے کون سی شے ملی نہیں
جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

تیرے کرم کا رسالت مآب کیا کہنا
ثواب ہوگئے سارے عقاب کیا کہنا

الٰہی شکر کروں کتنا فخر کروں کتنا
تیرے کرم نے مجھے فائز المرام کیا

اے عاشقانِ رسول! نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درود پڑھنا اللہ پاک کی رحمت و مغفرت پانے کا کتنا پیارا وظیفہ ہے کہ جتنی دیر تک ہم درودِ پاک پڑھتے رہیں گے اللہ کے معصوم فرشتیں ہم پر رحمت نازل کرتے رہیں گے ،ہمارے مغفرت کی دعا کرتے رہیں۔ لوگ تو کئی گھنٹے گانا گاتے رہتے ہیں، گناہوں بھرے کام کرتے رہتے ہیں، گناہوں بھری گفتگو کرتے رہتے ہیں جس سے اللہ پاک کی ناراضی اور جہنم کی حقداری ملتی ہے مگر جو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درود پڑھتا رہتا ہے اسے اللہ پاک کی رحمت و مغفرت نصیب ہوتی ہے، اب ہماری مرضی کہ ہم کم درود پڑھیں یا زیادہ۔ اور ایک چھوٹا سا درودِ پاک "صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد" ہے جس کی فضیلت میں لکھا ہے: جو یہ دُرُود پاک پڑھتا ہے اس پر رحمت کے ۷۰ دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

(القول البدیع، ص۲۷۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(10)۔۔۔درود شریف اعمال کی قبولیت کا ذریعہ ہے

اے عاشقانِ رسول! ہر بندۂ مؤمن اپنی استطاعت کے مطابق عبادت کرتا ہے، نماز پڑھتا، روزے رکھتا، صدقہ و خیرات کرتا، ذکرو اذکار کرتا ہے اور کرنا بھی چاہیئے کہ قبر و آخرت میں یہی اعمال ہی کام آئیں گے۔ لیکن ان اعمال کے ساتھ ساتھ اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درود بھی پڑھتے رہنا چاہیئے کہ جس طرح نمک کے بغیر کھانے بے کار ہیں اسی طرح درود کے بغیر تمام نیک اعمال بھی بے کار ہیں اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ذِکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو
نمکین حسن والا ہمارا نبی
حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم
وہ مَلیح دِل آرا ہمارا نبی

اور یہ بات صرف شعر کی حد تک نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے جس کی بنیاد بزرگانِ دین کے مشاہدات وواقعات ہیں چنانچہ **دُرَّۃُ النَّاصِحِیْن** میں ہے ایک بُزُرگ نماز پڑھ رہے تھے جب تَشَہُّد میں بیٹھے تورسولِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر **دُرُود شریف** پڑھنا بھول گئے رات جب آنکھ لگی تو خواب میں سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زِیارت سے مُشَرَّف ہوئے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اے میرے اُمَّتِی! تو نے مجھ پر **دُرُودِ پاک** کیوں نہیں پڑھا؟ عرض کی: یَارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں اللہ کی حمد وثناء میں ایسا محو ہوا کہ **دُرُودِ پاک** پڑھنا یاد نہیں رہا، یہ سُن کر **سردارِ مکہ**

مکرمہ، سلطانِ مدینہ منوّرہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "کیا تو نے میری یہ حدیث نہیں سنی کہ ساری نیکیاں، عبادتیں اور دُعائیں روک دی جاتی ہیں جب تک مجھ پر **دُرُودِ پاک** نہ پڑھا جائے۔" **سن لے!** اگر کوئی بندہ قیامت کے دن دربارِ الٰہی میں سارے جہان والوں کی نیکیاں لے کر حاضِر ہو جائے اور ان نیکیوں میں مجھ پر **دُرُودِ پاک** نہ ہوا تو ساری کی ساری نیکیاں اس کے مُنہ پر مار دی جائیں گی اور ایک بھی قبول نہ ہو گی۔

(درة الناصحين، المجلس الرابع في فضيلة شهر رمضان، ص١٨)

اے عاشقانِ امامِ حسین! بیان کردہ روایت و حکایت سے **دُرُود شریف** کی اَہَمِّیَّت کا اندازہ ہوتا ہے کہ **دُرُود شریف** جہاں اللہ کی رَحمتوں کے نُزُول کا سبب ہے وہیں عِبادتوں، نیکیوں اور دُعاؤں کی قبولیت کا سبب بھی ہے۔

ذکر و درود ہر گھڑی وِردِ زباں رہے
میری فضول گوئی کی عادت نکال دو

صَلُّوۡا عَلَی الۡحَبِیۡب!　　　　صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

(11)۔۔۔مرنے سے پہلے جنت دیکھنے کا عمل

اے عاشقانِ امامِ حسین! جنت وہ مقامِ رحمت ہے جسے رب تعالیٰ نے اپنے اطاعت گزار بندوں کے لئے تخلیق فرمایا ہے۔جنت کا نام زبان پر آتے ہی ہمارے دل و دماغ پر سُرور کی ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی ہے، کیونکہ جنت ہے ہی ایسی،راحت والی، آرام والی،رب کی رحمت والی،سعادت والی،برکت والی۔لیکن اگر آپ مجھ سے پوچھیں کہ جنت کیسی ہے؟ تو میں آپ کو کہوں گا کہ جنت ایسی ہے جیسے میرے مصطفی ﷺ نے فرمایا: کہ "اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں کہ جن کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا،نہ اس کی خوبیوں کو کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر ان کی ماہیت کا خیال گزرا۔"(مسلم،کتاب الجنۃ،رقم الحدیث ۲۸۲۴،ص۱۵۱۶)

اللہ اکبر! ذرا تصور تو کیجیۓ کہ جنت کیسی ہوگی؟ ہم ایک نہیں، دو نہیں، دس اور بیس نہیں بلکہ سیکڑوں ایسی جگہوں میں گئے ہوں گے جو ایک سے بڑھ کر ایک ہوگی،خوبصورت و دلکش ہوگی،جس کے مناظر دیدہ زیب ہوں گے،دیکھنے والوں کو اس کی کشش اپنی جانب کھینچتی ہوگی،دلوں کو لبھاتی ہوگی،اور لوگ یہ کہتے سنائی دیتے ہوں گے کہ یہاں آکر پیسے وصول ہوں گئے، مگر جنت ان تمام سے افضل و اعلیٰ ہے۔کیونکہ دنیا کی تمام خوبصورت جگہوں کو انسان نے بناوٹی چیزوں سے سجایا ہے اور جنت انسان کے رب نے بنائی اور سجائی ہے،پس جس طرح اللہ پاک کی ذات ارفع و اعلیٰ ہے اسی طرح اس کی جنت بھی دنیا کی تمام خوبصورت جگہوں سے ارفع و

اعلیٰ ہے یہاں تک کہ جنت کی ایک معمولی سی چیز کے آگے ساری دنیا کچھ حیثیت نہیں رکھتیں۔
آیئے اس ضمن میں جنت کے متعلق چند احادیث سنتے ہیں چنانچہ:

جنت کی چیزیں

حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:"اگر جنت کی چیزوں میں سے ناخن برابر کوئی چیز ظاہر ہو جائے تو آسمان وزمین کے اطراف وجوانب اس سے آراستہ ہو جائیں۔"

(ترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، رقم الحدیث ۲۵۴۷، ج۴، ص ۲۴۱)

جنت کی تعمیر

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا:"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں جنت اور اس کی تعمیر سے متعلق بتایئے؟"تو آپ صلی اللہ علی وسلم نے ارشاد فرمایا:"اس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی ہے اور اس کا گارا مشک کا ہے اور اس کی کنکریاں موتی اور یاقُوت کی ہیں اور اس کی مٹی زعفران کی ہے۔"

(ترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، رقم ۲۵۳۴، ج۴، ص ۲۳۶)

جنت کی زمین

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جنت کی زمین سفید ہے، اس کا میدان کافُور کی چٹانوں کا ہے، اس کے گرد ریت کے ٹیلوں کی طرح مشک کی دیواریں ہیں اور اس میں نہریں جاری ہیں۔"

(الترغیب والترہیب، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، رقم ۳۴، ج۴، ص ۲۸۳)

جنت کی منزلیں

حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رحمتِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"جنت میں سو منزلیں ہیں اور ان میں سے ہر دو منزلوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین وآسمان کے درمیان ہے۔"

(ترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، رقم الحدیث ۲۵۳۹، ج۴، ص۲۳۸)

جبکہ حضرت سیدنا ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"جنت میں سو منزلیں ہیں ،اگر اس کے ایک درجہ میں تمام جہانوں کے لوگ بھی جمع ہو جائیں تو وہ سب کو کافی ہو جائے گا۔"

(ترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، رقم الحدیث ۲۵۴۰، ج۴، ص۲۳۹)

جنت کے دروازے

حضرت سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔"

(بخاری، کتاب بداء الخلق، رقم ۳۲۵۷، ج۲، ص۳۹۴)

حضرت سیدنا عُتبہ بن غَزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"جنت (کے دروازوں) کی چوکھٹوں میں سے ہر دو چوکھٹ کے درمیان چالیس برس کا فاصلہ ہے۔"(مسلم، رقم الحدیث ۲۹۶۷، ص۱۵۸۶)

جنت کے خیمے

حضرت سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: "مؤمن کے لئے جنت میں کھکلی موتی (یعنی وہ موتی جس کے درمیان میں خالی جگہ ہوتی ہے) کا ایک خیمہ ہو گا جس کی چوڑائی ساٹھ میل ہے۔"

(بخاری، کتاب بداء الخلق، رقم الحدیث ۳۲۴۳، ج ۲، ص ۳۹۱)

جنت کے کپڑے

حضرتِ سیدنا کَعْبُ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اہلِ جنت کے کپڑوں میں سے ایک کپڑا آج پہن لیا جائے تو اس کی طرف دیکھنے والے کی نظر اچک لی جائے اور لوگوں کی بینائیاں اسے برداشت نہ کر سکیں۔ (الترغیب والترھیب کتاب صفۃ الجنۃ والنار، رقم ۸۴، ج ۴، ص ۲۹۴)

جنت کے خادم

حضرتِ سیدنا اَنس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ "جنتیوں میں سب سے نچلے درجے کا جنتی وہ شخص ہو گا جس کے ساتھ دس ہزار خادم کھڑے ہوں گے اور ہر خادم کے ہاتھ میں دو پیالے ہوں گے، جن میں سے ایک سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہو گا۔ ہر پیالے میں کھانے کی ایک ایسی قسم ہو گی، جو دوسرے میں نہ ہو گی۔ وہ اس کے آخر سے بھی اسی طرح کھائے گا جس طرح اس کے شروع سے کھائے گا اور جو لذت وذائقہ اس کے پہلے حصہ میں پائے گا، دوسرے میں اس کے علاوہ پائے گا۔"

(مجمع الزوائد، کتاب اھل الجنۃ، رقم ۱۸۶۷۵، ج ۱۰، ص ۷۴۱)

جنت کا کھانا

ام المومنین حضرتِ سیدتنا مَیْمُونَہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ "آدمی جنت میں کسی پرندے کی خواہش کرے گا تو وہ پرندہ بختی اونٹ کی طرح اس کے دستر خوان پر آگرے گا، نہ تو اسے دھواں پہنچا ہو گا اور نہ ہی آگ نے چھوا ہو گا۔ وہ شکم سیر ہونے تک اس پرندے سے کھائے گا پھر وہ پرندہ اُڑ جائے گا۔

(الترغیب الترہیب، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، رقم ۷۵، ج ۴، ص ۲۹۲)

جنت کی حوریں

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر کوئی جنتی حُور زمین کی طرف جھانکے تو آسمان سے زمین تک روشنی ہو جائے اور ساری فضا زمین سے آسمان تک خوشبو سے معطر ہو جائے اور اس کے سر کی اوڑھنی (یعنی دوپٹا) دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔"

(الترغیب والترھیب، کتاب صفۃ الجنۃ، رقم الحدیث ۸۴، ج ۴، ص ۲۹۵)

حوروں کے کنگن

حضرتِ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر جنتیوں میں سے کوئی شخص (دنیا کی طرف) جھانکے اور اس کے کنگن ظاہر ہو جائیں تو اس کی روشنی سورج کی روشنی کو مٹا دے جیسا کہ ستاروں کی روشنی کو سورج مٹا دیتا ہے۔" (ترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، رقم الحدیث ۲۵۴۷، ج ۴، ص ۲۴۱)

حور کی ہتھیلی اور اوڑھنی

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "اگر حور اپنی ہتھیلی زمین وآسمان کے درمیان ظاہر کر دے تو اس کے حسن کی وجہ سے مخلوق فتنے میں پڑ جائے اور اگر وہ اپنی اوڑھنی ظاہر کر دے تو سورج اس کے حسن کی وجہ سے دھوپ میں رکھے ہوئے چراغ کی طرح ہو جائے جس کی کوئی روشنی نہیں ہوتی اور اگر وہ اپنا چہرہ ظاہر کر دے تو زمین وآسمان کی ہر چیز کو روشن کر دے۔" (الترغیب والترھیب، کتاب صفۃ الجنۃ والنار، رقم ۹۷، ج۴، ص۲۹۸)

جنتی عورتوں کا لعاب

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "اگر جنتی عورتوں میں سے کوئی عورت سات سمندروں میں اپنا تھوک ڈال دے تو وہ سارے سمندر شہد سے زیادہ میٹھے ہو جائیں۔" (الترغیب والترھیب کتاب صفۃ الجنۃ والنار، رقم ۹۸، ج۴، ص۲۹۷)

اللہ اکبر! اے عاشقانِ رسول! جب جنت کا تذکرہ اتنا مسرت بخش ہے تو خود جنت کیسی ہو گی، یقیناً جنت کا تذکرہ سن کر جنت کو دیکھنے کی خواہش ہوتی ہے مگر جنت کو جیتے جی کوئی نہیں دیکھ سکتا، چاہے جتنی کوشش کر لے، مگر قربان جایئے اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے امتیوں کو مرنے سے پہلے جنت دیکھنے کا ایک ایسا عمل عطا فرمایا ہے کہ جو اس کو پابندی سے کرے گا ان شاء اللہ مرنے سے پہلے جنت میں ملنے والے اپنے مقام کو دیکھ سکتا ہے۔ آپ کے دل میں بھی یہ بات آ رہی ہو گی کہ وہ کون سا عمل ہے جلدی بتایئے تا کہ اس کو کر کے ہم بھی اپنی موت سے پہلے جنتی مقام یعنی ٹھکانے کو دیکھ لیں۔ تو وہ عمل یہ ہے چنانچہ

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے:"جو مجھ پر ایک دن میں ایک ہزار بار دُرُودِ پاک پڑھے گا وہ اُس وقت تک نہیں مرے گا جب تک جنت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے۔"

(الترغیب والترہیب، کتاب الذکر والدعاء، الترغیب فی اکثار الصلوٰۃ علی النبی، الحدیث ۲۲، ج ۲ ص ۳۲۸)

اے عاشقانِ رسول ! آیئے نیت کیجیے کہ آج سے ان شاء اللہ روزانہ ایک ہزار درودِ پاک پڑھا کریں گے۔اور اس میں کوئی خاص درودِ پاک پڑھنے کی قید نہیں ہے بلکہ چھوٹا درودِ پاک بھی پڑھ سکتے ہیں مثلاً ''صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد''۔ پڑھ لیجیے کہ آپ دس منٹ میں ایک ہزار درودِ پاک پڑھنے میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(12)۔۔۔درود شریف نہ پڑھنے کے نقصانات

اے عاشقانِ رسول! ہم درودِ پاک پڑھنے کی بے شمار برکتیں، رحمتیں، سعادتیں، مغفرتیں سنتے رہتے ہیں لہذا جہاں درودِ پاک کے پڑھنے والے کو بہت کچھ ملتا ہے وہیں درودِ پاک نہ پڑھنے والے کو دونوں جہان میں نقصان و خسران کا سامنا کرنا پڑتا ہے، بے برکتی، نحوست اس کا مقدر بنتی ہے آیئے میں آپ کو بتاتا چلوں کہ نبی پاک ﷺ پر درودِ پاک نہ پڑھنا کتنا نقصان کا باعث ہے۔ چنانچہ

دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کے مَطْبُوعہ ۳۹ صفحات پر مشتمل رسالے "**بُرے خاتمے کے اَسْباب**" کے صفحہ نمبر ایک پر سبع سنابل کے حوالے سے منقول ہے، ایک شخص کو انتِقال کے بعد کسی نے خَواب میں سر پر مجوسیوں (یعنی آتَش پرستوں) کی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا تو اِس کا سبب پوچھا، اُس نے جواب دیا: جب کبھی **محمدِ مصطفٰی** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّمْ کا نامِ مبارَک آتا میں **دُرُود شریف** نہ پڑھتا تھا اِس گُناہ کی نُحُوست سے مجھ سے مَعْرِفت اور اِیمان سَلب کرلیے گئے یعنی چھین لیے گئے ہیں۔ (سبع سنابل، ص ۳۵)

اے عاشقانِ رسول! ہمیں بھی اللہ پاک کی بے نِیازی اور اس کی **خُفْیہ تَدْبیر** سے ڈرتے رہنا چاہیے اور نبیِّ پاک صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم پر **دُرُود شریف** پڑھنے میں غَفْلَت نہیں کرنی چاہیے۔ آج سے پہلے ہو سکتا ہے بارہا ایسا ہوا ہو کہ ہم نے نامِ اقدس سن کر یا بول کر **دُرُود شریف** نہ پڑھا ہو۔ چونکہ یہ رِعایت مَوجُود ہے کہ اگر اس وَقت نہ پڑھے تو بعد میں بھی پڑھ سکتا ہے لہٰذا اب پڑھ لے اور آئندہ کوشش کرکے اُسی وَقت پڑھ لیا کرے ورنہ بعد

میں پڑھ لے۔

دُرودِ پاک پڑھنے کا شَرْعی حُکْم

صَدْرُ الشَّرِیعہ، بَدْرُ الطَّرِیقہ حضرتِ علّامہ مولانا مُفْتی محمد اَمجد علی اَعْظمی عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں : ''عُمر میں ایک مرتبہ **دُرُود شریف** پڑھنا فرض ہے اور ہر جلسۂ ذِکر میں **دُرُود شریف** پڑھنا واجِب خواہ خُود نامِ اَقدس لے یا دوسرے سے سُنے۔ اگر ایک مَجلس میں سو بار ذِکر آئے تو ہر بار **دُرُود شریف** پڑھنا چاہئے۔ اگر نامِ اقدس لیا یا سُنا اور **دُرُود شریف** اُس وَقت نہ پڑھا تو کسی دوسرے وَقت میں اس کے بدلے کا پڑھ لے۔'' (بہارِ شریعت، ۱/۵۳۳)

ہر دَم مِری زباں پہ دُرُود و سلام ہو
میری فُضُول گوئی کی عادَت نِکال دو

اے عاشقانِ اہلبیت! حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر **دُرُود و سلام** پڑھنے کے جہاں بے شُمار فَضائِل وبَرَکات ہیں ، وہیں نامِ اَقدس سُن کر سُستی و غَفْلَت کے باعث **دُرُود شریف** نہ پڑھنا نہ صِرف عظیم سَعادَت سے مَحرومی کا باعث ہے بلکہ ہَلاکت وبربادی اور اللہ تعالٰی کی ناراضی کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ چُنانچہ

رَحْمتِ الٰہی سے دُور

حضرتِ سَیِّدُنا کَعب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مَروی ہے کہ ایک مرتبہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا : ''مِنْبر کے قریب آجاؤ۔'' ہم **مِنْبر شریف** کے قریب حاضِر ہوگئے، جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پہلے زِینے پر قَدَمِ مُبارک رکھا تو اِرشاد فرمایا : ''آمین۔'' جب دوسرے زِینے پر قَدَمِ مُبارک رکھا

تو ارشاد فرمایا: ''آمین۔''اور جب تیسرے زِینے پر قَدَمِ مُبارک رکھا تو بھی ارشاد فرمایا: ''آمین۔ ''پھر جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **مِنْبر شریف** سے نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کی: ''یا رسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آج ہم نے آپ سے ایسی بات سُنی ہے جو پہلے کبھی نہ سُنی تھی۔آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جبریلِ امین عَلَیہ السَّلام میرے پاس حاضِر ہوئے اور عرض کی: جس نے رَمَضان کا مہینہ پایا اور اس کی مَغْفِرت نہ ہوئی وہ (اللہ کی رَحمت سے) دُور ہو۔تو میں نے کہا: آمین۔ فَلَمَّا رَقَّیْتُ الثَّانِیَۃَ قَالَ بُعْداً لِّمَنْ ذُکِرْتَ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْكَ، قُلْتُ آمِیْن، یعنی جب میں نے دوسرے زِینے پر قَدَم رکھا تو جبریلِ امین علیہ السَّلام نے عرض کی: ''جس کے سامنے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذِکر ہوا اور اس نے آپ پر دُرُود نہ پڑھا وہ بھی (اللہ کی رَحمت سے) دُور ہو۔تو میں نے کہا: ''آمین۔پھر جب میں نے تیسرے زِینے پر قَدَم رکھا تو جبریلِ امین علیہ السلام نے عرض کی: جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے میں پایا پھر اُنھوں نے اسے جَنَّت میں داخل نہ کیا تو وہ بھی (اللہ کی رَحمت سے) دُور ہو۔تو میں نے کہا: ''آمین۔(مستدرک، کتاب البر والصلۃ، باب لعن اللہ العاق لوالدیہ...الخ، ۵/ ۲۱۲، حدیث:۷۳۳۸)

مُفسّرِ شہیر حکیم الاُمّت حضرت مُفْتی احمد یار خان نعیمی (عَلَیْہِ رَحْمَۃُاللہ القوی)اس حدیثِ پاک کے تحت ارشاد فرماتے ہیں: یعنی ایسا مُسلمان ذلیل وخوار ہو جائے جو میرا نام سُن کر دُرُود نہ پڑھے۔عربی میں اس بددُعا سے مُراد اِظہارِ ناراضی ہوتا ہے حقیقتاً بددُعا مراد نہیں

ہوتی، مطلب یہ ہے کہ جو بِلا محنت دس رَحمتیں دس دَرَجے دس مُعافیاں حاصل نہ کرے بڑا بے وقُوف ہے۔"(مراٰۃ،۲/۱۰۲)

اللہ اکبر! اے عاشقانِ رسول! سنا آپ نے کہ درودِ پاک نہ پڑھنے والا کتنا بڑا بے وقوف ہے کہ بلا محنت ملنے والے ثواب کو ضائع کر کے نقصان و خسران کا حقدار ہوتا ہے۔ آیئے اب میں آپ کو چند ایسی احادیث سناتا ہوں جن میں درودِ پاک نہ پڑھنے کے نقصانات بیان کیے گیے ہیں چنانچہ: اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

{۱} جو لوگ اپنی مجلس سے اللہ کے ذِکر اور نبی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) پر دُرُود شریف پڑھے بغیر اُٹھ گئے تو وہ بدبودار مردار سے اُٹھے۔

(شُعَبُ الْاِیمان ج۲ ص۲۱۵ حدیث ۱۵۷۰)

{۲} جس کے پاس میرا ذِکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھا اُس نے جنت کا راستہ چھوڑ دیا۔(مُعْجَم کبیر ج۳ ص۱۲۸ حدیث ۲۸۸۷)

{۳} اُس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذِکر ہو اور وہ مجھ پر دُرودِ پاک نہ پڑھے۔(ترمِذی ج۵ ص۳۲۰ حدیث ۳۵۵۶)

{٤} جس کے پاس میرا ذِکر ہو اور وہ مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھے تو وہ لوگوں میں سے کنجوس ترین شخص ہے۔(مُسندِ امام احمد بن حنبل ج۱ ص۴۲۹ حدیث ۱۷۳۶)

{۵} جو قوم کسی مجلس میں بیٹھے ، اللہ کا ذِکر اور نبی(صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) پر دُرُود شریف نہ پڑھے وہ قِیامت کے دِن جب اُس کی جزا دیکھیں گے تو اُن پر حسرت طاری ہو گی، اگر چہ جنت میں داخل ہو جائیں۔(ایضاً ج۳ص۴۸۹ حدیث ۹۹۷۲)

{٦} جس کے پاس میرا ذِکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھا اُس نے جفا کی۔(مُصَنَّفعَبۡدالرَّزّاق ج۲ص۱۴۲ حدیث ۳۱۲۶)

{۷} جس کے پاس میرا ذِکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھا تحقیق وہ بد بخت ہو گیا۔(عَمَلُ الۡیَوۡمِ وَاللَّیۡلَۃِلابن السُّنّیس۳۳٦ حدیث ۳۸۱)

{۸} جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں پھر اُس میں نہ اللہ کا ذِکر کرتے ہیں اور نہ ہی اُس کے نبی (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) پر دُرُود پاک پڑھتے ہیں قیامت کے دن وہ مجلس اِن کے لیے باعث حسرت ہو گی۔اللہ چاہے تو اِن کو عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔

(ترمِذی ج۵ ص۲۴۷ حدیث ۳۳۹۱)

ہم اہلِ فرش نہ کیوں کر پڑھیں درود ان پر
فرشتے عرش سے آ کر درود پڑھتے ہیں
درود بھیجتا ہے ان پہ خود خدا ان کا
فرشتے اور پیمبر درود پڑھتے ہیں
جو پڑھ رہے ہیں پرندے تو اس میں حیرت کیا
نوید ان پہ تو کنکر درود پڑھتے ہیں

(13)۔۔۔جب تک درود لکھا رہے گا مغفرت کی دعا

اے عاشقانِ رسول! ہر دور اور ہر زمانے میں ہر آدمی کی ایک ہی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ہر کام میں کامیابی کے زینے چڑھتا رہے، اسے کامیابی ملتی رہے ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑے اور آدمی کامیابی کو پانے کے لیے ہر ممکنہ کوشش بھی کرتا ہے، محنت اور جدوجہد بھی کرتا ہے مگر ان تمام تر کوششوں کے باوجود وہ ناکام ہو جاتا ہے۔

اگر میں آپ سے پوچھوں کہ اصل میں کامیابی کیا ہے؟ تو شاید ہر شخص اپنے اپنے طور پر بے شمار چیزیں گنوانے لگے، کہ اس دور میں مال کا ہونا کامیابی ہے، دنیوی آسائش کا ملنا کامیابی ہے، صحتمند و تندرست ہونا کامیابی ہے، بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کرنا کامیابی ہے وغیرہ وغیرہ۔

مگر یہ تمام کامیابیاں صرف دنیوی کامیابیاں ہیں جو کہ جلد ختم ہو جانے والی ہیں، اصل کامیابی تو آخرت کی کامیابی ہے، اصل کامیابی دنیا سے ایمان سلامت لے کر جانا ہے۔ اصل کامیابی قبر کے سوالات کے صحیح جوابات دینا ہے، اصل کامیابی قبر کے عذاب سے بچ جانا ہے، اصل کامیابی قیامت کی گرمی سے بچ جانا ہے، اصل کامیابی قیامت کے عذابات سے بچ جانا ہے، اصل کامیابی نامۂ اعمال کا سیدھے ہاتھ میں مل جانا ہے، اصل کامیابی قیامت کے حساب و کتاب میں کامیاب ہونا ہے، اصل کامیابی پل صراط سے امن کے ساتھ گزر جانا ہے، اصل کامیابی مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شفاعت کا مل جانا ہے، اصل کامیابی و کامرانی تو اللہ پاک کی بارگاہ میں سرخرو ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی میں راحت پانا ہے۔ اے عاشقانِ رسول! اصل کامیابی وہ

ہے جس کو اللہ الرحمٰن نے اپنے قرآن میں بیان فرمایا ہے: چنانچہ پارہ ۴، سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۸۵ میں ارشاد ہوا:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ (پ ۴، آل عمران، ۱۸۵)

ترجمۂ کنزالایمان: ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے تو قیامت ہی کو پورے ملیں گے، جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا (یعنی کامیاب ہوا) اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے۔

پس جو اللہ پاک کی رضا حاصل کر کے تمام عذابات اور دوزخ سے بچا کر، مغفرت و بخشش کا پروانہ لیے جنت میں داخل ہوا اصل میں وہی کامیاب ہے۔ لہٰذا بخشش و مغفرت کی دعا کرتے اور دوسروں سے کرواتے رہنا چاہیئے، کہ یہ ہمارے اسلاف کا طریقہ رہا ہے چنانچہ

امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ مدینے شریف میں بچوں سے فرمایا کرتے: بچو! دُعا کرو عمر بخشا جائے، عمر کی مَغْفِرَت ہو جائے۔ (فضائلِ دُعا، ص ۱۱۲)

اللہ اکبر! اللہ کریم فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کی اس ادا کے صَدقے ہم سب کی مَغْفِرَت فرمائے۔ بہر حال بچوں سے دُعائے مَغْفِرَت کے الفاظ کہلوانے چاہیے اگرچہ بچوں کو دُعائے مَغْفِرَت کی سمجھ نہ بھی آئے۔ دُعائے مَغْفِرَت کے معنٰی تو بچے تو بچے بڑے بھی نہیں سمجھتے ہوں گے۔ مغفرت کے معنٰی ہیں: یا اللہ! تُو اس کے گناہ مُعاف کر دے، اس کے گناہ بخش دے۔

اے عاشقانِ رسول! بخشش و مغفرت کی دعا کرتے اور کرواتے رہنا چاہیئے لیکن ہماری اپنی دعا یا دوسرے کی دعا قبول ہو جائے اس کی کوئی گارنٹی نہیں، اسی طرح اگر کوئی ہمارے لیے مغفرت کی دعا کرے تو کتنی دیر؟ چند سکینڈ، چند منٹ، چند گھنٹا، چند دن، بس اور زیادہ سے زیادہ اپنی موت تک، مرنے کے بعد تو کوئی کسی کے لیے دعا نہیں کر سکتا بلکہ مردہ خود دوسروں کی دعاؤں کا محتاج رہتا ہے۔

لیکن کیا میں آپ کو ایک ایسا عمل نہ بتاؤں جس سے آپ کے لیے بخشش و مغفرت کی دعا ایک دن، ایک مہینہ، ایک سال نہیں بلکہ ہزاروں سال تک ہوتی رہے، مرنے کے بعد بھی ہوتی رہے، بغیر وقفہ، بغیر رکے ہر لمحہ ہر گھڑی ہوتی رہے، دم بدم ہوتی رہے، کوئی عام آدمی نہیں، جنات نہیں، حیوانات نہیں بلکہ اللہ پاک کے معصوم فرشتے جو نہ کھاتے ہیں۔ نہ پیتے ہیں، نہ سوتے ہیں، جن کی عمروں کا ہم اور آپ اندازہ بھی نہیں لگا سکتے، جو گناہوں سے پاک وصاف ہیں ہر وقت اللہ کے ذکر میں مشغول و مصروف رہتے ہیں وہ ہمارے لیے بخشش و مغفرت کی دعا کرتے رہیں۔

اللہ اکبر! وہ کیسا عمل ہو گا جس کا بدلہ اتنا بڑا ہے۔ آیئے میں آپ کو وہ عمل بتاتا ہوں، یہ عمل ایسا ہے جو روزانہ نہیں کرنا، ہفتے میں نہیں کرنا، مہینے میں نہیں کرنا، سال میں نہیں کرنا بلکہ عمر میں صرف ایک بار کرنا ہے، جب آپ اس کو کرلیں گے تو اس وقت سے صبحِ قیامت تک اللہ کے معصوم فرشتے آپ کے لیے بخشش و مغفرت کی دعا کرتے رہیں گے۔ چنانچہ میرے شیخِ

طریقت، امیرِ اہلسنت، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری اپنے رسالے **"ضیائے درود وسلام"** میں لکھتے ہیں:

تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالی شان ہے: جس نے کتاب میں مجھ پر دُرُودِ پاک لکھا، جب تک میرا نام اس میں رہے گا فرشتے اس کے لئے اِستِغْفار (یعنی بخشش کی دُعا) کرتے رہیں گے۔

(معجم اوسط، باب الالف من اسمہ احمد، ۱/۴۹۷، حدیث: ۱۸۳۵)

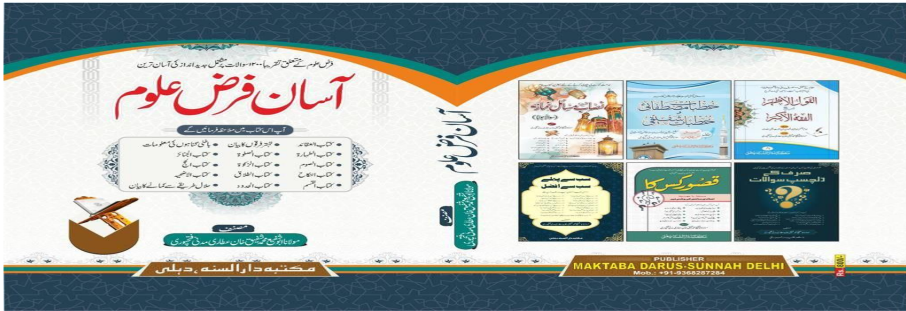
سبحٰن اللہ !اے عاشقانِ اہلبیت! آج محفل سے جانے کے بعد ایک کاپی لیجئے گا اور اس میں اپنے نبی، اللہ کے آخری نبی، محمدِ عربی ﷺ کا نام بلکہ یہ الفاظ لکھ لیں "صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد" اور پھر اس کاپی کو سنبھال کر رکھ دیں، جب تک اس کاپی میں اللہ کے آخری نبی ﷺ کا نام مبارک لکھا رہے گا اللہ کے معصوم فرشتے آپ کے لیے بخشش کے دعا کرتے رہیں گے۔

اے عاشقانِ رسول! ذرا اپنے نبی ﷺ کی عطا پر غور تو کیجیے کہ آپ ﷺ اپنے امتیوں کا خیال رکھتے ہوئے یہ عمل عطا فرمایا ہے، آج کل تو اولاد بھی مرنے کے بعد چند بار ایصالِ ثواب کر کے بھول جاتی ہے، جس اولاد کو زندگی بھر خون پسینے کی کمائی کھلاتے رہے، جس کی ہر خواہش پوری کی، جس کو مال دیا، جس کو گھر بار دیا، چھوٹے سے بڑا کیا، اتنے احسانات کرنے کے بعد ہماری اولاد تیجہ، دسواں، بیسواں، چالسواں اور برسی کر کے اپنے کاموں میں مشغول ہو کر ہمیشہ کے لیے بھول جائے گی۔

لیکن یہ عمل کیا ہوا ہو گا تو ہمارے مرنے کے سیکڑوں ہزاروں سال بعد جب تک اس کاغذ کے ٹکڑے میں محمد رسول اللہ ﷺ کا نامِ مبارک محفوظ رہے گا بخشش و مغفرت کی دعا ہوتی رہے گی۔ چاہے ہم کھا پی رہے ہوں یا کام کر رہے ہوں، بیٹھے ہوں یا کھڑے ہوں، چل رہے ہوں یا رکے ہوئے ہوں، گھر میں ہوں یا باہر ہوں، صحتمند ہوں یا بیمار، یہاں تک کی جگ رہے ہوں یا سو رہے ہوں، ہر وقت، ہر گھڑی، ہر لمحہ مغفرت کی، بخشش کی دعا ہوتی رہے گی۔ ان شاء اللہ

تیرے کرم سے اے کریم مجھے کون سی شے ملی نہیں
جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں
خدا کے بعد محمد کا نام لیتے رہو
ہر ایک کام میں برکت درودِ پاک سے ہے
درودِ پاک ہی خاکی کا کل اثاثہ ہے
یہ ساری دولت و ثروت درودِ پاک سے ہے

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب!　　　صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد



مختلف چیزوں کی حکمت

آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...اللہ پاک کا قسم یاد فرمانے کی حکمت
☆...لوگوں کے مختلف رنگوں کے ہونے کی حکمت
☆...روح کو ملک الموت کے نکالنے کی حکمت
☆...پیشانی کو پیشانی کہنے کی حکمت
☆... مچھلی کو ذبح نہ کرنے کی حکمت
☆...ماں کی اپنی اولاد سے زیادہ محبت کرنے کی حکمت
☆...جانوروں کے حلال و حرام ہونے کی حکمت
☆...مرد کو طلاق کا مالک بنانے کی حکمت
☆...حد قائم کرنے کی حکمت
☆...کفار سے نکاح حرام ہونے کی حکمت
☆...ختنہ کرنے کی حکمت
☆...اولیائے کرام کے تذکرے ہونے کی حکمت
☆...اسلام کے آنے کی حکمت
☆...کلمۂ طیبہ کہنے کی حکمت
☆...بزرگوں کی وفات کو عرس کہنے کی حکمت
☆...ہر امت میں ولی ہونے کی حکمت
☆...زنا کے حرام ہونے کی حکمت
☆...کھچڑے کو حلیم نہ کہنے کی حکمت
☆... مصیبت پہنچنے کی حکمت
☆...نکاح میں گواہوں کی حکمت
☆...امت کی بھول چوک معاف ہونے کی حکمت
☆...جنات کو جن کہنے کی حکمت
☆...خوشی کم، غم زیادہ ملنے کی حکمت
☆...دنیوی زندگی کو قلیل کرنے کی حکمت

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ اللَّطِیۡفِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الشَّفِیۡقِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہ　　　　وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصۡحَابِکَ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہ

مختلف چیزوں کی حکمت

درود شریف کی فضیلت

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ الۡعَالِیَہ اپنی کتاب "**گھریلو علاج**" میں تحریر فرماتے ہیں: مدینے کے سلطان، رحمتِ عالمیان، سرورِ ذیشان، محبوبِ رحمٰن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: **جو مجھ پر ایک دن میں ایک ہزار بار دُرُودِ پاک پڑھے گا وہ اُس وقت تک نہیں مرے گا جب تک جنّت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے۔** (الترغیب والترھیب، الحدیث: ۲۵۹۱، ج۲، ص۳۲۶)

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب !　　　　صلّی اللّٰہُ تعالیٰ علیٰ محمّد

اللہ پاک کا قسم یاد فرمانے کی حکمت

سوال: اللہ تعالی نے قرآنِ پاک میں دیگر چیزوں کی قسم کیوں اٹھائی ہے؟

جواب: اللہ تعالٰی جب اپنی ذات وصفات کے علاوہ کسی شَے کی قسم اٹھاتا ہے تو وہ اس لئے نہیں ہوتی کہ وہ شے (معاذاللہ) اللہ تعالٰی سے عظیم ہے، بلکہ حکمت یہ ہوتی ہے کہ اس چیز کو وہ شرف و عظمت نصیب ہو جائے جس کی وجہ سے عام لوگوں پر اس کا امتیاز قائم ہو اور لوگ محسوس کریں کہ یہ شے بنسبت دوسری چیزوں کے نہایت عظیم ہے نہ کہ وہ معاذاللہ بنسبت اللہ تعالٰی کے عظیم ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد ۵ ص ۵۵۸)

لوگوں کے مختلف رنگوں کے ہونے کی حکمت

سوال: مختلف رنگ کے لوگ کیوں ہوتے ہیں؟

جواب: ترمذی شریف کی حدیثِ پاک ہے حضرتِ سیِّدُنا ابو مُوسٰی اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو ایک مٹھی (مٹی) سے پیدا کیا جو تمام روئے زمین سے لی گئی، لہٰذا اولادِ آدم زمین کے مطابق آئی (کہ مٹیاں مختلف تھیں لہٰذا انسانوں کی صورتیں اور سیرتیں بھی مختلف ہوئیں)، ان میں سرخ وسیاہ، سفید و درمیانے (یعنی سانولے یا سفیدی سرخی سے مخلوط)، نرم وسخت اور پلید و پاک ہیں۔

(ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ البقرۃ، ۴/ ۴۴۴، حدیث: ۲۹۶۵)

مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **مراٰۃ المناجیح، جلد ۱، صفحہ ۱۰۸** پر اس کے تحت فرماتے ہیں: اس طرح کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے ہر قسم کی زمین سے تھوڑی تھوڑی مٹی حاصل کی اور اس کو ہر قسم کے پانی میں گوندھا۔ چونکہ مٹیاں مختلف تھیں لہٰذا انسانوں کی صورتیں اور سیرتیں بھی مختلف ہوئیں جیساکہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام انسانوں کے اجزائے اصلیہ آدم علیہ السلام میں موجود تھے، جیسے تمام کی روحیں آپ کی پشت میں تھیں، انبیائے کرام کے اصلی اجزاء نورانی تھے دوسروں کے ظلمانی، حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو نوراللہ اس واسطے کہا جاتا ہے کہ آپ کی روح بھی نور ہے اور جسم بھی نورانی، ورنہ صرف روح تو سب کی نور ہے۔

سانولے یا سفیدی سرخی سے مخلوط یعنی جن کی خلقت میں سفید مٹی کے اجزاء غالب آ گئے وہ سفید ہو گئے، کالی مٹی کے اجزاء جن میں غالب آئے وہ کالے، جہاں دونوں برابر رہے وہ سانولے یا سرخ سفید۔(مراۃ المناجیح ج۱، ص۱۱۱)

روح کو ملک الموت کے نکالنے کی حکمت

سوال: روح کو ملک الموت ہی کیوں نکالتے ہیں؟

جواب: مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی **مراٰۃ المناجیح، جلد ۱، صفحہ ۱۰۸** پر اس کے تحت فرماتے ہیں: اس طرح کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے ہر قسم کی زمین سے تھوڑی تھوڑی مٹی حاصل کی اور اس کو ہر قسم کے پانی میں گوندھا چونکہ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے ہی یہ مٹی اٹھائی تھی، اس لیے جان نکالنے کا کام بھی انہیں کے سپرد کیا، تاکہ زمین کی امانت وہی واپس کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے بندوں کے کام رب کی طرف منسوب ہوتے ہیں، دیکھو مٹی جمع کرنے والے حضرت ملک الموت ہیں مگر فرمایا گیا رب تعالیٰ نے جمع فرمائی۔(مراۃ المناجیح ج۱، ص۱۱۱)

پیشانی کو پیشانی کہنے کی حکمت

سوال: پیشانی کو پیشانی کیوں کہتے ہیں؟

جواب: مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی مراٰۃ المناجیح، جلد ۶، صفحہ ۲۴۴ پر لکھتے ہیں: انسان کی تقدیر اس کی عمر اس کی پیشانی میں لکھی ہوتی ہے اس لیے اسے پیشانی کہتے ہیں یعنی پیش آنے والی چیز۔(مراۃ المناجیح ج۶، ص ۲۴۴۔۲۴۵)

مچھلی کے ذبح نہ کرنے کی حکمت

سُوال: مچھلی بغیر ذبح کھائی جاتی ہے اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب: میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مچھلی اور ٹِڈّی میں خون ہوتا ہی نہیں کہ اس کے اِخراج (یعنی خارج کرنے) کی حاجت ہو، غیر دَمَوی (یعنی جس میں خون نہ ہو) جانوروں میں ہمارے یہاں صِرف یہی دو حلال ہیں لہٰذا صِرف یہی بے ذَبح کھائے جاتے ہیں۔ شافِعِیَّہ وغیرہُم کے نزدیک کہ اور دریائی جانور بھی کُل یا بعض حلال ہیں وہ انہیں بھی بے ذَبح جائز جانتے ہیں کہ دریا کے کسی جانور میں خون نہیں ہوتا۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۲۰ ص ۳۳۵)

مردے کو ماں کے نام کے ساتھ پکارنے کی حکمت

سوال: مردے کو اس کے ماں کے نام سے پکارنے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: مُردے کو قبر میں جب تلقین کرتے ہیں یا کسی کا استخارہ وغیرہ کرتے ہیں تو ماں کا نام کیوں لیتے ہیں؟ مثلاً: زید بن فاطمہ۔ نیز قیامت میں بھی لوگوں کو ماں کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا۔ اس میں کیا حکمت ہے؟

اس کے متعلق مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: بعض روایات میں ہے کہ قیامت میں انسانوں کو ان کی ماں کے نام سے پکارا جائے گا۔ غالبًا اس میں حکمت یہ ہوگی کہ حرام لوگ رسوا نہ ہوں یا حضرتِ عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کے اظہارِ شرافت کے لئے یا حضرت حسن و حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی عظمت کے اظہار کے لئے کہ

حضرت فاطمہ زہرا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کی طرف نسبت سے ان کو حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نسبت کا شرف حاصل ہو جائے۔

اور ایک روایت میں ہے: حضرتِ سیّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "تم بروزِ قیامت اپنے اور اپنے والد کے ناموں سے پکارے جاؤ گے لہٰذا اپنے نام اچھے رکھا کرو۔"

(ابو داود، کتاب الادب، باب فی تغییر الاسماء، ۴/ ۳۷۴، حدیث:۴۹۴۸)

مگر ان روایات میں تعارض نہیں قیامت کے اوّل وقت ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا بعد میں باپوں کے نام سے یا سب کے سامنے ماں کے نام سے پکارا جائے گا اور تنہائی میں باپ کی نسبت سے یا یہاں اباء سے مراد اُمہات ہیں کہ بہت دفعہ ماں باپ کو ایک دوسرے کے نام سے یاد کر دیتے ہیں۔(مراٰۃ المناجیح، جلد ۶، صفحہ ۴۱۷)

ماں کی اپنے اولاد سے محبت کی حکمت

سوال: باپ کے مقابلے میں ماں اپنی اولاد سے زیادہ محبت کیوں کرتی ہے؟

جواب: باپ کے مقابلے میں ماں اپنی اولاد سے زیادہ محبت کرتی ہے۔ اس کی یہ حکمت بیان کی گئی ہے کہ محبت کا تعلق دل سے ہے، اور بچہ مرد و عورت کی منی سے بنتا ہے، اور مرد کی منی اس کے پشت (یعنی پیٹھ) کے پاس ہوتی ہے جو کہ دل سے کافی دور ہے جبکہ عورت کی منی چھاتی کے پاس ہوتی ہے جو کہ دل سے قریب ہے۔ پس جس کی منی دل سے قریب ہے وہ

اپنی اولاد سے زیادہ محبت کرتی ہے اور جس کی منی دل سے دور ہے وہ اپنی اولاد سے کم محبت کرتا ہے۔

مچھلی کے نہ بولنے کی حکمت

سوال: مچھلی کے نہ بولنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: اس کی حکمت رب العزّت ہی جانتا ہے۔ مکاشفۃ القلوب"میں اِس کی یہ **عجیب و غریب حکمت** لکھی ہے: "اللہ تعالی نے تمام جانوروں کو زَبان سے مشرَّف فرمایا ہے مگر مچھلی کو محروم کیا گیا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ سیِّدُنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کی وجہ سے جب شیطان لعین کی شکل بگاڑ کر زمین پر پھینک دیا گیا تو اِس نے سَمُندر کا رُخ کیا، اِسے سب سے پہلے **مچھلی** نظر آئی، شیطان نے سیِّدُنا آدم علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ سناتے ہوئے یہ بھی کہا کہ وہ خشکی اور پانی کے جانوروں کا شکار کریں گے۔ **مچھلی** نے تمام دریائی جانوروں میں یہ بات پھیلا دی اِس وجہ سے اِسے **بولنے کی صَلاحیَّت** سے محروم کر دیا گیا۔

(مُکاشَفۃُ القُلوب ص ۷۱)

جانوروں کے حلال و حرام ہونے کی حکمت

سوال: جانوروں کے حلال و حرام ہونے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: بعض جانور حلال ہیں اور بعض حرام ہیں اس میں کیا حکمت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ: انسان جو غذا کھاتا ہے وہ اس کا جُزوِ بدن بن جاتی ہے اور اس کے اخلاق وعادات میں اس کے اَثرات ظاہِر ہوتے ہیں۔ شریعتِ مطہرہ نے بعض جانوروں کو حرام فرما کر ان کے

گوشت کھانے سے منع فرمایاہے تاکہ ان جانوروں میں پائی جانے والی مذموم صفات انسان میں پیدا نہ ہوں۔ چنانچہ صَدرُ الشَّریعہ ،بَدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: گوشت یا جو کچھ غذا کھائی جاتی ہے وہ جُزوِ بدن ہو جاتی ہے اور اس کے اَثرات ظاہِر ہوتے ہیں اور چونکہ بعض جانوروں میں مذموم صِفات پائے جاتے ہیں ان جانوروں کے کھانے میں اندیشہ ہے کہ اِنسان بھی ان بُری صفتوں کے ساتھ مُتَّصِف ہو جائے لہٰذا انسان کو ان کے کھانے سے منع کیا گیا۔(بہارِ شَریعت، ج۳، ص ۳۲۳)

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: غذا کا اثر بھی دل پر پڑتا ہے۔ سوَر کھانا شریعت نے اسی لے حرام فرمادیا کہ اس سے بے غیرتی پیدا ہوتی ہے کیونکہ سوَر بے غیرت جانور ہے اور سوَر کھانے والی قومیں بھی بے غیرت ہوتی ہیں جس کا تجربہ ہورہاہے اگر چیتے یا شیر کی چربی کھائی جائے تو دل میں سختی اور بربریت پیدا ہوتی ہے چیتے اور شیر کی کھال پر بیٹھنا اسی لئے منع ہے کہ اس سے غرور پیدا ہوتا ہے، غرضیکہ ماننا پڑے گا کہ غذا اور لباس کا اثر دل پر ہوتا ہے تو اگر کافروں کی طرح لباس پہنا گیا یا کفار کی سی صورت بنائی گئی تو یقیناً دل میں کافروں سے محبت اور مسلمانوں سے نفرت پیدا ہو جاوے گی غرضیکہ یہ بیماری آخر میں مہلک ثابت ہو گی اس لئے حدیثِ پاک میں آیا ہے:"مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ جو کسی دوسری قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ ان میں سے ہے۔"

(اسلامی زندگی، ص۸۶، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

عورت کو حیض آنے کی حکمت

سوال: عورت کو حیض آنے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: بالِغہ عورت کے بدن میں فطرتاً ضرورت سے کچھ زیادہ خون پیدا ہوتا ہے تاکہ حَمل کی حالت میں وہ خون بچّے کی غذا میں کام آئے اور بچّے کے دودھ پینے کے زمانے میں وہی خون دودھ ہو جائے اگر ایسانہ ہو تو حَمل اور دودھ پلانے کے زمانے میں اِس کی جان پر بن جائے یہی وجہ ہے کہ حَمل اور ابتدائے شِیر خوارگی (یعنی دودھ پلانے) میں خون نہیں آتا اور جس زمانہ میں نہ حَمل ہو اور نہ دودھ پلانا تب وہ خون اگر بدن سے نہ نکلے تو قسم قسم کی بیماریاں ہو جائیں۔ (بہار شریعت ج۱، ص۳۷۱)

مرد کو طلاق کا مالک بنانے کی حکمت

سوال: طلاق دینے کا حق شوہر کو کیوں دیا گیا؟ اس کی کیا حکمت ہے؟

جواب: طلاق سے متعلق اسلام کے اس معتدل اور عدل و انصاف پر مبنی فطری نظام میں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہونا چاہیئے کہ طلاق کا حق صرف شوہر کو کیوں دیا گیا، عورت کو کیوں نہیں دیا گیا؟ اس لئے کہ اس سوال کا منشا یہ ہے کہ نعوذ باللہ اسلام نے طلاق کا حق صرف مردوں کو دے کر عورت کے ساتھ ناانصافی کا معاملہ کیا ہے، حالانکہ اسلام میں طلاق کا نظام عین عدل اور انصاف کے مطابق ہے، اُس نظام کو اگر اسی طرح برتا جائے، جیسا شریعت کا منشاء ہے، تو یہ سوال پیدا ہی نہیں ہو گا۔ تاہم اُن لوگوں کے لئے جو احکامِ اسلام کے مصالح اور حکمتوں کو ناقص عقل انسانی کے زاویہ سے دیکھنا چاہتے ہیں، نیز بعض اُن لوگوں کے لئے بھی،

جن کو شریعت کے ہر حکم پر مکمل بصیرت اور انشراح ہے، لیکن وہ مزید اطمینان حاصل کرنا چاہتے ہیں؛ ہم اس کی ایک اہم حکمت پیش کرتے ہیں۔

طلاق کا حق مرد کو دیا جانا مرد کے مزاج و طبیعت کے موافق ہے، اس کے بر خلاف عورت کو یہ حق ملنا خود اُس کی فطری شرم و حیا اور مزاج و طبیعت کے خلاف ہے، اس لئے کہ اس حق کا صحیح استعمال کرنے کے لئے بہت سی اُن صفات کا ہونا ضروری ہے، جن صفات میں اللہ تعالی نے مردوں کو عورتوں کے مقابلے میں ایک گونہ فوقیت عطا فرمائی ہے، مثلاً: طاقت و قوت، جرأت وہمت، خود اعتمادی، دوسروں سے متاثر نہ ہونا، زبان پر قابو رکھنا، دور اندیشی، جلد بازی اور جذباتیت سے بچنا، یہ اور ان کے علاوہ بہت سی صفات ہیں، جن میں اللہ تعالی نے مردوں کو عورتوں کے مقابلے میں عام طور پر فوقیت عطا فرمائی ہے، دوسری طرف اللہ تعالی نے عورتوں کو بھی مردوں پر بہت سی صفات اور خوبیوں میں فوقیت عطا فرمائی ہے، مثلاً: الفت و محبت، رحم دلی اور نرمی، تحمل و برداشت۔ مرد اور عورت کے اِس طبعی فرق کو ساری دنیا کے سمجھدار لوگ تسلیم کرتے ہیں، اس لئے کہ نظامِ عالم کے متوازن طریقہ پر چلنے کے لیے مرد اور عورت کے درمیان اس فطری فرق کا ہونا لازمی اور ضروری ہے۔

حقِ طلاق بھی اسی لئے مردوں کو دیا گیا کہ اُن کے اندر اللہ کی طرف سے ودیعت کی جانے والی مذکورہ بعض خصوصی صفات کی بنا پر عورتوں کی بہ نسبت اس حق کو صحیح استعمال کرنے کی صلاحیت اور اہلیت زیادہ ہے، اسی لئے اگر کوئی مرد اس حق کا غلط استعمال کرتا ہے، تو شریعتِ اسلامی کی نگاہ میں وہ سخت مجرم اور نافرمان سمجھا جاتا ہے کیونکہ اُس نے صلاحیت اور اہلیت کے

باوجود جان بوجھ کر اپنے حق سے غلط فائدہ اٹھایا۔ یہ حکمت ہم نے مثال کے طور پر پیش کر دی ہے، علمائے کرام نے اس کی اور بھی حکمتیں بیان کی ہیں، جن کا ذکر ہم یہاں ضروری نہیں سمجھتے بلکہ یہاں پر ہم خاص طور پر اپنے مسلمان بھائیوں کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ شریعت اسلامی اللہ کا وہ پسندیدہ مذہب ہے، جو ہر اعتبار سے کامل و مکمل کر دیا گیا ہے اور اس مذہب کا ہر حکم اپنے اندر ہزار ہا ہزار حکمتوں اور مصلحتوں کو لئے ہوئے ہے، ایک مسلمان کی بندگی اور عبدیت کی اصل شان یہ ہے کہ وہ ہر حکم الٰہی کو فکری اور عملی طور پر محض اس بنیاد پر تسلیم کرے کہ یہ ساری دنیا کے مالک و خالق، بندوں کے مشفق و محسن، بندوں کی مصلحتوں اور فائدوں کو اُن سے زیادہ جاننے والے، غیب کے بھیدوں سے واقف اور کائنات کے نظام کو چلانے والے ایک معبود حقیقی کا حکم ہے۔ حکم اِلٰہی کی گہرائیوں اور اُس کی حقیقی حکمتوں کا انسان کی ناقص عقل کے ذریعہ پورے طور پر ادراک نہیں کیا جاسکتا۔ بندگی کی یہ شان ایک مسلمان کے ایمان کا اعلیٰ مقام ہے۔

حد قائم کرنے کی حکمت

سوال: حد کیا ہے؟ اور اس کو قائم کرنے کی کیا حکمت ہے؟

جواب: حد ایک قسم کی سزا ہے جس کی مقدار شریعت کی جانب سے مقرر ہے کہ اس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ اور حد قائم کرنے کی حکمت لوگوں کو ایسے کام سے باز رکھنا ہے جس کی یہ سزا ہے اور جس پر حد قائم کی گئی وہ جب تک توبہ نہ کرے محض حد قائم کرنے سے پاک نہ ہو گا۔ (''الدر المختار'' و''رد المحتار''، کتاب الحدود ج ٦، ص ٥)

جہاد کرنے کی حکمت

سوال: اسلام میں جہاد کیوں رکھا گیا یہ تو وحشیانہ کام ہے۔ خونریزی اور امن برباد کرنے میں کیا فائدہ ہے؟

جواب: جہاد میں بہت حکمتیں ہیں۔ چند حسب ذیل ہیں جن کا وجود امن کے لیے خطرہ ہو۔ ان کو دبادینا یا مٹا دینا گویا امن قائم کرتا ہے۔ حکومتیں بدمعاشوں کو سزائیں دیتی ہیں تاکہ نیک لوگ امن سے رہیں کھیت سے گھاس دور کی جاتی ہے۔ تاکہ فصل کو ضعف نہ پہنچے گلا سڑا عضو کاٹ دیا جاتا ہے تاکہ تندرست عضو کو خراب نہ کرے کفار دنیا کے لیے گویا گھاس یا جسم درست میں خراب عضو ہیں۔ مرد مومن گویا فصل یا تندرست جسم ہے۔ ان کو مغلوب کرنا نیکوں کو امن دینا ہے، جہاد سے قومی قوت پیدا ہوتی ہے جس سے قوم باعزت زندگی بسر کر سکتی ہے۔ جہاد سے عبادات کی آزادی حاصل ہوتی ہے تلوار کے سایہ میں مسجدیں قائم اور اسلامی احکام جاری ہو سکتے ہیں، تلوار قرآن کا راستہ صاف کرتی ہے اور قرآن تلوار کو بے محل چلنے سے روکتا ہے جیسے تندرستی کے لیے بیماری کے اسباب دور کرنا لازم ہے۔ ایسے ہی دینی قوت کے لیے غلبہ کفر مٹانا ضروری ہے۔ (اسرار الاحکام ص)

کفار سے نکاح حرام ہونے کی حکمت

سوال: مسلمان کا نکاح کفار سے کیوں نہیں ہو سکتا۔ جب ان سے تجارت کر سکتے ہیں، تو نکاح بھی ہونا چاہیے؟

جواب: اس لیے کہ نکاح کا مقصد گھر کی آبادی ہے۔ یہ جب ہی ہوگی جب زوجین کے دل ملے ہوں اختلاف دین کی وجہ سے آپس میں نفرت ہوگی جس سے گھر کی بربادی لازمی ہے۔

(اسرار الاحکام ص)

ختنہ کرنے کی حکمت

سوال: اسلام میں ختنہ کیوں رکھا گیا ہے؟

جواب: چند وجہ سے ایک یہ سنت ابراہیمی اور سنت نبوی ہے ختنہ نہ ہونے سے بہت سی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ختنہ بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔ اس لیے ڈاکٹر بعض بیماریوں میں ہندوؤں کا ختنہ کرا دیتے ہیں۔ ختنہ کی کھال باقی رہنے سے اس جگہ خارش سی ہوتی ہے اور وہ خارش جلن کی عادت پیدا کرتی ہے۔ جس سے ہزارہا بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ ختنہ والے کی عورت بہت کم بد چلن ہوگی ختنہ سے اولاد قوی پیدا ہوتی ہے حضرت اسماعیل کی قربانی قبول ہوئی بدلہ میں دنبہ ذبح کرایا اور بدن کا ایک حصہ یعنی ختنہ کی کھال کٹوادی گئی۔ یہ ختنہ گویا بدن انسانی کی قربانی ہے۔ (اسرار الاحکام ص)

والدین کی عظمت پر مختصر کلام

سوال: اللہ پاک نے اپنی عبادت کے بعد ماں باپ سے حسنِ سلوک کرنے کو کیوں بیان کیا؟

جواب: اللہ عزوجل قرآنِ پاک کے پارہ ۱، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۸۳، میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ لَا تَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰہَ۟ وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا۔

ترجمۂ کنز الایمان: اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔

یہ آیت کریمہ جو آپ نے ابھی سنی سورۂ بقرہ کی ۸۳ ویں آیت پاک ہے، اور اس آیتِ پاک میں ایک بات قابلِ غور ہے، کہ اس میں اللہ تبارک وتعالی نے اپنی عبادت کے ساتھ ساتھ والدین کے ساتھ بھلائی اور ان کی اطاعت کا ذکر ایک ساتھ فرمایا ہے کہ: کسی کو نہ پوجو اللہ کے سوا، اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔

ایک سوال

اب یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی عبادت کے ساتھ ماں باپ کی اطاعت کو کیوں بیان فرمایا؟ حالانکہ اللہ عزوجل کے بعد نبی کا مرتبہ ہوتا ہے، لہذا اللہ تعالی اپنی عبادت کے بعد نبی کی اطاعت کو بیان فرماتا، لیکن نبی کی اطاعت کے بجائے ماں باپ کی اطاعت کو اپنی عبادت کے ساتھ بیان فرمایا، اس کی کیا وجہ ہے؟

سوال کا جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی کئی وجوہات ہیں جس کی بناء پر اللہ عزوجل نے اپنی عبادت اور والدین کے ساتھ بھلائی کو جمع فرما ہے۔

بارہ وجوہات

چنانچہ اللہ عزوجل نے جو والدین کے حق کو اپنے حق کے ساتھ بیان فرمایا ہے اس کی وجوہات تفسیرِ نعیمی میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمتہ اللہ القوی نے درج فرمائی ہے جن کی تعداد بارہ ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

پہلی وجہ

اللہ عزوجل کی جو نعمتیں ہم دیکھ رہے ہیں وہ ہماری پیدائش کے بعد ہیں اور ماں باپ ہماری پیدائش کا سبب ہیں، لہذا رب عزوجل کی نعمتوں کا پہلا واسطہ ہمارے ماں باپ ہیں اسی وجہ سے اللہ تعالی کے بعد ماں باپ کا احسان ہے۔

دوسری وجہ

اللہ کی شانِ کریمی ہے کہ اس کا اپنے بندوں کو پالنا بلا حرص و طمع ہے، ایسے ہی ماں باپ بھی اللہ عزوجل کی عطا سے بغیر لالچ، بغیر طمع کے اولاد کی پرورش کرتے ہیں۔

پہلا وسوسہ: یہاں کسی کے ذہن میں یہ وسوسہ آسکتا ہے کہ: ماں باپ کو اپنی اولاد سے یہ امید ہوتی ہے کہ اولاد کمائے گی، کما کر کھلائے گی، بڑھاپے کا سہارا بنے گی، اس لئے ماں باپ اپنی اولاد کی پرورش کرتے ہیں۔

جوابِ وسوسہ: تو مجھے یہ بتائیں کہ کیا ماں باپ کو نہیں پتا کہ کتنی اولاد کماتی اور کتنی کھلاتی ہے؟ ماں باپ کو سب پتا ہے، اچھا: ماں باپ کو کما کر کون سی اولاد کھلاتی ہے؟ وہی نا، جو اولاد اچھی ہو، ذہن ان کا تیز ہو، تندرست ہو، معذور نہ ہو۔ لیکن جو اولاد معذور ہے، تو کیا ماں باپ معذور بچے کی پرورش نہیں کرتے؟ کیا معذور بچے کو نہیں پالتے؟ کیا گونگے بچوں کو ماں باپ نہیں پالتے؟ کیا ماں باپ لنگڑے لولے بچوں کو نہیں پالتے؟ بلکہ بعض بچے ایسی ایسی بیماری لیکر پیدا ہوتے ہیں کہ پیدا ہوتے ہی ماں باپ کے اوپر ایسا بوجھ بن جاتے ہیں کہ ماں باپ کو اپنے بچے کی جان بچانے کے لئے لاکھوں روپے کے اخراجات اٹھانے پڑتے ہیں۔

کیا آپ نہیں جانتے ؟کتنے بچے ایسے پیدا ہوتے ہیں کہ پیدا ہوتے ہی مسلسل خون چڑھتا رہتا ہے،اب وہ بچہ اتنا سا ہی تو ہے، آخر ماں باپ اس بچے کو زندہ رکھنے کے لئے، اس کی حیات کی جستجو کے لئے لاکھوں لاکھ روپے خرچ کر دیتے ہیں۔

آج کل تو بچے شوگر کی بیماری لے کے پیدا ہوتے ہیں، آج کل کے بچوں کو پیدائشی بیماریاں لاحق ہو رہی ہیں، پھر کتنے بچے ایسے ہوتے ہیں کہ پیدا ہو گئے، پیدا ہونے کے بعد ان کے علاج ہوئے، مگر جب ماں باپ کے ہاتھ میں وہ بچہ آتا ہے تو معذور آتا ہے،ڈاکٹر کہتے ہیں یہ بچہ کبھی بول نہیں سکے گا،ڈاکٹر کہتے ہیں یہ کبھی سوچ نہیں سکے گا،اس کی عقل ختم ہو چکی ہے یعنی وہ پاگل ہو چکا ہے۔

تو کیا ماں باپ ایسے بچے کو نہیں پالتے ؟کیا ان کی پرورش نہیں کرتے ؟کون سی طمع ہے ،کون سی لالچ ہے، جڑواں بچے، چپکے ہوئے بچے پیدا ہوتے ہیں،بظاہر ماں باپ کے لئے یہ کسی کام کے نہیں ہوتے، اگر لالچ و طمع کی بات ہوتی تو ماں باپ ان بچوں کو نہ پالتے، ان کو زندہ رکھنے کے لئے ہزاروں جتن نہ کرتے۔

لیکن ہم معاشرے میں دیکھتے ہیں کہ ماں باپ ایسی اولاد کی زیادہ خدمت کرتے ہیں، ان کی دیکھ بھال زیادہ کرتے ہیں، ان سے محبت و الفت اور ہمدردی کا برتاؤ زیادہ رکھتے ہیں، کہ ان کو ہماری حاجت ہے، بلکہ جب تک ماں باپ زندہ رہتے ہیں تب تک ان کی دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں، خود بوڑھے ہو گئے ہیں، ان کو خود خدمت کی حاجت ہے مگر قربان جایئے !ماں کی ممتا ،اور باپ کی شفقت پر، ایسی حالت میں بھی اپنی اولاد کی فکر، یقیناً یہ انہی کا حصہ ہے۔

غور طلب جملہ

ایک ماں باپ دس دس بچوں کو تو پال لیتے ہیں مگر دس بچے مل کر دو ماں باپ کو نہیں پال پاتے۔ اللہ اکبر!

تو ان معذور بچوں سے ماں باپ کو کون سی امید لگی رہتی ہے؟ کون سی لالچ ہوتی ہے؟ مگر ماں باپ ان کو بھی پالتے ہیں، تو پتا چلا کہ جس طرح اللہ رب العزت عزوجل اپنے بندوں کو بغیر لالچ و طمع کے انعامات عطا کرتا ہے یوں ہی ماں باپ بھی اپنے بچوں کی پرورش بلا لالچ اور بلا طمع کرتے ہیں۔

دوسرا وسوسہ: ایک وسوسہ یہ بھی آسکتا ہے کہ ماں باپ اپنے بچوں کی پرورش اس لئے کرتے ہیں کہ انہیں اللہ عزوجل اس کا ثواب عطا فرمائے گا، لہذا ثواب کی امید اور جنت کی لالچ میں اپنے بچوں کو پالتے ہیں۔

جوابِ وسوسہ: لہذا اس وسوسے کا علاج بھی سن لیجئے: کیا کفار اپنے بچوں کو نہیں پالتے؟ وہ بھی تو اپنے بچوں کو پالتے ہیں، جو نہ جنت پر ایمان لائیں نہ دوزخ پر ایمان لائیں، کیسے کفار ہیں پھر بھی بچوں کو پالتے ہیں۔

سنئے! جانور جو مرتے ہی مٹی ہو جاتے ہیں، وہ بھی اپنے بچوں کو پالتے ہیں، تو بات سمجھ میں آئی کہ ماں باپ اپنے بچوں کو بغیر حرص و طمع و لالچ کے پالتے ہیں، اس لئے اللہ عزوجل نے ماں باپ کے حقوق کا بیان اپنے حق کے ساتھ بیان فرمایا۔

تیسری وجہ

اللہ عزوجل انسان کی پیدائش کا حقیقی موئثر ہے اور ماں باپ ظاہر موئثر ہیں۔

چوتھی وجہ

اللہ عزوجل جس طرح اپنے نافرمان بندوں پر انعام فرماتا ہے اور ان پر انعام فرماتے ہوئے ملول نہیں ہوتا، اللہ ان سے اپنی نعمتیں نہیں روکتا، اسی طرح ماں باپ بھی اپنی نافرمان اولاد پر شفقت و خیر خواہی و مہربانی کا دروازہ کبھی بند نہیں کرتے، بلکہ موت کے آغوش میں جانے تک اپنی اولاد کے حق میں مہربانی کا پہلو بچھائے رہتے ہیں۔

پانچویں وجہ

جس طرح کسی بندے کے دو خالق نہیں ہو سکتے، اسی طرح کسی اولاد کے دو ماں باپ نہیں ہو سکتے۔

چھٹی وجہ

جس طرح اللہ پاک اپنے بندوں سے حسد نہیں کرتا اسی طرح ماں باپ کو اپنی اولاد سے حسد نہیں ہوتا، یہ ماں باپ کی ہی خصوصیت ہے کوئی ایسے والدین نہیں ہیں جن کو اپنی اولاد سے حسد ہو۔

ماں باپ کبھی بھی اپنی اولاد کی ترقی میں کمی نہیں کرتے۔

ساتویں وجہ

جس طرح ہر ایک پر اللہ پاک کی عبادت کرنا لازمی و ضروری ہے اسی طرح ماں باپ کی اطاعت سارے مذہب میں ضروری ہے۔

آٹھویں وجہ

جس طرح اللہ عزوجل اپنے بندوں کے نیک اعمال بڑھاتا ہے، اسی طرح ماں باپ بھی اپنی اولاد کے مال کو بڑھاتے ہیں اور انہیں نقصان سے بچاتے ہیں۔

نویں وجہ

رب عزوجل کی اطاعت جس طرح ہر نبی و امتی شاہ و گدا سب پر فرض ہے، اسی طرح ماں باپ کی خدمت بھی ان سب پر فرض ہے۔

دسویں وجہ

اللہ عزوجل کی عبادت ہر وقت لازم، یوں ہی ماں باپ کی خدمت ہر وقت لازم، خواہ ان کی تندرستی ہو، کمزوری ہو یا ان کا بڑھاپا، ہر حال میں ماں باپ کی خدمت کرنی ضروری ہے۔

گیارہویں وجہ

اللہ عزوجل کی عبادت بدنی، مالی جانی ہر طرح سے کی جاتی ہے، اسی طرح ماں باپ کی خدمت بھی ہر طرح سے لازم قرار دی گئی ہے۔

بارہویں وجہ

جس طرح کوئی شخص یہ دعوی نہیں کر سکتا کہ میں نے اللہ عزوجل کی عبادت کا حق ادا کر دیا، یوں ہی کوئی یہ دعوی بھی نہیں کر سکتا کہ میں نے اپنے ماں باپ کی خدمت کا حق ادا کر دیا۔ (تفسیرِ نعیمی، پارہ ۱، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۸۳ کی تفسیر)

اولیائے کرام کا تذکرہ ہونے کی وجہ

سوال: ہم دیکھتے ہیں کہ اولیائے کرام کو وصال فرمائے ہوئے کئی سو سال ہو چکے ہیں مگر ان کا تذکرہ بصورتِ عرس آج تک ہو رہا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اولیائے کرام کے تذکرے ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اولیائے کرام ذاتِ باری تعالی میں فنا ہو جاتے ہیں، فنا فی اللہ کی منزل میں پہنچ جاتے ہیں، اپنا تن، من اور دھن سب کچھ

اللہ کی رضا پر قربان کر دیتے ہیں ان کا اپنا کچھ باقی ہی نہیں رہتا، ان کا جینا مرنا اللہ کے لئے ہو تا ہے، اور جو اللہ تعالی کی ذات پر فنا ہو جاتا ہے اسے بقاء مل جاتی ہے، جس طرح اللہ تعالی کا ذکر ہمیشہ رہے گا، اسی کے فیضان سے ان کا بھی ذکر ہمیشہ ہو تا رہتا ہے اور ہو تا رہے گا، نسبت جو انہیں ذاتِ باری تعالی سے ہو گئی ہے، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے نعتیہ دیوان **"دیوانِ سالک"** میں لکھتے ہیں:

تیری ذات میں جو فنا ہوا
وہ فنا سے نو کا عدد بنا
جو اُسے مٹائے وہ خود مٹے
وہ ہے باقی اس کو فنا نہیں

فنا ہو کر نو کا عدد بن جاتا ہے

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس شعر میں یہ فرما رہے ہیں کہ جو ذاتِ باری تعالی میں فنا ہو جاتا ہے تو وہ فنا ہو کر نو کا عدد بن جاتا ہے، اور نو کے عدد کو جو بھی عدد مٹانے کی کوشش کرتا ہے وہ خود مٹ جاتا ہے، مثلاً:

کل عدد نو ہیں: ۱۔۲۔۳۔۴۔۵۔۶۔۷۔۸۔۹۔ اور یہی سارے اعداد کی اصل ہیں، دہائی بنانی ہے انہیں سے بنے گی، سیکڑا بنانا ہے، انہیں سے بنے گا، ہزار بنانا ہے انہیں سے بنے گا، لاکھ، کروڑ ارب جو بھی بنائیں انہیں اعداد سے بنیں گے، ان کے علاوہ کوئی اور عدد آپ نہیں لا سکتے۔

جو بھی عدد نو کو مٹانے آئے گا

اب ان اعداد میں سے جو بھی عدد نو کو مٹانے آئے گا وہ خود مٹ جائے گا، کیسے ؟ وہ ایسے کہ جب ایک نو کے سامنے آیا اور اپنی ساری طاقت و قوت نو کے سامنے رکھا، اور اپنے سے نو کو تولنا چاہا، اور جب آپ نے نو میں ایک کو گھٹایا تو نو میں صرف اتنا فرق آیا کہ وہ نو سے آٹھ بن گیا، اسی طرح دو کو، پھر تین کو، چار کو، پانچ کو، چھ کو، سات کو، آٹھ کو، نو میں گھٹایئے تو نو بالکلیہ ختم نہیں ہو گا بلکہ اس کا کچھ نہ کچھ وجود باقی رہے گا مثلاً:

(9-4=5)   (9-3=6)   (9-2=7)   (9-1=8)

(9-8=1)   (9-7=2)   (9-6=3)   (9-5=4)

لہٰذا نو کو کوئی بھی عدد نہ مٹا سکا۔

اگر نو سب کو مٹانا چاہے تو

اب اگر نو سب کو مٹانا چاہے تو صرف مٹا ہی نہیں دے گا بلکہ ملکِ وجود سے ملکِ عدم کے کئی پردوں کے پیچھے پہنچا دے گا، مثلاً ایک میں نو کو گھٹایئے تو منفی آٹھ بچے گا، پس نو نے ایک کو عدم کے آٹھ پردوں کے پیچھے پہنچا دیا، اسی طرح دو کو عدم کے سات پردوں کے پیچھے، تین کو چھ پردوں کے پیچھے، چار کو پانچ پردوں کے پیچھے، پانچ کو چار پردوں کے پیچھے، چھ کو تین پردوں کے پیچھے، سات کو دو پردوں کے پیچھے، اور آٹھ کو ایک پردے کے پیچھے پہنچا دیا، مثال نقشے میں ملاحظہ کیجئے:

(4-9=-5)   (3-9=-6)   (2-9=-7)   (1-9=-8)

(8-9=-1)   (7-9=-2)   (6-9=-3)   (5-9=-4)

اسی لئے مخلوق اولیاء کا عرس مناتی ہے

پس اولیائے کرام ذاتِ باری تعالی میں فنا ہو کر نو کے عدد کی شکل اختیار کر لیتے ہیں، کہ پھر انہیں کوئی نہیں مٹا سکتا ہمیشہ باقی رہتے ہیں اسی لئے مخلوق ان کا عرس مناتی ہے اور مناتی رہے گی، ان کی شان بیان کرتی ہے اور کرتی رہے گی، منقبت پڑھتی ہے اور پڑھتی رہے گی۔

(3) نو کے عدد کی عجیب باتیں

اب آگے سنیئے نو کے عدد میں چار باتیں عجیب ہیں:

پہلی عجیب بات

پہلی بات: یہ کہ ایک سے آٹھ تک کی اِکائیاں کناروں کی دو، دو ملاؤ ۹ بنیں گے۔ مثلاً:

۱۔۲۔۳۔۴۔　　　　۵۔۶۔۷۔۸۔

(4+5=9)　(3+6=9)　(2+7=9)　(1+8=9)

دوسری عجیب بات

دوسری بات: یہ کہ سارے ۹ کے پہاڑے میں ہر جگہ ۹ بنے گا:

(9*5=45)--(9*4=36)--(9*3=27)--(9*2=18)--(9*1=9)

(9*10=90)--(9*9=81)--(9*8=72)--(9*7=63)--(9*6=54)

پس حاصلِ ضرب کو آپس میں ملائیں تو نو ہی آئے گا مثلاً: ۱۸ میں ایک اور آٹھ ہے، آٹھ اور ایک نو، ۲۷ میں دو اور سات ہے، دو اور سات نو، ۳۶ میں تین اور چھ ہے، تین اور چھ نو، ۴۵ میں چار اور پانچ ہے، چار اور پانچ نو، ۵۴ میں پانچ اور چار ہے، پانچ اور چار نو، ۶۳ میں چھ

اور تین ہے، چھ اور تین نو، ۲۷ میں سات اور دو ہے، سات اور دو نو، ۸۱ میں آٹھ اور ایک ہے، آٹھ اور ایک نو، ۹۰ میں نو ہے ہی۔

تیسری عجیب بات

تیسری بات: یہ کہ اسی طرح جس بھی گنتی کا پہاڑا نو بار کریں گے اور اس میں آنے والے عددوں کو ملائیں گے تو جواب نو ہی آئے گا مثلاً ۱۲ نویں 108، 9=8+1۔ ۱۳ نویں، 117، 9=7+1+1۔ ۱۴ نویں 126، 9=6+2+1۔ جس بھی گنتی کا پہاڑا نو بار کریں گے سب میں 9 بنے گا۔

چوتھی عجیب بات

چوتھی بات: یہ کہ نو کا عدد کسی عدد کے اندر نہیں مگر سب عدد نو کے اندر ہیں، نو میں آٹھ بھی ہے، سات بھی ہے، چھ بھی ہے، پانچ بھی ہے، چار بھی ہے، تین بھی ہے، دو بھی ہے، ایک بھی ہے۔ لیکن ایک میں نو نہیں ہے، دو میں نو نہیں ہے، تین میں نو نہیں ہے، چار میں نو نہیں ہے، پانچ میں نو نہیں ہے، چھ میں نو نہیں ہے، سات میں نو نہیں ہے، آٹھ میں نو نہیں ہے۔

ایک سے آٹھ تک دنیا و مافیہا ہیں

ایک سے آٹھ تک دنیا و مافیہا ہیں، پس جب ولی ذاتِ باری تعالی میں فنا ہو کر نو کا عدد بن گیا تو اس کے اندر دنیا و مافیہا آ گیا، اب اگر کسی کو دنیا کی کوئی چیز لینی ہے ولی کے پاس آئے ان سے ملے گی، کہ جس طرح نو کے پاس آٹھ بھی ہے، سات بھی ہے، چھ بھی ہے، پانچ بھی ہے، چار بھی ہے، تین بھی ہے، دو بھی ہے، ایک بھی ہے، اسی طرح ولی کے پاس اولاد بھی ہے، دولت بھی

ہے ثروت بھی ہے، حکومت بھی ہے، صدارت بھی ہے، وزارت بھی ہے، اقتدار بھی ہے، افتخار بھی ہے۔ تبھی تو لوگ میرے خواجہ کے دربار میں سب کچھ لینے جاتے ہیں۔

اسلام کس لئے آیا؟

سوال: دینِ اسلام آنے سے پہلے دنیا میں کئی دین موجود تھے، لہٰذا ان کے ہوتے ہوئے دینِ اسلام کی ضرورت کیوں پڑی؟

جواب: یقیناً دینِ اسلام آنے سے پہلے دنیا میں کئی دین موجود تھے، کئی اب بھی ہیں اور قیامت تک رہیں گے، مگر ان تمام دینوں میں درج ذیل چیزیں نہ تھیں اور نہ ہیں:

(۱)۔۔۔ اللہ رب العالمین جو سب کا خالقِ حقیقی ہے اس کی معرفت و عبادت کا صحیح طریقہ نہ تھا، بعض انبیائے کرام علیہم السلام کو خدا کا بیٹا، بعض بتوں کو، تو بعض چاند و سورج، آگ و درخت کو اپنا معبود، بعض فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں مانتے تھے۔ اللہ کو ماننے کا جیسا حق ہے ویسا نہیں مانتے تھے بلکہ کسی نہ کسی کو شریک ٹھہراتے تھے۔

(۲)۔۔۔ ان تمام ادیان میں لوگوں کی جانیں محفوظ نہ تھیں، جس نے جس کو چاہا قتل کر دیا، جس کی بنا پر اخوت و بھائی چارگی کی جگہ ظلم و بربریت نے لے رکھی تھی معاشرے کا سکون پامال تھا۔

(۳)۔۔۔ ان تمام ادیان میں کسی کا مال محفوظ نہ تھا، آئے دن چوری و ڈکیتیوں کا بازار گرم رہتا، طاقتور کمزور کے مال پر قبضہ کر لیتا۔

(۴)۔۔۔لوگوں کے نسب کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ تھا، بدکاری کو کوئی عیب نہ سمجھا جاتا جس کی وجہ سے ولد الزنا کی کثرت تھی۔

(۵)۔۔۔اپنے آپ کو عقلمند کہلانے کے باوجود عقل کا صحیح استعمال نہ تھا کہ حرام و ناجائز چیزوں کا استعمال عام تھا، شراب جوا، رشوت و سود جس کی عقل مذمت کرتی ہے، دیندار ہونے کے باوجود ان سب میں ملوث تھے۔

اسلام کی ضرورت

مذکورہ چیزوں کے پیشِ نظر ایک ایسے دین کی ضرورت تھی جو معاشرے سے تمام برائیوں کا خاتمہ کر کے ایک خالقِ حقیقی کی عبادت کا درس دے لہذا اللہ پاک نے کرم فرمایا اور انسانوں کو دینِ اسلام دے کر احسان فرمایا۔ نیز دینِ اسلام کے آنے سے درج ذیل پانچ چیزوں کی حفاظت بھی ہوگئی:

(۱)۔۔۔ دین کی حفاظت کے لئے آیا تاکہ انسان کو حق و باطل میں تمیز ہو سکے۔ پس دینِ اسلام صرف ایک خدا کی عبادت کا درس دیتا ہے۔

(۲)۔۔۔ جان کی حفاظت کے لئے آیا، اسی لئے اسلام نے قتلِ ناحق کو حرام قرار دیا ہے۔

(۳)۔۔۔ مال کی حفاظت کے لئے آیا، اسی لئے اسلام نے چوری، ڈاکہ زنی اور غصب وغیرہ کو حرام قرار دیا۔

(۴)۔۔۔نسب کی حفاظت کے لئے آیا،اسی لئے اسلام نے زنا(یعنی بدکاری) کو حرام قرار دیا۔

(۵)۔۔۔عقل کی حفاظت کے لئے آیا،اسی لئے اسلام نے ان چیزوں کو حرام قرار دیا جن چیزوں سے عقل زائل ہوتی ہے مثلاً: نشہ آور چیزیں۔

(فتاوی رضویہ جلد۔۲۱۔ص۲۰۵۔مطبوعہ پوربندر گجرات بتغیر)

زندگی کی تین قسمیں ہیں

سوال:زندگی کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب:زندگی کی تین قسمیں ہیں:(۱)دنیا میں زندگی۔(۲)دنیوی زندگی۔(۳)دنیا کی زندگی۔

(۱)۔۔۔دنیا میں زندگی ہر مؤمن کو حاصل ہے کہ یہ دنیا میں رہتا ہے دنیا اس میں نہیں رہتی۔

(۲)۔۔۔اور دنیوی زندگی کفار کی ہے کہ دنیا اس کی زندگی بن جاتی ہے۔

(۳)۔۔۔اور دنیا کی زندگی غافل کی ہے کہ دنیا اس کے دل میں اتر جائے۔

جیسے سمندر میں موتی بھی ہے مچھلی بھی اور پانی کی موج و بلبلے بھی، مگر موتی سمندر میں عارضی طور پر ہے پھر وہاں سے نکل کر شاہی تاج میں پہنچتا ہے۔ مچھلی میں پانی سرایت کر گیا کہ پانی سے نکلتے ہی مر جاتی ہے۔ بلبلے کی زندگی عین پانی ہے۔

پس مؤمن دنیا میں موتی کی طرح رہتا ہے۔غافل مچھلی کی طرح رہتا ہے۔اور کافر بلبلے کی طرح رہتا ہے۔(تفسیر نعیمی ج۲ص۳۱۸۔۳۱۹)

پہلے کلمہ کو کلمۂ طیبہ کہنے کی حکمت

سوال: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کو کلمۂ طیبہ کیوں کہتے ہیں؟

جواب: قرآنِ پاک میں فرمایا گیا: "كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ" (پ۱۳ ابراہیم ۲۴) اس کی تفسیر عبد اللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ کلمۃ طیبۃ شَهَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے اس لئے اس کو کلمۂ طیبہ کہتے ہیں۔ (فتاوی شارح بخاری جلد اول ص۲۰۸)

بزرگوں کی وفات کو عرس کہنے کی حکمت

سوال: بزرگوں کی وفات کو عرس کیوں کہتے ہیں؟

جواب: بزرگوں کی وفات کو عرس اس لئے کہتے ہیں کہ فرشتوں نے اس دن صاحبِ قبر کو عروس کہا ہے جیسے کی حدیث شریف میں آیا کہ وفات پانے والے بندے سے فرشتہ کہتا ہے نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْس یعنی دلہن کی طرح سو جا، لہذا اس دن کا نام روزِ عرس ہے موت مؤمن کی شادی کا اور کافر کی گرفتاری کا دن ہے۔ (مراۃ المناجیح جلد ا ص۱۳۵)

ہر امت میں اولیائے کرام ہونے کی حکمت

سوال: ہر امت میں اولیاء اللہ کیوں ہوتے ہیں؟

جواب: اولیاء اللہ کا وجود دین کی حقانیت کی دلیل ہے جس دین میں اولیاء اللہ ہوں وہ سچا ہے جیسے کہ جس درخت میں پھل پھول ہوں تو سمجھو کہ اس کی جڑ ہری ہے۔ جس نبی کی شریعت جس وقت تک تھی اس وقت تک وہاں اولیاء اللہ تھے منسوخ ہوتے ہی وہاں ولایت نہ

رہی مسلمانوں کے صدہا فرقے ہیں مگر سوائے اہل سنت کے اولیاء اللہ کسی فرقہ میں نہیں پتا چلا کہ یہی مذہب برحق ہیں۔(مراۃ المناجیح جلد ۸ ص ۱۷۵)

زنا کے حرام ہونے کی حکمت

سوال: زنا حرام کیوں ہے؟

جواب: ایک عورت پر دو مردوں کا اجتماع صریح بے حیائی ہے، جسے انسان تو انسان جانوروں میں بھی جو سب سے خبیث تر ہے یعنی خنزیر وہی روا رکھتا ہے۔ حرمت زنا کی حکمت نسب کا محفوظ رکھنا ہے، ورنہ پتانہ چلے گا کہ بچہ کس کا ہے۔ اگر عورت سے دو مردوں کا نکاح جائز ہو تو وہی قباحت جو زنا میں تھی یہاں بھی عائد ہوگی کہ معلوم نہ ہوسکے گا کہ بچہ کس کا ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۱۱ ص ۳۰۲)

طاعون کی وجہ سے نہ بھاگنے کی حکمت

سوال: جس شہر میں طاعون ہو اس شہر سے بھاگنا حرام کیوں ہے؟

جواب: جن حکمتوں کی بناپر حکیم کریم، رؤف رحیم علیہ وعلٰی آلہ الصلٰوۃ والتسلیم نے طاعون سے فرار کو حرام فرمایا ان میں ایک حکمت یہ ہے کہ اگر تندرست بھاگ جائیں گے تو بیمار ضائع ہو جائیں گے کہ ان کا کوئی تیماردار ہو گا نہ خبرگیر، پھر جو مریں گے ان کی تجہیز و تکفین کون کرے گا، اگر شرع مطہر طاعون میں مسلمانوں کو بھی بھاگنے کا حکم دیتی تو معاذاللہ یہی بے بسی بیکسی ان کے مریضوں میتوں کو بھی گھیرتی جسے شرع قطعاً حرام فرماتی ہے۔ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں ہے: "مقام طاعون سے بھاگ کر کہیں باہر نہ جاؤ، کیونکہ یہ

تقدیر الٰہی سے بھاگنے کے مترادف ہے اور تاکہ بیمار ضائع نہ ہونے پائیں اس لئے کہ اس افراتفری کے باعث مریضوں کی نگہبانی اور حفاظت کے لئے کوئی نہیں ہوگا اور مرنے والوں کی تجہیز و تکفین اور تدفین کے لئے بھی کوئی نہ ہوگا۔(فتاوی رضویہ جلد ۲۴ ص ۳۰۳۔۳۰۴)

(ارشاد الساری شرح البخاری کتاب الطب باب مایذکر فی الطاعون دارالکتاب العربی بیروت ۸/ ۳۸۵)

کھچڑے کو حلیم نہ کہنے کی حکمت

سوال: محرم کے کھچڑے کو حلیم کہنا کیوں منع ہے؟

جواب: ایک بہت مشہور کھانا جسے عام طور پر "حلیم" کہا جاتا ہے لیکن امیر اہلِ سنت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کو دیکھا گیا کہ اسے "کھچڑا" کہتے ہیں۔ جب آپ سے اس کی حکمت دریافت کی گئی تو ارشاد فرمایا، "حلیم" اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام بھی ہے اور مجھے یہ اچھا نہیں لگتا کہ میں کھانے کی چیز کو اللہ عزوجل کے صفاتی نام سے پکاروں۔ (فکرِ مدینہ ص ۱۰۷)

نیز "**غیبت کی تباہ کاریاں**" میں لکھتے ہیں: بعض اوقات کسی دُنیوی شے پر مُتبرِّک الفاظ نہ بولنا بھی ادب ہوتا ہے جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ایک صِفاتی نام حَلِیم عَزَّوَجَلَّ بھی ہے لہٰذا کھانے کی چیز کیلئے "حلیم" کا لفظ کہنا جائز ہونے کے باوُجود بعض بندگانِ خدا کو اچّھا نہیں لگتا۔ اِس غِذا کو اُردو میں کِھچڑا بھی کہتے ہیں لہٰذا وہ یہی لفظ استعمال کرتے ہیں۔ تذکرۃُ الاولیاء میں ہے: حضرتِ سیِّدُنا بایزید بِسطامی قُدِّسَ سرُّہُ السّامی نے ایک بار سُرخ رنگ کا سیب ہاتھ میں لے کر فرمایا: "یہ بَہُت لطیف ہے۔" غیب سے آواز آئی: "ہمارا نام سیب کیلئے استِعمال کرتے ہوئے حیا نہیں

آئی!"اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چالیس دن کیلئے اپنی یاد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قلب سے نکال دی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی قسم کھائی کہ اب کبھی (اپنے وطن) بِسطام (شہر کا نام) کا پھل نہیں کھاؤں گا۔ (تذکرۃ الاولیاء ص۱۳۴) دیکھا آپ نے!"لَطِیف" کا ایک لفظی معنیٰ "عُمدہ" بھی ہے مگر چُونکہ "لَطِیف" اللہ عَزَّوَجَلَّ کا صِفاتی نام ہے اس لئے سیِّدُنا بایزید بِسطامی قُدِّسَ سِرُّہُ السّامی کو تَنبِیہ کی گئی۔ (غیبت کی تباہ کاریاں ص۲۷۶)

پانی، نمک اور آگ دینے سے منع نہ کرنے کی حکمت

سوال: پانی، نمک اور آگ دینے سے دوسروں کو منع کیوں نہیں کرنا چاہئے؟

جواب: سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ نے عرض کی، یارسول اللہ کس چیز کا منع کرنا جائز نہیں؟ فرمایا، پانی، نمک اور آگ، فرماتی ہیں میں نے عرض کی، یارسول اللہ پانی تو یہی ہے جس کا معاملہ ہم جانتے ہیں، مگر نمک اور آگ میں کیا حکمت ہے؟ فرمایا اے حمیراء! جو کسی کو آگ دے تو گویا اس نے وہ سب دیا جو (کھانا وغیرہ) آگ پکائے گی، اور جو کسی کو نمک دے تو گویا اس نے وہ سب کچھ صدقہ کیا جس کو اس نمک نے لذّت دی، اور جس نے کسی مسلمان کو ایسی جگہ پانی پلایا جہاں پانی دستیاب ہو تو گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا اور ایسی جگہ کسی مسلمان کو پانی پلایا جہاں پانی دستیاب نہ ہو تو گویا اس نے ایک غلام کو زندہ کر دیا۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الرھون، باب المسلمون شرکاء فی ثلاث، الحدیث:۲۴۷۴، ج۳، ص۱۸۷)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں، نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مسلمان تین

چیزوں میں شریک ہیں پانی، گھاس اور آگ میں اور اس کی قیمت (لینا) حرام ہے۔ ابو سعید نے فرمایا اس سے مراد جاری پانی ہے۔

(سنن أبي داود، كتاب البيوع والإجارات، باب في منع الماء، الحديث:٣٤٧٧، ج٣، ص٤٨٤)

"یہاں پانی سے وہ پانی مراد ہے جو نہ کسی کی محنت سے حاصل ہوا ہو نہ کسی کے برتن میں بھرا ہو جیسے جنگل، بارش، سیلاب کا پانی مگر اپنی نہر، گھڑے، اپنی نالی کا پانی اس سے خارج ہے۔ ایسے ہی گھاس سے وہ گھاس مراد ہے جو غیر مملوک زمین میں کھڑی ہو، اپنی مملوک زمین کی گھاس، ایسے ہی وہ گھاس جو کاٹ کر اپنے گھر میں رکھ لی مملوک ہے۔ آگ سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کو اپنے چراغ کی روشنی میں بیٹھنے، آگ تاپنے سے نہیں روک سکتے، یوں ہی اپنی شمع سے دوسرے کو شمع جلانے سے منع نہیں کرسکتے، بعض نے فرمایا کہ آگ سے مراد چقماق پتھر ہے لہٰذا ہر شخص اپنی آگ سے چنگاری لینے سے منع کر سکتا ہے کہ اس کی ملک ہے، اور اس سے آگ کم بھی ہو جاتی ہے"(مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج٤، ص٣٤٤)

ذخیرہ اندوزی کے منع ہونے کی حکمت

سوال: ذخیرہ اندوزی سے کیوں منع کیا گیا ہے؟

جواب: علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "ذخیرہ اندوزی کی حرمت میں حکمت عام لوگوں سے ضرر کو دور کرنا ہے جیسا کہ علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر ایک آدمی کے پاس کھانا ہو اور لوگوں کو اس کی سخت حاجت ہو تو ان سے ضرر دور کرنے کے لئے اسے بیچنے پر مجبور کیا جائے گا۔" (جہنم میں لے جانے والے اعمال جلد۔۱۔ص۷٤٧)

جانور ذبح کرتے وقت الرحمن الرحیم نہ کہنے کی حکمت

سوال: بوقتِ ذبح الرّحمن الرّحیم کیوں نہیں پڑھا جاتا؟

جواب: حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنّان خدائے رحمن عَزَّوَجَلَّ کی رَحمتِ بے پایاں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں، "غور تو کرو کہ سورہ توبہ میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم نہیں لکھی گئی اِسی طرح ذَبۡح کے وَقۡت پوری بسم اللہ نہیں پڑھتے بلکہ یوں کہتے ہیں بسم اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکبر، اِس میں کیا حکمت ہے؟ حکمت یہ ہے کہ سورہ توبہ میں اوّل سے آخِر تک جِہاد اور قِتال کا ذِکر ہے اور یہ کافِروں پر قَہۡر ہے، اِسی طرح ذَبۡح میں جانور کی جان لی جاتی ہے یہ بھی جَبر و قَہر کا وَقۡت ہوتا ہے اس موقع پر رَحمت کا ذِکر نہ کرو۔ سبحٰن اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تو جو شخص پوری بسم اللہ شریف یعنی بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم کا وِرۡد کرے تو اِن شاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ خدا کے غَضَب سے محفوظ رہے گا۔ (تفسیرِ نعیمی جلد اول ص ۴۳)

کھانے کے برتن کو چاٹنے کی حکمت

سوال: کھانے کا برتن، چاٹنے اور دھو کر اس کا پانی پینے کا حکم حدیث میں کیوں دیا گیا ہے؟

جواب: حُجَّۃُ الۡاِسلام حضرتِ سیّدُنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ الوالی فرماتے ہیں: "جو کھانے کا برتن چاٹے اور دھو کر اس کا پانی پی لے اُس کو ایک غُلام آزاد کرنے کا ثواب مِلتا ہے۔" (اِحیاءُ عُلُوم الدین ج ۲ ص ۷)

برتن دھو کر پینے کے طبی فوائد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ کوئی سُنَّت خالی از حکمت نہیں، جدید سائنس بھی اب اعتِراف کرتی ہے کہ حیاتیات یعنی وٹامنز خُصُوصاً "وٹامن بی کمپلیکس" کھانے کے اُوپری حصّے میں کم اور برتن کے پَیندے میں زیادہ ہوتے ہیں نیز غذا میں موجود مَعدنی نَمکیات صِرف پیندے ہی میں ہوتے ہیں جو کہ برتن کو چاٹنے یا دھو کر پی لینے سے کئی اَمراض کے اِنْسِداد (اِنْ۔سِ۔داد) یعنی روک تھام کا باعِث بنتے ہیں۔

کھانے میں گری مکھی کو غوطہ دینے کی حکمت

سوال: کھانے میں اگر مکھی گر جائے تو اسے غوطہ دینے کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟

جواب: کھانے یا پینے کی کسی چیز میں مَکّھی گر جائے تو اُس غذا کو پھینک دینا اِسراف و گناہ ہے مَکّھی کو غَوطہ دے کر نکال دیجئے اور وہ غذا بِلا تکلُّف استِعمال کیجئے۔ چُنانچِہ طبیبوں کے طبیب، اللہ کے حبیب، حبیبِ لَبیب عَزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں، "جب کھانے میں مَکّھی گر جائے تو اِسے غَوطہ دے دو (اور پھینک دو) کیوں کہ اِس کے ایک بازو میں شِفا ہے اور دُوسرے میں بیماری، کھانے میں گرتے وَقت پہلے بیماری والا بازو ڈالتی ہے لٰہذا پوری ہی کو غوطہ دے دو۔" (ابو داود شریف ج۳ ص۵۱۱ حدیث ۳۸۴۴)

سائنس کا اعتراف

پیارے اِسلامی بھائیو! نگاہِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر قربان! ہمارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جو کچھ مُلاحَظہ فرمالیا تھا اب سائنس بھی اِس کو تسلیم کرنے پر مجبور

ہو گئی ہے۔ چُنانچہ سائنسدان اعتِراف کرتے ہیں کہ مکّھی کے ایک پر میں خطرناک وائرس (VIRUS) اور دوسرے میں دافِعِ وائرس (ANTI VIRUS) جراثیم ہوتے ہیں۔ مکّھی جب کبھی کسی کھانے یا مشروب یعنی چائے، دودھ یا پانی وغیرہ میں گرتی ہے تو وائرس والا پر پہلے ڈالتی ہے جس سے غذا میں وائرس پھیل جاتے ہیں اور کھانے والا بیماری کا شکار ہو سکتا ہے اب اگر مکّھی کو غَوطہ دے دیں تو دوسرے پر کے دافِعِ وائرس جَراثیم ان خطرناک جَراثیم کو ہلاک کر دیتے ہیں اور غذا بے ضَرر ہو جاتی ہے۔ (آدابِ طعام ص ۲۸۱۔۲۸۲)

مصیبتیں پہنچنے کی حکمت

سوال: مسلمانوں کو مصیبت کیوں پہنچتی ہے حالانکہ وہ اللہ کو ماننے والے ہیں؟

جواب: حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ ایک نبی علیہ السّلام نے اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے دربار میں عرض کی: اے میرے ربُّ العزّت! مومِن بندہ تیری اطاعت کرتا اور تیری معصیَّت (یعنی نافرمانی) سے بچتا ہے (لیکن) تُو اِس سے دنیا لپیٹ لیتا اور اس کو آزمائشوں میں ڈالتا ہے۔ اور کافِر تیری اطاعت نہیں کرتا بلکہ تجھ پر اور تیری مَعصیَّت (یعنی نافرمانی) پر جُراَت کرتا ہے لیکن تُو اس سے مصیبت کو دُور رکھتا اور اُس کیلئے دنیا کُشادَہ کر دیتا ہے (آخر اس میں کیا حکمت ہے؟) اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی طرف وَحی فرمائی: بندے بھی میرے ہیں اور مصیبت بھی میرے اختیار میں ہے اور سب میری حَمد کے ساتھ میری تسبیح کرتے ہیں۔ مومِن کے ذِمّہ گناہ ہوتے ہیں تو میں اس سے دنیا کو دُور کر کے اس کو آزمائش میں ڈالتا ہوں تو یہ (آزمائش و مصیبت) اس کے گناہوں کا کَفّارہ بن جاتی ہے حتّٰی کہ وہ مجھ سے ملاقات کرے گا تو

میں اسے نیکیوں کا بدلہ دُوں گا اور کافِر کی (دُنیوی اعتبار سے) کچھ نیکیاں ہوتی ہیں تو میں اُس کیلئے رِزق کُشادَہ کرتا اور مصیبت کو اُس سے دُور رکھتا ہوں تو یوں اُس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں ہی دے دیتا ہوں حتّٰی کہ جب وہ مجھ سے ملاقات کرے گا تو میں اُس کے گناہوں کی اس کو سزا دوں گا۔ (اِحیاء العلوم ج۴ ص ۱۶۲)

مصیبت کی حکمت

حضُورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا: کہ بندہ کے لئے علمِ الٰہی عَزَّوَجَلّ میں جب کوئی مرتبہ کمال مُقَدَّرُ ہوتا ہے اور اپنے عمل سے اس مرتبے کو نہیں پہنچتا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے جسم یا مال یا اولاد پر مصیبت ڈالتا ہے پھر اِس پر صَبْر عطا فرماتا ہے یہاں تک اسے اس مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے جو اس کے لئے علمِ الٰہی میں مقدَّر ہو چکا ہے۔

(سنن ابو داو،د ص ۱۲۳ رقم الحدیث ۳۰۹۰)

وہ عشقِ حقیقی کی لَذّت نہیں پا سکتا
جو رنج و مصیبت سے دو چار نہیں ہوتا

کانٹا چُبھنے کی فضِیلت

حضرتِ سیِّدُنا ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیِّدُنا ابو ہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِّ کریم، رءُوفٌ رَّحیم عَلَیۡہِ اَفۡضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسۡلِیۡم نے فرمایا: کہ مسلمان کو کوئی رنج، کوئی دُکھ، کوئی فِکْر، کوئی تکلیف، کوئی اَذِیَّت اور کوئی غم نہیں پہنچتا یہاں تک کہ کانٹا جو اسے چُبھے مگر اللہ تعالیٰ ان کے سبب اُس کے گناہوں کو مِٹا دیتا ہے۔"

(بخاری شریف ج۷ ص ۳، رقم الحدیث ۵۶۴۲، ۵۶۴۱)

کیچڑ میں لِتھڑے ہوئے بچّہ سے درسِ عبرت

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ ربُّ العزّت عَزَّوَجَلَّ کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے۔ یہ ذِہن مت بنائیے کہ صِرف نیک بندوں ہی پر امتحان آتا ہے، بسا اوقات گنہگاروں کو بھی مصیبتوں میں مبتلا کرکے اُن کو گناہوں کی آلودگیوں سے پاک کیا جاتا ہے۔ چُنانچہ:

مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اپنی دلپذیر تقریر میں فرماتے ہیں: حضرتِ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی جگہ سے گزر رہے تھے، مُلاحظہ فرمایا کہ ایک بچّہ کیچڑ میں گر گیا ہے اور اس کے کپڑے و جسم لِتھڑ گئے ہیں، لوگ دیکھتے ہوئے گزر جاتے ہیں، کوئی پرواہ بھی نہیں کرتا۔ کہیں دُور سے ماں نے دیکھا، دوڑتی ہوئی آئی، دو تھپّڑ بچّے کے لگائے، کپڑے اُتار کر دھوئے، اُسے غسل دیا۔ حضرت بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ دیکھ کر وَجد آگیا اور فرمایا کہ یِہی حال ہمارا اور رحمتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا ہے۔ ہم گناہوں کی دَلدَل میں لِتھڑ جاتے ہیں، کسی کو کیا پرواہ! مگر رحمتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا دریا جوش میں آتا ہے، ہم کو مصیبتوں کے ذَرِیعے دُرُست کیا جاتا ہے اور توبہ وعبادات کے پانی سے غسل دے کر صاف فرماتا ہے۔ مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان یہ حکایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: جب مہربان ماں کچھ سزا دے کر تنبیہ کرسکتی ہے تو خالق و مالک اس سے کہیں زیادہ مہربان ہے بعض اوقات سزا دے کر اصلاح فرماتا ہے۔

(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب ص۱۲۷۔۱۲۹)

بیوی کو غسل میت نہ دینے کی حکمت

سوال: بیوی کے مرنے کے بعد شوہر اس کو غسل کیوں نہیں دے سکتا؟

جواب: بیوی کے مرنے کے بعد شوہر کا نکاح فوراً ٹوٹ جاتا ہے، لہٰذا اس کی وہ بیوی اس کے لئے اجنبیہ ہو گئی اور اجنبیہ کے بدن کو چھونا حرام ہے، اور غسل میت میں بدن کو چھونا ہوتا ہے اس لئے شوہر اپنی بیوی کو اس کے مرنے کے بعد غسل نہیں دے سکتا۔ چُنانچِہ میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت فرماتے ہیں: شوہر بعدِ وفات اپنی عورت کو دیکھ سکتا ہے مگر اُس کے بدن کو چُھونے کی اجازت نہیں، اس لئے کہ موت واقع ہو جانے سے نِکاح مُنْقَطِع ہو جاتا (یعنی ٹوٹ جاتا) ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۳۴)

سوال: شوہر کے مرنے کے بعد بیوی اس کو غسل کیوں دے سکتی ہے؟

جواب: شوہر کے مرنے کے بعد بیوی کا نکاح فوراً نہیں ٹوٹتا بلکہ عدت گزرنے کے بعد ٹوٹتا ہے، پس جب نکاح نہیں ٹوٹا تو وہ اپنے شوہر کے لئے اجنبیہ نہ رہی، لہٰذا غسل دے سکتی ہے۔ چُنانچِہ میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت فرماتے ہیں: اور عورَت جب تک عدّت میں ہے اپنے شوہرِ مُردہ کا بدن چُھو سکتی ہے، اُسے غسل دے سکتی ہے جبکہ اس سے پہلے بائن (یعنی ایسی طلاق جس میں دوبارہ نِکاح کی ضَرورت ہو صرف رُجوع کر لینے سے کام نہ چل سکتا ہو) نہ ہو چکی ہو، اِس لئے کہ عدّت کی وجہ سے عورَت کے حق میں اس کا نِکاح باقی رہتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۲۳۴)

نکاح میں گواہوں کی حکمت

سوال: نکاح میں گواہوں کی ضرورت کیوں ہوتی ہے؟

جواب: گواہوں کا فلسفہ یہ ہے کہ ایک لڑکی جس کو آج تک کسی نے آپ کے ساتھ نہیں دیکھا جو شادی کے بعد آپ کے ساتھ جا رہی ہو، کسی کو معلوم نہیں ہے کہ یہ اس کے ساتھ کیوں پھر رہی ہے؟ یا کہیں بھی آپ لوگ پکڑے جائیں تو ثبوت کس طرح ملے گا کہ آپ میاں بیوی ہیں یا آپ کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ اس صورتِ حال میں آپ نکاح نامہ دیکھائیں گے تو وہ بھی اسی وقت مانا جائے گا جب اس پر گواہوں کی تصدیق ہو گی۔

کیونکہ گواہوں کی شرط نہ رکھی جاتی تو ہر زنا کرنے والا جوڑا بھی بعد میں کہہ دیتا ہم نے تو نکاح کر رکھا ہے۔ اگر گواہوں کی شرط نہ ہو تو کتنے ہی لوگ آپس میں نکاح کر کے عورتوں کو استعمال کر کے چھوڑ دیتے اور بعد میں نکاح کا ہی انکار کر دیتے یا عورتیں بھی مردوں کے ساتھ ایسا کر سکتی تھیں۔ دیگر معاملات میں بھی جہاں جہاں گواہوں کی شرط لگائی گئی ہے وہ کوئی بے معنی نہیں ہے، کیونکہ گواہی سے مشروط کرنے کی وجہ سے معاشرہ بہت سے فسادات سے بچ سکتا ہے، اگر گواہ اسلام کی شرائط کے مطابق ہوں۔ ویسے تو آج کل جھوٹے گواہوں کے ذریعے بھی ہر کالے کرتوتوں والے کو پاک صاف ثابت کر دیا جاتا ہے اور کئی بے گناہوں کو قصوروار ٹھہرا دیا جاتا ہے۔

طلاق دیتے وقت گواہوں کی ضرورت نہ ہونے کی حکمت

سوال: طلاق میں گواہوں کی ضرورت کیوں نہیں ہوتی؟

جواب: طلاق کے لیے گواہ بنانا مستحب تو ہے تاکہ فریقین بعد میں جھوٹا دعویٰ نہ کر سکیں، تاہم گواہ بنائے بغیر بھی طلاق دے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

کیونکہ مرد و عورت کے تعلقات (یعنی آپس میں رہنے) میں اصل فرقت (یعنی جدائی) ہے اور طلاق سے فرقت ہوتی ہے اس لئے گواہوں کی ضرورت نہیں کہ اصل میں کسی دلیل کی حاجت نہیں اور نکاح اصل (یعنی فرقت) کی ضد ہے اس لئے اس میں دلیل (یعنی گواہوں) کی ضرورت ہے۔

امت کی بھول معاف ہونے کی حکمت

سوال: امت کی بھول چوک معاف ہے تو بھولے سے طلاق دینے پر طلاق کیوں واقع ہو جاتی ہے؟

جواب: بہت اچھا سوال ہے حدیثِ پاک میں آیا حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "اللہ نے میری امت کی بھول چوک سے درگزر کی اور جس پر وہ مجبور کیے جائیں۔"

مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنان اس حدیث کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کہ خطا و نسیان کی صورت میں عصیان (یعنی گنہگار نہ ہونے) کی نفی ہے احکام کی نفی نہیں اسی لیے یہاں تجاوز فرمایا یعنی رب نے درگزر فرمائی لہذا بحالتِ خطا و نسیان اور مجبور کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔(مراۃ ج ۸ ص ۵۳۳) کیونکہ طلاق احکامات میں سے ہے۔

تکیہ، خوشبو اور تیل کو نہ لوٹانے کی حکمت

سوال: حدیث میں تکیہ، خوشبو اور تیل کو لوٹانے سے کیوں منع کیا گیا ہے؟

جواب: "شمائل ترمذی" میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ، سرور قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ تین چیزیں واپس نہیں لوٹانی چاہیے (۱) تکیہ (۲) خوشبو و تیل اور (۳) دودھ۔

(جامع الترمذی، الشمائل، باب ماجاء فی تعطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم، الحدیث ۲۱۶، ج۵، ص ۵۴۰)

خوشبو، تکیہ اور دودھ (ان میں تمام کم قیمت کی چیزیں شامل ہیں) کا ہدیہ قبول کرنے کی حکمت محدثین کرام رحمہم اللہ یہ بیان کرتے ہیں کہ عموماً یہ چیزیں اتنی قیمتی نہیں ہوتیں اور ظاہر ہے جو سستی چیز ہوتی ہے وہ دینے والے کے لئے زیادہ بوجھ ثابت نہیں ہوتی اور قبول نہ کرنے پر دینے والے کا دل ٹوٹنے کا اندیشہ بھی رہتا ہے۔ اور چونکہ ہمارے مدینے والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کسی کا دل توڑنا پسند نہیں کرتے تھے۔ اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم خوشبو کا تحفہ رد نہیں فرماتے۔ چنانچہ ہمیں بھی چاہیئے کہ اگر ہمیں کوئی خوشبو یا سستی چیز تحفۃً پیش کرے تو اسے سنت سمجھ کر قبول کرلینا چاہیئے۔ اگر کوئی قیمتی چیز پیش کرے تو اسے بھی قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں مگر غور کرلینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کہیں مروت وغیرہ میں تو نہیں دے رہا کہ یہ دینا بعد میں خود اسی پر بار پڑ جائے۔

جن کو جن کہنے کی حکمت

سوال: جن کو جن کیوں کہتے ہیں؟

جواب: شارح بخاری علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی علیہ رحمۃ اللہ الغنی لکھتے ہیں: لغت میں جن کا معنی ہے ستر اور خفا اور جن کو اسی لئے جن کہتے ہیں کہ وہ عام لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوتا ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں لوگ فرشتوں کو بھی جن کہا کرتے تھے کیونکہ وہ ان کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوتے تھے۔ (عمدۃ القاری ج۔۱۔ص ۶۴۴)

مرتد کو قتل کرنے کی حکمت

سوال: اسلام میں مرتد کو قتل کرنے کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟

جواب: صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: مُرتَد کو قید کرنا اور اسلام نہ قبول کرنے پر قتل کرڈالنا بادشاہِ اسلام کا کام ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ ایسا شخص اگر زندہ رہا اور اس سے تَعَرُّض نہ کیا گیا (یعنی روک ٹوک نہ کی گئی) تو ملک میں طرح طرح کے فساد پیدا ہوں گے اور فتنہ کا سلسلہ روز بروز ترقّی پذیر ہو گا، جس کی وجہ سے اَمنِ عامّہ میں خَلَل پڑے گا، لہٰذا ایسے شخص کو ختم کر دینا ہی مُقتَضائے حکمت (یعنی مَصلَحت کا تقاضا) تھا۔ اب چُونکہ حکومتِ اسلام ہندوستان میں باقی نہیں، کوئی روک تھام کرنے والا باقی نہ رہا، ہر شخص جو چاہتا ہے بکتا ہے اور آئے دن مسلمانوں میں فَساد پیدا ہوتا ہے، نئے نئے مذہب پیدا ہوتے رہتے ہیں، ایک خاندان بلکہ بعض جگہ ایک گھر میں کئی مذہب ہیں اور بات بات پر جھگڑے لڑائی ہیں، ان تمام خرابیوں کا باعِث یِہی نیا مذہب ہے۔ ایسی صورت میں سب سے بہتر ترکیب وہ ہے جو ایسے وقت کے لیے قرآن وحدیث

میں ارشاد ہوئی، اگر مسلمان اُس پر عمل کریں تمام قصّوں سے نَجات پائیں دنیا و آخِرت کی بھلائی ہاتھ آئے۔ وہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے بالکل مَیل جُول چھوڑ دیں، سلام کلام ترک کر دیں، ان کے پاس اُٹھنا بیٹھنا، اُن کے ساتھ کھانا پینا، اُن کے یہاں شادی بیاہ کرنا غَرَض ہر قسم کے تعلُّقات ان سے قَطع کر دیں گویا سمجھیں کہ وہ اب رہا ہی نہیں۔ (بہارِ شریعت حصّہ ۹ ص ۱۷۵)

عورت یا بچّہ مُرتَد ہو تو سزا

صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی مزید فرماتے ہیں: عورت یا نابالغ سمجھ وال (یعنی سمجھدار) بچّہ مُرتَد ہو جائے تو قتل نہ کریں گے۔ بلکہ قید کریں گے یہاں تک کہ توبہ کرے اور مسلمان ہو جائے۔

(بہارِ شریعت حصّہ ۹ ص ۱۷۵، عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۴)

انسان کو خوشی کم اور غم زیادہ ملنے کی حکمت

سوال: انسان کی زندگی میں خوشی کم اور غم زیادہ کیوں ہوتے ہیں؟

جواب: انسان کی زندگی میں خوشی کم اور غم زیادہ ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے خمیر پر ۳۹ دن غم کی بارش اور ایک دن خوشی کی بارش ہوئی تھی۔

بچے کی جنس کی تعیین کس کے ذریعے ہوتی ہے؟

سوال: بچے کی جنس کی تعیین کے متعلق جدید سائنس کیا کہتی ہے؟

جواب: بچے کی جنس کی تعیین (یعنی لڑکا پیدا ہو گا یا لڑکی) کے متعلق جدید میڈیکل سائنس یہ کہتی ہے کہ: "بچے کی جنس کا انحصار مرد کی منی یا سپرم پر ہوتا ہے، عورت کے بیضے پر

نہیں۔ مرد کے ایک جرثومے کے اندر ۲۳ کروموسومز ہوتے ہیں۔ اسی طرح عورت کے ایک بیضے کے اندر بھی ۲۳ کروموسومز ہوتے ہیں۔ جب جرثومے اور بیضے کا ملاپ ہوتا ہے تو یہ سب جرثومے جوڑوں کی شکل میں مل جاتے ہیں۔ اس طرح کل ۲۳ جوڑے بن جاتے ہیں یعنی کل کروموسومز کی تعداد ۴۶ ہوتی ہے۔ ان میں سے ۲۲ جوڑے غیر جنسی ہوتے ہیں اوران کو آٹوسوم کہا جاتا ہے۔ جبکہ ۲۳ واں جوڑا جنسی جوڑا ہوتا ہے۔ اور یہی جوڑا جنین (یعنی بچے) کی جنس کا تعین کرتا ہے کہ وہ لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ مرد کے جرثومے کے اندر دو اقسام کے کروموسومز تشکیل پاتے ہیں۔ جن کو ایکس 'X' یا وائی 'Y' کہا جاتا ہے۔ مگر عورت کے بیضے کے اندر تمام کروموسومز 'X' نوعیت کے ہوتے ہیں۔ کروموسومز کو یہ نام اِن حروف سے مشابہت کی بنا پر دیئے گئے ہیں۔ وائی "Y" کروموسوم میں مذکر جنس ہوتا ہے جبکہ ایکس "X" کروموسوم میں مونث جنس ہوتا ہے۔

اور بچے کی جنس کی تعیین کے متعلق اسلام نے ۱۴۰۰ سال قبل ہی اعلان فرمادیا تھا کہ ''اس کا دارومدار مرد پر ہی ہے'' جیسے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ اَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰىۙ(۴۵) (پ۲۷، النجم، ۴۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ کہ اسی نے دو جوڑے بنائے نَر اور مادہ۔

مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى۪(۴۶) (پ۲۷، النجم، ۴۶)

ترجمۂ کنزالایمان: نطفہ سے جب ڈالا جائے۔

نطفہ انسان کے اعضاے تناسل سے نکلنے والے منی کے پانی کو کہتے ہیں اور **تُمْنٰى** کا

مطلب ہے جب وہ ٹپکائی جاتی ہے۔ پس اس آیت میں بتایا گیا کہ بچے کی جنس کا انحصار مرد کی منی پر ہے کہ وہی اپنی منی کو ٹپکاتا ہے اور یہ جدید میڈیکل سائنس نے ہمیں حال ہی میں بتایا ہے۔

اور سورۃ القیامہ میں اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کو اس طرح بیان کیا ہے:

اَلَمْ یَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰى (۳۷) (پ۲۹، القیامۃ، ۳۷)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا وہ ایک بوند نہ تھا اس منی کا جو (رحمِ مادر میں) گرائی جائے۔

ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى (۳۸) (پ۲۹، القیامۃ، ۳۸)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر خون کی پھٹک ہوا تو اس نے پیدا فرمایا پھر ٹھیک بنایا۔

فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰى (۳۹) (پ۲۹، القیامۃ، ۳۹)

ترجمۂ کنزالایمان: تو اس سے دو جوڑے بنائے مرد اور عورت۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ یہی ارشاد فرما رہا ہے کہ مرد کی منی کا تھوڑا سا حصہ یا مقدار یا قطرہ جو عورت کے رحم کے اندر ٹپکایا جاتا ہے، وہی بچے کی جنس کا ذمہ دار ہے۔

دنیوی زندگی کو قلیل کرنے کی حکمت

سوال: دنیا کی زندگی کو قلیل کیوں کیا گیا ہے؟

جواب: انسان کا مستقل ٹھکانا جنت یا دوزخ ہے اور انسان کو اپنے اس مستقل ٹھکانے تک پہنچنے کے لئے چھ مختلف سفر درپیش ہیں، پہلا سفر: مٹی سے خمیر بننے تک، دوسرا سفر: پیٹھ سے رحم تک، تیسرا سفر: رحم سے زمین کی پیٹھ پر آنے تک، چوتھا سفر: سطحِ زمین سے قبر تک، پانچواں سفر: قبر سے میدانِ محشر تک، چھٹا سفر: میدانِ محشر سے جائے رہائش تک، جو جنت ہوگی یا

پھر جہنم، اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ سفر کے دوران جو وقفہ کیا جاتا ہے وہ مختصر ہوتا ہے اسی طرح دنیا میں آنا یہ سفر کا ایک وقفہ ہے اسی لیے اس کو مختصر رکھا گیا ہے۔ اور ابھی انان نے نصف راستہ تو طے کر لیا جو کہ آسان تھے مگر مشکل ترین سفر ابھی باقی ہے۔

تمت بالخیر

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۴۶ھ بمطابق ۲۵ مارچ ۲۰۲۵ بروز منگل، بعدِ فجر، ۶ بج کر ۲۶ منٹ، مقام آگرہ

اللہ کریم سے دعا ہے کہ اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور دونوں جہان کی کامیابی کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

سگِ عطار محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مصنف کی دیگر کتب کا تعارف

(1)۔۔۔مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ

غفلت اڑا کر فکرِ آخرت پیدا کرنے والے واقیات کا مجموعہ بنام "ما فعل اللہ بک" یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد ہے کیونکہ اس کتاب میں ان واقعات کو جمع کیا گیا ہے جن میں خواب دیکھنے والا مرنے والے سے مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِكَ(یعنی اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟) کے ذریعہ سوال کرکے مرنے کے بعد پیش آنے والے معاملات دریافت کرتا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...اولیاء اپنے پیروکاروں کی شفاعت کریں گے
☆...دنیامیں سب سے زیادہ رونے والے حضرات
☆...ایک رقت انگیز رخصتی
☆...چالیس سال تک گناہ نہیں کیا
☆...شہوت پرستی کے مختلف انداز
☆...لوگوں کی چار اقسام
☆...دنیاکی چھ چیزیں اوران کی حقیقت
☆...سفید بالوں کی فضیلت
☆...ناپ تول میں کمی کا وبال
☆...حوریں پانے کا عمل
☆...قربِ الٰہی پانے کا طریقہ
☆...رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پھلوں کو چوما کرتے تھے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(2)۔۔۔میری سنّت میری امّت

ان احادیث کا مجموعہ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی سنت اور اپنی امت کا تذکرۂ دلنواز فرمایا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...میری سنت کو زندہ کرنے کا مطلب
☆...میری سنت میں سے یہ چیزیں ہیں

☆... میری سنت سے جس نے محبت کی
☆ ... میری سنت میں جس کا سکون ہو
☆... میری امت کا سلام
☆... میری امت میں ایسا شخص پیدا فرمایا
☆... میری امت کے لئے امان ہیں
☆... میری امت کی گوشہ نشینی
☆... پچھلی امتوں کی بیماریاں

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(3)---کیا حال ہے؟

دلچسپ و عبرت ناک واقعات کا مجموعہ بنام "کیا حال ہے؟

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... پہلا باب : کیا حال ہے
☆... دوسرا باب: صبح کس حال میں کی
☆... تیسرا باب: آپ کیسے ہیں؟
☆... چوتھا باب: کیسے ہو؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(4)---موت کے وقت

مرنے والے کو موت کے وقت پیش آنے والے دردناک و عبرت ناک معاملات پر مشتمل واقعات کا مجموعہ ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...موت کے وقت
☆...موت کا وقت
☆...نزع کا عالم
☆...نزع کے عالم
☆...وصال کا وقت
☆...وصال کے وقت
☆...وفات کا وقت
☆...وفات کے وقت
☆...انتقال کا وقت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(5)۔۔۔عقائد کی حکمتیں

اس کتاب میں عقائدِ اہلسنت کی عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ ساتھ اچھوتے انداز میں حکمتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... حکمت کیا ہے
☆... حکمت کہاں اور کیسے ملتی ہے
☆ اللہ پاک کا ہونا کیوں ضروری ہے ؟...
☆... اللہ پاک کا اولاد سے پاک ہونے کی حکمتیں
☆... اللہ کو اللہ کہنے کی حکمتیں
☆... کیا اللہ پاک سوتا بھی ہے ؟
☆... اللہ کا مکان سے پاک ہونے کی حکمتیں
☆... اللہ پاک کے کل کتنے نام ہیں؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(6)۔۔۔پانچ نمازوں کی حکمت

اس کتاب میں نماز اور ارکانِ نماز کی عقلی دلائل کے ساتھ ساتھ اچھوتے انداز میں حکمتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... قرآن میں لفظِ صلوۃ کتنی بار آیا؟
☆... نماز کے اعظم الفرائض ہونے کی چھ حکمت
☆... نماز کو صلوۃ کہنے کی چار حکمت
☆... نماز کے افضل العبادات ہونے کی پانچ حکمت
☆... نماز کی برکات
☆... پانچ نمازوں کے فرض ہونے کی سات حکمت
☆... انسانی زندگی کی پانچ حالت
☆... سورج کی پانچ حالت
☆... نماز کے شرائط و فرائض کی حکمتیں
☆... قبلہ مقرر کرنے کی چار حکمت
☆... کعبہ کو قبلہ مقرر کرنے کی نو حکمت
☆... نمازوں کی رکعتوں کے مختلف ہونے کی حکمتیں

☆... احکامِ الٰہی کے مختلف ہونے کی حکمت　　☆... پانچ نمازوں کے ناموں کی حکمت

☆... فرضوں کے ساتھ سنن کی حکمت　　☆... اعمالِ نماز کا شرعی جائزہ

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(7)---قرآنی سورتوں کے مضامین

قرآنِ عظیم کی (۱۱۴) سورتوں کے متعلق اجمالی دلچسپ معلومات پر مشتمل یہ کتاب ہے جو اپنے اعتبار سے بہت علمی کتاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... سورت کا مقامِ نزول　　☆... آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

☆... سورت کا نام رکھے جانے کی وجہ　　☆... سورت کے فضائل

☆... سورت کے مضامین　　☆... پچھلی سورت کے ساتھ مناسبت

☆... اور رنگ برنگے مدنی پھول

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(8)---سب سے پہلے سب سے آخر

دلچسپ معلومات کا ایک اچھوتا انداز ''سب سے پہلے فلاں کام کس نے کیا'' پر مشتمل کتاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... سب سے پہلے کس نے منبر پر خطبہ پڑھا؟ ☆... سب سے پہلے کس نے راہِ خدا میں جہاد کیا؟

☆... سب سے پہلے کس نے ثرید تیار کیا؟　　☆... سب سے پہلے ترازو کس نے بنایا؟

☆... سب سے پہلے کس نے ہتھیار بنائے؟　　☆... سب سے پہلے ''اَمَّا بَعۡدُ'' کس نے کہا؟

☆... سب سے پہلے اسلام میں مسجد کس نے بنائی؟ ☆... سب سے پہلے اسلام میں سولی کس کو دی گئی؟

☆... سب سے پہلے اسلام میں خطبہ کون سا پڑھا گیا؟☆... سب سے پہلے کس نے تاج شاہی سر پر رکھا؟

☆راہب کے ٦٢ سوالات اور ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے جوابات☆

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(9)---قصور کس کا ہے؟

کئی لڑکیاں پیدا ہونے کے بعد لوگ کہتے ہیں "اس عورت کو طلاق دے دو" آخر لڑکیوں کی پیدائش میں قصور کس کا ہے؟ مرد کا، یا عورت کا، اس کتاب میں اور اسلام اور سائنس کی روشنی میں بڑے اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے مزید دلچسپ سوالات وجوابات بھی ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... زمانۂ جاہلیت کی کچھ یادیں
☆... پانچ لرزہ خیز واردات
☆... بیٹیوں کے فضائل
☆... سائنس کیا کہتی ہے؟
☆... دلچسپ سوالات وجوابات
☆... عِلۡمُ الۡجَنِیۡن کیا ہے؟
☆... بچے کی پیدائش کا سبب کیا ہے؟
☆... بچے کی پیدائش کا مرحلہ
☆... بے اولادی کے 4 روحانی علاج
☆... اولادِ نرینہ کے روحانی علاج

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(10)---نصاب مسائلِ نماز

امامت ٹیسٹ کی تیاری کرنے کے لئے بہترین کتاب جس میں نماز کے بنیادی مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... اپنی ضرورت کا علم سیکھنا فرض ہے!☆... حصولِ علم کے ذرائع ☆... چندے کے مسائل

☆... شرائطِ نماز ☆... فرائضِ نماز ☆... واجباتِ نماز

☆... مفسداتِ نماز ☆... مکروہاتِ نماز ☆... مسائلِ سجدۂ سہو

☆... امامت کی شرائط ☆... اقتداء کی شرائط ☆... مسائلِ نمازِ جمعہ

☆... مسائلِ نمازِ عیدین ☆... مسائلِ معذورِ شرعی ☆... جماعت کا ایک اہم مسئلہ

☆... مسائلِ شرعی مسافر ☆... مسائلِ نمازِ جنازہ ☆... مسائلِ سجدۂ تلاوت

☆... مسائلِ اذان واقامت ☆... مسائلِ لقمہ ☆... چاند کب نکلے گا؟

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(11)۔۔۔ خطباتِ مصطفائی و خطباتِ شفیقی حصہ اوّل

اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ جس میں ۶ بیان پیر ثاقب رضا مصطفائی اور ۶ بیان مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطاب ملاحظہ فرمائیں گے:

	خطباتِ مصطفائی		خطباتِ شفیقی
1	عظمتِ رسالتِ مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم	1	محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کے مظہر ہیں
2	ذکر کی فضیلت اور اس کے اثرات	2	جمیع عالم برائے مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
3	ولی کی پہچان	3	امت کا معنی اور اس کا مفہوم
4	سنّت اور بدعت	4	امت محمدیہ کی عمر کم کیوں رکھی گئی
5	نورِ حسّی اور نورِ معنوی	5	اعلی حضرت کا عشق رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
6	تفسیر سورۂ تکاثر	6	تفسیر سورۂ کوثر: محبوب ہم نے تم کو سب کچھ دیا

خطیبِ اوّل: **مبلغ اسلام پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی**

خطیبِ ثانی و مرتب: **مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری**

(12)۔۔۔خطباتِ مصطفائی و خطباتِ شفیقی حصہ دوم

اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ جس میں ۶ بیان پیر ثاقب رضا مصطفائی اور ۶ بیان مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطابات ملاحظہ فرمائیں گے:

	خطباتِ مصطفائی		خطباتِ شفیقی
7	حب رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور اس کے تقاضے	7	شانِ مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
8	منی سے کربلا تک	8	مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دنیا کی جان ہیں
9	آؤ در تواب پے روتے ہوئے آؤ	9	اللہ عزوجل سے محبت کیجئے
10	اہلِ تقوی اور جنت	10	ماں باپ کے حقوق
11	فلسفۂ رمضان	11	اعلی حضرت رضی اللہ عنہ کا چرچا رہے گا
12	تفسیر سورۂ بلد	12	تفسیر سورۂ عصر، قیامت کا بیان

خطیبِ اوّل: **مبلغ اسلام پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی**

خطیبِ ثانی و مرتب: **مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری**

(13)۔۔۔خطباتِ مصطفائی و خطباتِ شفیقی حصہ سوم

اصلاحی و تبلیغی خطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ جس میں ۶ بیان پیر ثاقب رضا مصطفائی اور ۶ بیان مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری کے شامل ہیں۔

آپ اس کتاب میں ان عنوان پر خطابات ملاحظہ فرمائیں گے:

	خطباتِ مصطفائی		خطباتِ شفیقی
13	اثبات وجودِ باری تعالی	13	حدیث کی اہمیت
14	نفس اور شیطان	14	نسبت کا بیان
15	اسلام میں احترام آدمیت	15	سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آ گئے

16	ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے	16	اللہ عزوجل کے نام پر مانگنا
17	مقصدِ حج	17	آؤ توبہ کریں
18	تفسیر سورۂ مائدہ	18	تفسیر سورۂ ملک، موت وحیات

خطیبِ اوّل: **مبلغ اسلام پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی**

خطیبِ ثانی ومرتب: **مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری**

(14)---تدریس کے 26 طریقے

جدید دور میں جدید و قدیم تدریس کے طریقوں کا مجموعہ بنام "تدریس کے 26 طریقے" اس کتاب میں تدریس کے طریقوں کے ساتھ ساتھ اپنی تدریس کو بہتر اور مقبولِ عام بنانے کے فارمولے بھی بیان کئے گئے ہیں۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...تدریس کے نکات

☆...تدریس کے ۲۶ طریقے

☆...درجے کی ترقی کے فارمولے

☆...طلبا کے درمیان کئے جانے والے بیان

☆...انوکھی باتیں

☆...انوکھے سوالات

☆...انوکھی حکایات

☆...انوکھی حکمتیں

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(15)---رفیق التدریس

استاد کو تدریس کے اعلی منصب کی جانب لے جانے والی ایک نمایاں تحریر جس میں تدریس میں نکھار پیدا کرنے والی چیزوں کو بیان کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں چھ ابواب ہیں جو درج ذیل ہیں:

☆...پہلا باب:63انوکھی معلومات ☆...دوسرا باب:63انوکھے سوالات

☆...تیسرا باب:63انوکھے چٹکلے ☆...چوتھا باب:63انوکھی پہیلیاں

☆...پانچواں باب:63 انوکھی حکمتیں ☆...چھٹا باب:63انوکھی حکایات

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(16)---تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے

تاریخ ساز شخصیت بننے کی ایک رہنما کتاب

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆... شخصیت کسے کہتے ہیں؟ ☆... تاریخ ساز شخصیت کی خصوصیات

☆... شخصیت کی تعمیر ایسے کریں ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا پہلا فارمولہ

☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا دوسرا فارمولہ ☆... دنیا بھر میں اسلام کیسے پہنچا؟

☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا دوسرا فارمولہ ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا تیسرا فارمولہ

☆... ادارے قائم کرنے کے ے فامولے ☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا چوتھا فارمولہ

☆... تمام عورتوں تک پیغام پہنچانے کا فارمولہ ☆... تاریخ ساز شخصیت کی خوبیاں

☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا پانچواں فارمولہ ☆... دوسروں کو بلند کرنا خود کی بلندی ہے

☆... تاریخ ساز شخصیت بننے کا چھٹا فارمولہ ☆... ایک بادشاہ اور چار آدمی

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(17)۔۔۔فیضانِ قرآن کورس

90دن میں صرف 30منٹ کی کلاس میں قرآن، اذکارِ نماز، دعا، سنتیں اور آداب سیکھنے کا منفرد کورس

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... فیضانِ قرآن کورس کے فوائد ☆... فیضانِ قرآن کورس کے جدول چلانے کی رہنمائی

☆... مدنی قاعدہ کے 22اسباق ☆...22کاموں کی سنتیں اور آداب

☆...23دعائیں ☆...10 قرآنی سورتوں کا حفظ و مشق

☆... اذکارِ نماز کا حفظ و مشق ☆...5کلمے، ایمانِ مجمل و ایمانِ مفصل کا حفظ و مشق

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(18)۔۔۔فیضانِ شریعت کورس

صرف 30منٹ کی کلاس میں عقائد، عبادات، معاملات، منجیات، مہلکات اور رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کے متعلق بہت کچھ سیکھنے کا منفرد کورس

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... فیضانِ شریعت کورس کے فوائد

☆... فیضانِ شریعت کورس کے جدول چلانے کا طریقہ کار

پہلا باب☆... عقائد کے 19 بیانات **دوسرا باب** ☆... عبادات کے 19 بیانات

تیسرا باب ☆... معاملات کے 19 بیانات **چوتھا باب** ☆...مُنْجِیات کے 19 بیانات

پانچواں باب☆...مُھْلِکات کے 19 بیانات **چھٹا باب**☆... سنتیں اور آداب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(19)۔۔۔آسان فرض علوم

فرض علوم پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین کتاب جس میں عقائدِ اہلسنت کو عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور مسائل کو نہایت آسان کر کے عوام کے پڑھنے کے قابل بنایا گیا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... کتاب العقائد ☆... تہتر فرقوں کا بیان ☆... کتاب الطہارۃ

☆... کتاب الصلوۃ ☆... کتاب الجنائز ☆... کتاب الصوم

☆... کتاب الزکوۃ ☆... کتاب الحج ☆... کتاب النکاح

☆... کتاب الطلاق ☆... کتاب الاضحیہ ☆... کتاب القسم

☆... کتاب الحدود ☆... حلال طریقے سے کمانے کا بیان

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(20)۔۔۔آسان خطباتِ محرم

ماہِ محرم میں کی جانے والی تقریروں کا آسان اور دلچسپ معلوماتی گلدستہ بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

1☆... دین اسلام کی خوبیاں

2☆... سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم

3☆... صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

4☆... حضرتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

5☆... حضرتِ عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

6☆... حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ

7☆... حضرتِ مولی علی رضی اللہ عنہ

8☆... حضرتِ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

9☆... حضرتِ امامِ حسن رضی اللہ عنہ

10☆... حضرتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ

11☆... شہادتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ

12☆... یزید اور یزیدیوں کا انجام

13☆... دسویں محرم الحرام کے فضائل

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(21)---تنظیمی نصاب وبیانات

مجلس امامت کورس میں داخلِ نصاب کتاب بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...12 دینی کاموں کی تفصیل
☆... سنتیں اور آداب
☆... انفرادی کوشش کی ترغیبات
☆... اجتماعِ پاک کی دعائیں
☆... فیضانِ تجوید کے اسباق
☆... امام کے ۳۰ مدنی پھول
☆... اذکارِ نماز
☆... درودِ تاج
☆...بیاناتِ عصر
☆...بیاناتِ مغرب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(22)---اعلی حضرت کا چرچا رہے گا

اعلی حضرت کا تذکرۂ دل نواز قرآن، حدیث اور میٹھ کی روشنی میں خطباتِ شفیقی جلد دوم کا ایک

منفرد بیان بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... درود شریف کی انوکھی فضیلت
☆... اولیاء اللہ کے تذکرے کیوں باقی رہتے ہیں؟
☆... بادشاہوں کے مقبروں کا حال
☆... اولیاء کے مزاروں کا حال
☆... تذکرے باقی رہنے کے چند اسباب
☆... اولیائے کرام کے تذکرے زمین و آسمان میں
☆... فنا ہو کر 9 کا عدد بن جاتا ہے
☆... اس لیے مخلوق اولیاء کا عرس مناتی ہے

☆...اولیاء پر رب نوازشات
☆...9 کے عدد کی چار عجیب باتیں
☆...اعلی حضرت کے پاس سب کچھ ہے
☆...بارگاہِ مصطفی ﷺ سے مشین عطا ہوئی
☆...اعلی حضرت کے سونے کا منفرد انداز
☆...اعلی حضرت کے فنافی الرسول ہونے کی دلیل
☆...ہر وقت نبی ﷺ کی ثنا
☆...دورانِ میلاد بیٹھنے کا انداز
☆...تعارفِ اعلی حضرت
☆...منقبتِ اعلی حضرت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(23)---آسان حنفی نماز

आम मुसलमान के लिये नमाज़ और उस के ज़रूरी अहकाम सीखने के लिये बेहतिरीन किताब बनाम

आसान हनफ़ी नमाज़

नमाज़ पढ़ने का आसान तरीक़ा

सवालन जवाबन

आप इस किताब में पढ़ सकेगें

मस्जिद के मसाइल
दीनी इल्म सीखने की फ़ज़ीलत
गुस्ल के मसाइल
वुज़ू के मसाइल
नजासतों के मसाइल
तयम्मुम के मसाइल
नमाज़ के मसाइल
कपड़े पाक करने के तरीक़े
इमामत के मसाइल
सज्दए सहव के मसाइल
जुमा के मसाइल
माज़ूरे शरई के मसाइल
इक़्तिदा के मसाइल
ईद के मसाइल

नमाज़े जनाज़ा के मसाइल
सज्दए तिलावत के मसाइल
मुसाफ़िर के मसाइल
अज़ानो इक़ामत के मसाइल
नमाज़ में लुक़मा के मसाइल

मुरत्तिब

मौलाना अबू शफ़ीअ मुहम्मद शफ़ीक़ ख़ान अत्तारी मदनी फ़तेहपुरी

मकतबा दारुस्सुन्ना दिल्ली

(24)---محمد اور احمد کے اسرار

اللہ پاک کے آخری نبی، محمدِ عربی ﷺ کے مبارک نام "محمد" اور "احمد" کی لاجواب تشریح پر مشتمل "خطباتِ شفیقی" حصہ اول کا ایک منفرد بیان بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...درود شریف کی انوکھی فضیلت
☆...اللہ پاک کے تین ہزار نام
☆... حضور ﷺ کے ۱۴۰۰ نام
☆... محمد ﷺ اللہ کے مظہر ہیں
☆...اسمِ محمد اسمِ اللہ کا مظہر
☆...چار میں عجیب لطف ہے
☆...نقطہ عیب ہے
☆... مشدد حرف لانے کی حکمت
☆...صفاتِ محمد صفاتِ خدا کا مظہر
☆...افعالِ محمد افعالِ خدا کا مظہر
☆...ہر چیز میں محمد ﷺ کا نور ہے
☆... خصائصِ مصطفی ﷺ کتنے ہیں؟
☆... حضور ﷺ کے چار نام حمد سے مشتق ہیں
☆...احمد نام رکھنے کی وجہ

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(25)۔۔۔امّتِ محمدیہ کے سوالات اور ان کے قرآنی جوابات

حضرتِ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کم سوال کسی امت نے نہ کئے کہ امتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صرف ۱۴ سوالات کئے۔(التفسیر الکبیر جلد ۳ ص ۱۰۲)

اس کتاب میں ان سوالات کے جوابات کے ساتھ ساتھ مختصر تشریح بھی بیان کی گئی ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...امتِ محمدیہ کے ۱۴ سوالات

☆...انفال کا معنی

☆...چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کی حکمت

☆...حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو روح کا علم حاصل ہے

☆...شراب حرام ہونے کا ۱۰ انداز میں بیان

☆...ذوالقرنین کے تین سفر

☆...جوئے کے دنیوی نقصانات

☆...سدِ سکندری کب ٹوٹے گی؟

☆...حَیض کی حکمت

☆...اہلِ ایمان کی شفاعت کی دلیل

☆...بندوک کی گولی سے شکار کرنے کا شرعی حکم

☆...شفاعت سے متعلق (۵) اَحادیث

☆...نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو قیامت قائم ہونے کے وقت کا علم دیا گیا ہے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(26)۔۔۔درود کی حکمتیں

13 درودِ پاک کی فضیلت پر حکمت بھرے نکات پر ایک دلچسپ کتاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...ماضی، حال مستقبل سب درست

☆...دعا کی قبولیت کا نسخہ

☆...قیامت کے دن حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا قرب

☆...زمین والوں کے مثل نیکی

☆...درود شریف قیامت کے دن نور ہوگا　　☆...سو حاجتیں پوری ہونے کا عمل

☆... مصطفی جانے رحمت پہ لاکھوں سلام　　☆...دعا کی قبولیت کا عمل

☆...رحمت و مغفرت کا بارشیں ہوتی رہیں　　☆...درود اعمال کی قبولیت کا ذریعہ ہے

☆...مرنے سے پہلے جنت دیکھنے کا عمل　　☆...درود نہ پڑھنے کے نقصانات

☆...جب تک درود لکھا رہے گا مغفرت کی دعا ہوتی رہے گی

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(27)---چاند کی گواہی

فتاوی رضویہ کی ۲۶ ویں جلد میں موجود امامِ اہلِ سنت کا علمِ تقویم پر مشتمل رسالہ "نُطۡقُ الۡهِلَالِ بَارِخُ وِلَادِالۡحَبِیۡبِ وَالۡوِصَالِ" کا آسان انداز میں خلاصہ ہے جس میں اعلی حضرت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا تھا کہ روایات میں ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات شریف ۱۲ ربیع الاول پیر کے دن ہوئی لیکن علمِ تقویم کے اعتبار پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول نہیں پڑ رہی اور یہ مسئلہ کبھی حل نہ ہونے والا مسئلہ تھا مگر اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے اس کا آسان انداز میں جواب ارشاد فرمادیا۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... علمِ تقویم کا لاحل مسئلہ　　☆... پیر کے دن 12 تاریخ نہیں

☆... سب سے پہلے اعتراض کس نے کیا؟　　☆... مکہ میں چاند کیسے دکھ گیا؟

☆... کیا لگاتار تین مہینے 30 کے ہو سکتے ہیں؟　　☆... نطق الہلال رسالہ تصنیف کرنے کی وجہ

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(28)۔۔۔شفیق المصباح شرح مراح الارواح

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے نصاب میں شامل علمِ صرف کی مشہور و معروف کتاب بنام "مراح الارواح" کی آسان اردو شرح ہے جس میں عربی عبارت پر اعراب و اردو ترجمہ کے ساتھ ساتھ سوالاً جواباً تشریح پیش کی گئی ہے جو اپنے اعتبار سے بڑی مفید و دلچسپ کتاب ہے۔

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(29)۔۔۔شفیقیہ

اس کتاب میں شارح مسلم کی چالیس احادیث کا مجموعہ، مشہورِ زمانہ کتاب "الاربعین النوویہ" کا آسان اردو ترجمہ نیز راویوں کے حالات کے بھی بیان کیے گیے ہیں

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...مصنف کا تعارف ☆...مترجم کا تعارف ☆...عبارت مع اعراب

☆... سلیس اردو ترجمہ ☆...راویوں کے حالات

مصنف: شیخ الاسلام الحافظ الامام محی الدین ابوزکریا یحیٰ بن شرف نووی (علیہ رحمۃ اللہ القوی)

مترجم: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(30)۔۔۔شفیق النحو لحل خلاصۃ النحو حصہ اول

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے درجۂ اولی کے نصاب میں شامل علمِ نحو کی مشہور و معروف کتاب بنام "خلاصۃ النحو" کی تمارین کو حل کیا گیا ہے۔

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(31)۔۔۔شفیق النحو لحل خلاصۃ النحو حصہ دوم

دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ کے درجۂ اولی کے نصاب میں شامل علمِ نحو کی مشہور و معروف کتاب بنام ''خلاصۃ النحو'' کی تمارین کو حل کیا گیا ہے۔

مرتب: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(32)۔۔۔القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر

عقائد کے متعلق ۱۳۰۰ سال پرانی امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی اہم کتاب ''الفقہ الاکبر'' کی آسان اردو شرح ہے مزید باطل فرقوں کے مختصر تعارف و عقائد کا بھی بیان شامل ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... عقائد کے کتنے اور کون کون سے امام ہیں؟

☆... اللہ پر ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟

☆... واحد اور احد میں کیا فرق ہے؟

☆... کیا اللہ عدد کے اعتبار سے ایک ہے؟

☆... کیا اللہ اپنی مخلوق کے مشابہ ہے؟

☆... اللہ کی صفات ذاتی اور فعلی کیا ہیں؟

☆... حادث اور قدیم کا کیا معنی ہے؟

☆... قرآن کے مخلوق ہونے، نہ ہونے کی بحث

☆... اللہ کی صفات قدیم کیسے ہیں؟

☆... اہل سنت کی نشانی در زمانۂ امام اعظم

☆... کیا زمین گھومتی ہے؟

☆... اللہ کا کسی کو گمراہ کرنے کے کیا معنی ہیں؟

☆... بندوں کے افعال کا خالق کون ہے؟

☆... کیا گناہ بھی اللہ کے حکم سے ہوتے ہیں؟

☆... مرتکب کبیرہ کے بارے میں معرکۃ الآرا بحث

☆ کیا تمام قرآنی فضیلت میں برابر ہیں؟...

☆... ۷۳ فرقوں کے بارے میں مختصر معلومات اور ان کے عقائد۔

☆... اگلے مہینے کا چاند کب نظر آئے گا معلوم کرنے کا فارمولا

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(33)---شارق الفلاح شرح نور الایضاح

درسِ نظامی کے کورس میں داخلِ نصاب کتاب "نور الایضاح" کی آسان اردو شرح ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... مصنف کا تعارف　☆... شارح کا تعارف　☆... فقہی اصطلاحات

☆... بنیادی باتیں　☆... صاحبِ نور الایضاح کے غیر مفتی بہ اقوال

☆... عبارت مع اعراب　☆... سلیس اردو ترجمہ　☆... سوالاً جواباً عبارت کی شرح

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(34)---صرف کے دلچسپ سوالات

علمِ صرف کی بہترین کتاب جس میں صرف کے قاعدوں کی علتیں اور افعال کے مختلف صیغوں کی وجہ و حکمت بیان کی گئی ہیں، مزید مراح الارواح کا متن مع اعراب و ترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... وزن کے لئے "ف، ع، ل" کو کیوں خاص کیا گیا؟　☆... فعل ماضی کے ۱۴ صیغے ہی کیوں آتے ہیں؟

☆... فعل ماضی مبنی ہے حالانکہ اس کے آخر میں حرکت ہے؟　☆... فعل مضارع معرب کیوں ہوتا ہے؟

☆... فعل مضارع بنانے کے لئے حروف اتین کا اصافہ کیوں کرتے ہیں؟☆... فعل امر کو مضارع سے ہی کیوں بناتے ہیں؟

☆... ثلاثی مجرد کے اسم فاعل میں الف کا اضافہ کیوں کرتے ہیں؟　☆... اسم مفعول بنانے میں میم کا اضافہ کیوں کیا گیا؟

☆... صیغوں کی تعلیل کرنے کے آسان ۱۶ قاعدے　☆... نون تثنیہ اور تنوین میں فرق

☆... ان چیزوں کا بیان جن سے ثقل لازم آتا ہے　☆... ان چیزوں کا بیان جن سے خفت پیدا ہوتی ہے

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(35)۔۔۔اسرار الایمان فی حقائق الارکان

اسلامی عقائد وارکان کی حکمتوں پر مشتمل لاجواب کتاب

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...عقائد کی حکمت
☆...اذان کی حکمت
☆...طہارت کی حکمت
☆...نماز کی حکمت
☆...جماعت کی حکمت
☆...درود کی حکمت
☆...مختلف چیزوں کی حکمت
☆...مصنف کی دیگر کتب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

عنقریب آنے والی کتب

(1)۔۔۔عنایۃ الحکمت لحل بدایۃ الحکمت

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(2)۔۔۔عطایۃ الحکمت شرح ہدایۃ الحکمت

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(3)۔۔۔خلیلیہ شرح مناظرۃ الرشیدیہ

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(4)۔۔۔کلام الوقایہ شرح شرح الوقایہ

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(5)---رحمة الباری شرح تفسیر البیضاوی

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(6)---مختار التاویل شرح مدارک التنزیل

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(7)---الدلالة الشاهدة شرح البلاغة الواضحة

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(8)---المعتبر المعترف لحل المعتقد المنتقد

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(9)---سلیم النظر شرح نزهة النظر

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(10)---شفیق النعمانی لحل شرح الجامی

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(11)---نحو کے دلچسپ سوالات

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(12)---درسِ تصوف

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(13)---علماء کو اتنی فضیلت کیوں ملی؟

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(14)۔۔۔کامیابی کے 10اصول

مایوسی کا خاتمہ کر کے کامیابی کی جانب گامزن کرنے والے اصولوں کا مجموعہ بنام ''کامیابی کے دس اصول'' یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد ہے کیونکہ اس کتاب میں ان اصولوں کو جمع کیا گیا ہے جن سے مایوسی کا خاتمہ ہونے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ کر کچھ کر گزرنے کا جذبۂ نو پیدا ہوتا ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... مثبت سوچ رکھنے والا ہو ☆... نظم وضبط کے ساتھ رہنے والا ہو

☆... لوگوں کے مزاج کو پرکھنے کی صلاحیت رکھنے والا ہو☆... اپنے کام کو شوق ولگن کے ساتھ کرنے والا ہوں

☆... ناکام لوگوں سے سبق حاصل کرنے والا ہو ☆... سخت محنت کرنے والا، اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے والا ہو

☆... کام کو بانٹنے والا ہو ☆... خدار اور متوکل ہو

☆... آخرت کی فکر کو مقدم رکھنے والا ہو ☆... ان سب کا سرچشمہ خوفِ خدا والا ہو

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(15)۔۔۔نور المغیث شرح تیسیر مصطلح الحدیث

درسِ نظامی کے درجۂ سادسہ میں داخلِ نصاب اصولِ حدیث کی بہترین کتاب ''تیسیر مصطلح الحدیث'' کی اردو شرح بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... مصنف کا تعارف ☆... شارح کا تعارف

☆... عربی عبارت مع اعراب ☆... عربی عبارت کا آسان اردو ترجمہ

☆... عربی عبارت کی شرح ☆... سوال وجواب

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(16)---عرفان الاثار شرح معانی الاثار

فقہ حنفی کی دلائل پر مشتمل احادیث کی مستند کتاب معانی الاثار کی اردو شرح ہے جو درسِ نظامی میں داخلِ نصاب ہے۔

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆... مصنف کا تعارف　　☆... شارح کا تعارف

☆... متن مع اعراب　　☆... متن کا سلیس اردو ترجمہ

☆... اختلافِ فقہائے کرام مع دلائل　　☆... ترجحاتِ مذہبِ احناف

شارح: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

(17)---تسلیم التوقیت

یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے کہ اس میں چار علوم کو یکجا کیا گیا ہے: (۱)۔ علمِ توقیت۔ (۲)۔ علمِ فلکیات۔ (۳) علمِ تقویم۔ (۴)۔ علمِ طب۔ ان چار علوم کے متعلق ایک اہم اور آسان تصنیف ہے۔

☆... علمِ توقیت　☆... علمِ فلکیات　☆... علمِ تقویم　☆... علمِ طب

مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

فرض علوم کے متعلق تقریباً ۱۲۰۰ سوالات پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین

آسان فرض علوم

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

- کتاب العقائد
- تہتر فرقوں کا بیان
- باطنی گناہوں کی معلومات
- کتاب الطہارۃ
- کتاب الصلوٰۃ
- کتاب الجنائز
- کتاب الصوم
- کتاب الزکوٰۃ
- کتاب الحج
- کتاب النکاح
- کتاب الطلاق
- کتاب الاضحیہ
- کتاب القسم
- کتاب الحدود
- حلال طریقے سے کمانے کا بیان

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ، دہلی

آسان فرض علوم

القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر

خطباتِ مصطفائی و خطباتِ شفیقی

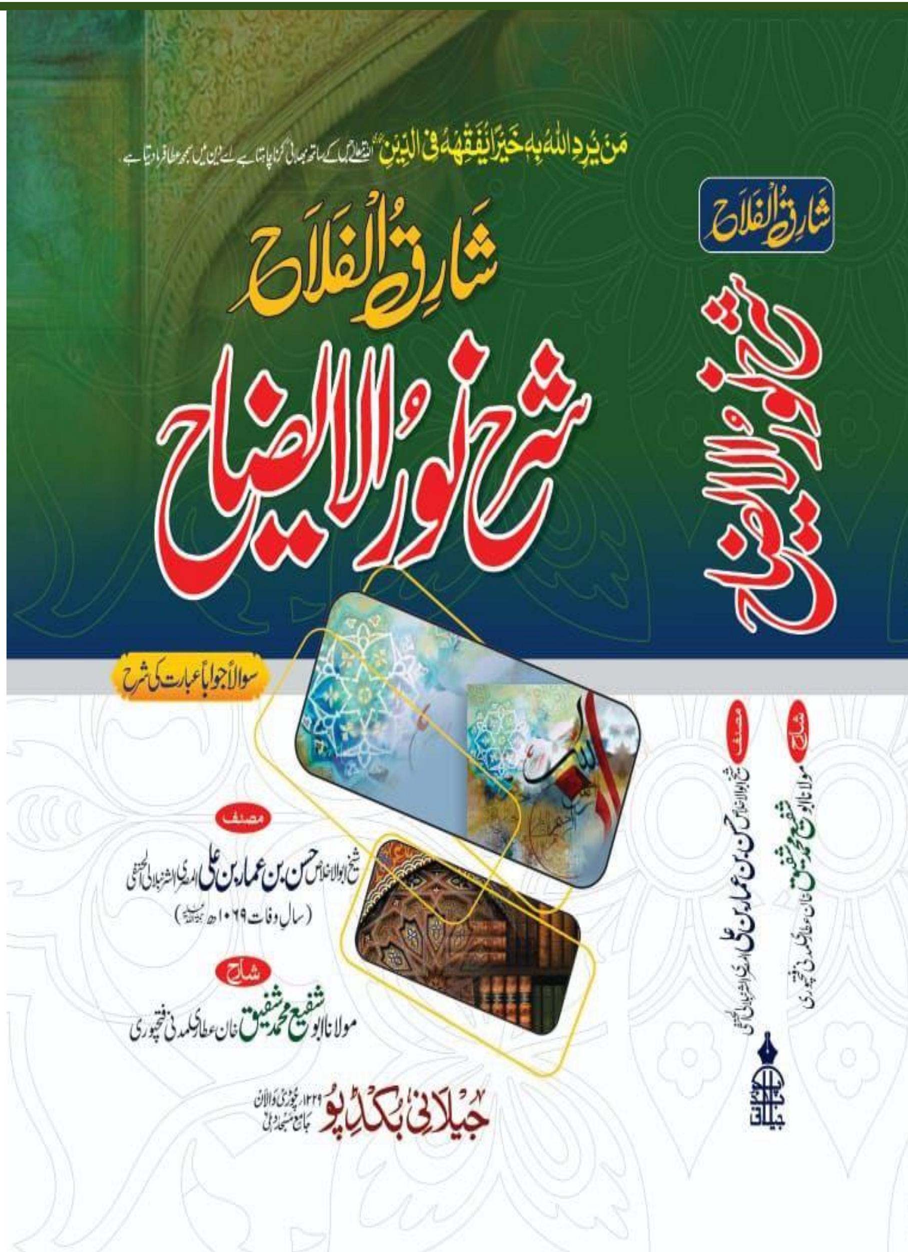
صرف کے دلچسپ سوالات

قصور کس کا

سب سے پہلے سب سے افضل

PUBLISHER
MAKTABA DARUS-SUNNAH DELHI
Mob.: +91-9368287284

Rs. 800/-


مَن یُّرِدِ اللہُ بِہٖ خَیرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ
اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے دین میں سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔
شارق الفلاح
شرح نور الایضاح
سوالاً جواباً عبارت کی شرح
مصنف
شیخ ابوالاخلاص حسن بن عمار بن علی المصری الشرنبلالی الحنفی
(سال وفات ۱۰۶۹ھ)
شارح
مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری
جیلانی بکڈپو

ماہِ محرم میں کی جانے والی تقریروں کا آسان اور دلچسپ معلوماتی گلدستہ

آسان خُطبَاتِ مُحَرَّمْ

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دارالسنہ ، دہلی

کئی لڑکیاں پیدا ہونے کے بعد لوگ کہتے ہیں "اس عورت کو طلاق دے دو"
آخر لڑکیوں کی پیدائش میں

قصور کس کا

مرد کا یا عورت کا
اسلام اور سائنس کی روشنی میں

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

- زمانۂ جاہلیت کی کچھ یادیں
- پانچ لرزہ خیز واردات
- بیٹیوں کے فضائل
- سائنس کیا کہتی ہے؟
- دلچسپ سوالات وجوابات
- عِلمُ الجَنِین کیا ہے؟
- بچے کی پیدائش کا سبب کیا ہے؟
- بچے کی پیدائش کا مرحلہ
- بے اولادی کے 4 روحانی علاج
- اولادِ نرینہ کے روحانی علاج

مصنف
مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مَکۡتَبَۃُ دَارُ السُّنَّۃ، دِھلی

اصلاحی و تبلیغی خُطبات کا ایک منفرد و مقبول گلدستہ

خُطباتِ مصطفائی
و
خُطباتِ شفیقی

حصہ اول

خطیبِ اوّل: مبلّغ اسلام پیرزادہ مُحمّد رضا ثاقب مُصطفائی

خطیب ثانی و مرتب: مولانا محمد شفیق خاں عطّاری مدنی فتح پوری



مکتبہ دار السُنّہ، دِھلی



امامت ٹیسٹ کی تیاری کرنے کے لئے بہترین کتاب بنام

نصابِ مسائلِ نماز

(سوالاً جواباً)

مرتب

مولانا ابوشفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

- اپنی ضرورت کا علم سیکھنا فرض ہے!
- حصولِ علم کے ذرائع
- چندے کے مسائل
- شرائطِ نماز
- فرائضِ نماز
- واجباتِ نماز
- مفسداتِ نماز
- مکروہاتِ نماز
- مسائلِ سجدۂ سہو
- امامت کی شرائط
- اقتداء کی شرائط
- مسائلِ نمازِ جمعہ
- مسائلِ نمازِ عیدین
- مسائلِ معذورِ شرعی
- جماعت کا ایک اہم مسئلہ
- مسائلِ شرعی مسافر
- مسائلِ نمازِ جنازہ
- مسائلِ سجدۂ تلاوت
- مسائلِ اذان و اقامت
- مسائلِ لقمہ
- چاند کب نکلے گا؟

مَکۡتَبَہۡ دَارُ السُّنَّۃ، دِھلی

استاد کو تدریس کے اعلی منصب کی جانب لے جانے والی ایک نمایاں تحریر جس میں تدریس کے جدید دور میں جدید و قدیم طریقوں کے ساتھ ساتھ تدریس میں نکھار پیدا کرنے والی چیزوں کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

تدریس کے 26 طریقے

مصنف
مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

اس کتاب
میں چھ ابواب ہیں جو درج ذیل ہیں:

پہلا باب: تدریس کے نکات
دوسرا باب: تدریس کے 26 طریقے
تیسرا باب: درجے کی ترقی کے فارمولے
چوتھا باب: طلبہ کے درمیان کئے جانے والے 19 بیان
پانچواں باب: جسمانی و ذہنی نشوونما کے فارمولے
چھٹا باب: تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے







مکتبہ دار السنہ، دہلی